تفہیم کتاب وسنت

18

کتاب الآخرۃ

قیامت کی ہولناکیاں، حشر نشر، حساب قصاص، جزا سزا، شفاعت، جنت کی نعمتوں اور جہنم کے عذابوں کا بیان

آخرت کی کتاب

اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُعْرِضُونَ

لوگوں کا حساب قریب آن پہنچا اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ (القرآن)

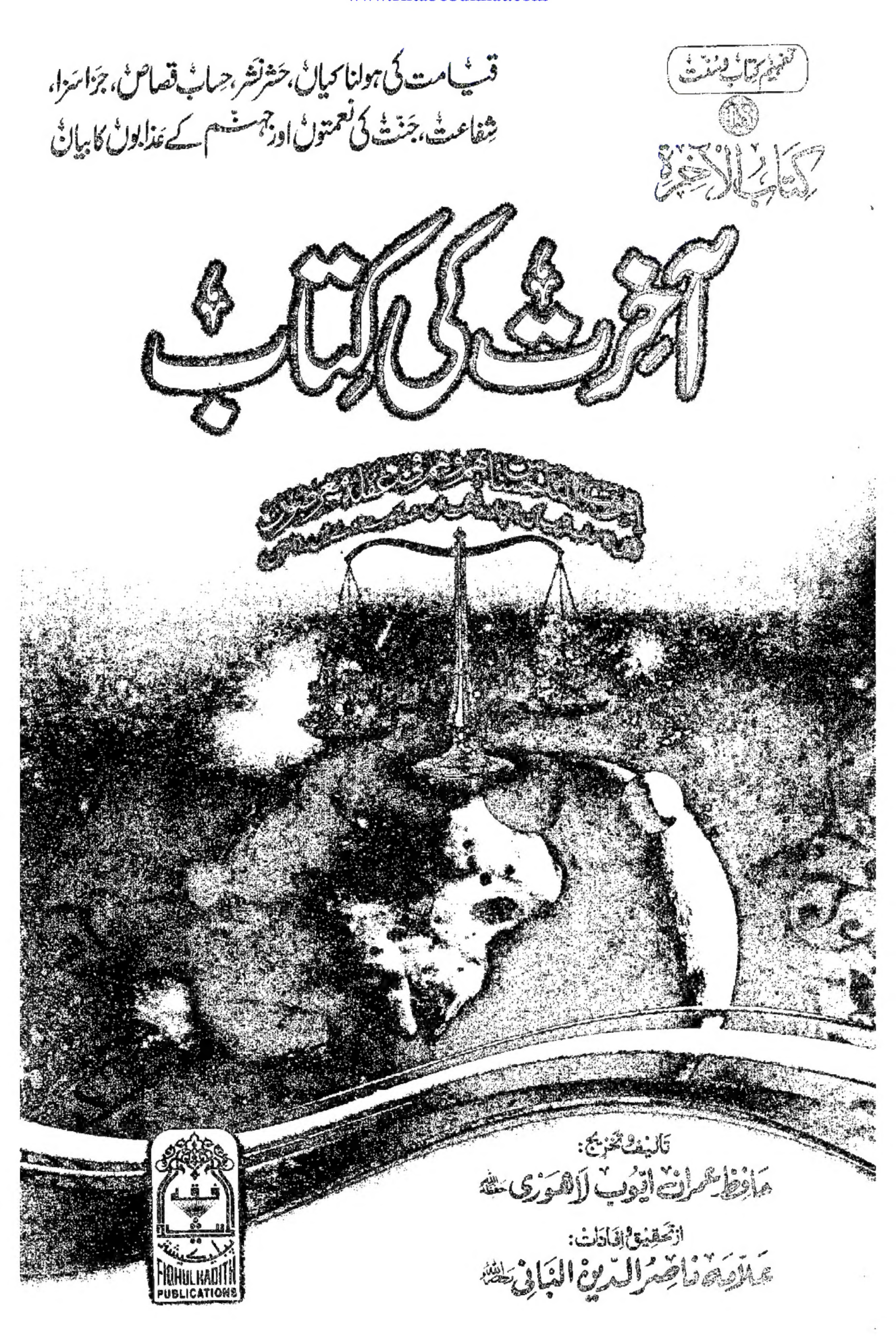
تالیف وتخریج:

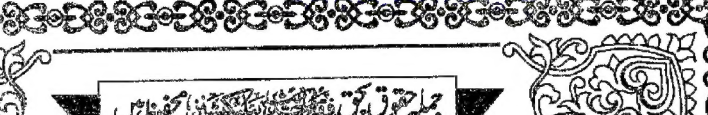
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

از تحقیق وافادات:

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ




تفہیم کتاب وسنت
کتاب الآخرۃ
قیامت کی ہولناکیاں، حشر نشر، حساب قصاص، جزا سزا،
شفاعت، جنت کی نعمتوں اور جہنم کے عذابوں کا بیان
آخرت کی کتاب
تالیف وتخریج:
حافظ عمران ایوب لاہوری
از تحقیق افادات:
علامہ ناصر الدین البانی
FIQHUL HADITH
PUBLICATIONS

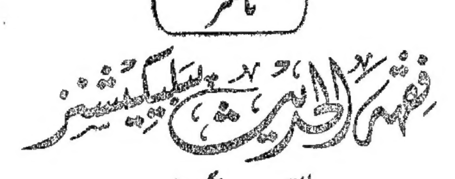




تاریخ اشاعت ________ اپریل 2011ء

مطبوعہ ________ چاچا حمید پرنٹرز لاہور

ناشر



لاہور - پاکستان

Phone: 0300-4206199

E-mail: fiqhulhadith@yahoo.com

Website: www.fiqhulhadith.com

ملنے کا پتہ

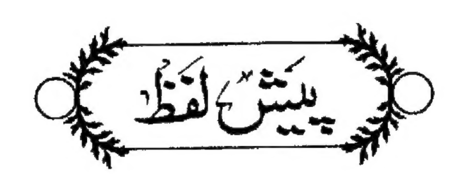


حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

Phone: 042-7321865

E-mail: nomania2000@hotmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم



پیش لفظ

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ساری کائنات کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں، آپ نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر اپنا تہبند درست کیا، آپ کے پہلو پر چٹائی کا نشان پڑا ہوا تھا، اس وقت آپ کے پاس صرف یہی کپڑا تھا، آپ کے سر کے نیچے ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کا چھلکا بھرا ہوا تھا، آپ کے قدموں کی جانب کچھ پتے پڑے تھے (جن سے چمڑا رنگا جاتا ہے)، دیوار پر ایک کچا چمڑا بھی لٹکا ہوا تھا، عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے قریب ایک صاع (اڑھائی کلو) کے قریب جو بھی دیکھے۔ یہ منظر دیکھ کر عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ عمر! کیوں روتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا، اے اللہ کے رسول! کیا اب بھی مجھے رونا نہیں چاہیے کہ چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو پر ثبت ہو چکے ہیں اور آپ کا یہ مختصر سا سامان بھی میرے سامنے ہے، حالانکہ آپ اللہ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں، جبکہ اُدھر روم اور ایران کے بادشاہوں کو میں نے نازونعم اور عیش وعشرت کی بہاروں میں دیکھا ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے عمر! کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ ہمارے لیے آخرت کی نعمتیں ہیں اور انہیں صرف دنیا میں ہی مل رہا ہے؟ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جی ہاں، کیوں نہیں!۔ (صحیح مسلم)

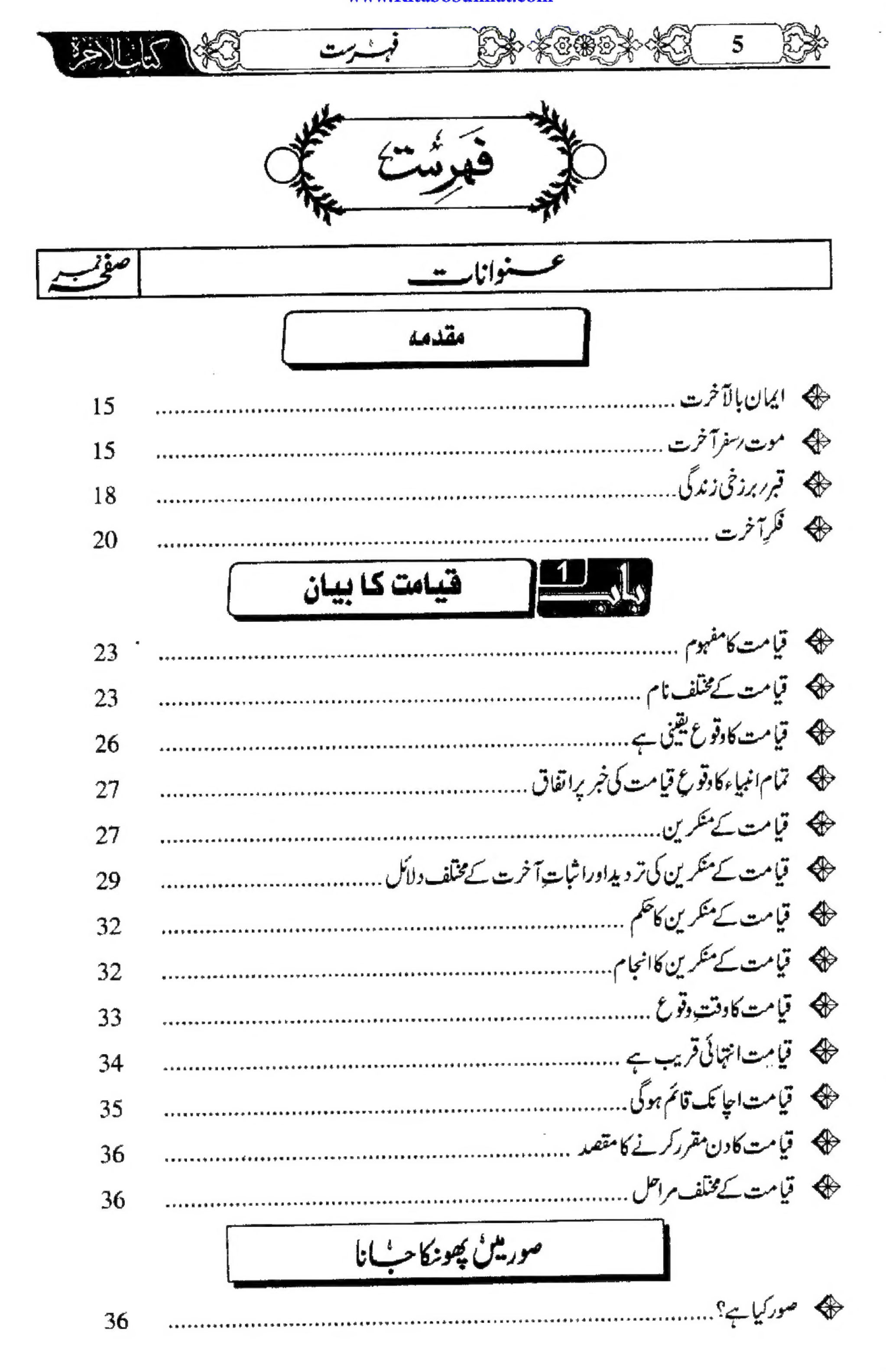
جس آخرت کی فکر ہمارے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تھی اسی آخرت کا کچھ بیان زیر نظر کتاب میں ہے۔ یہ کتاب بنیادی طور پر تین ابواب پر مشتمل ہے۔ **پہلا باب** قیامت کا بیان ہے جس میں اثباتِ قیامت کے دلائل، منکرینِ قیامت کی تردید، صور میں پھونکے جانے، قیامت کی ہولناکیوں، حشر نشر، حساب کتاب، جزا سزا، شفاعت، میزان، حوضِ کوثر اور پل صراط وغیرہ کا ذکر ہے۔ **دوسرے باب** میں جنت کا بیان ہے جس کے تحت

جنت اور اہل جنت کے اوصاف، جنت کی نعمتوں اور جنت میں لے جانے والے اعمال کا ذکر کیا گیا ہے۔
تیسرا باب جہنم کے بیان پر مشتمل ہے جس میں جہنم اور اہل جہنم کے اوصاف، جہنم کے عذابوں، جہنم میں لے جانے والے اعمال اور جہنم سے بچانے والے اعمال کا تذکرہ ہے۔ان تمام ابواب میں آیاتِ قرآنیہ اور صحیح احادیثِ نبویہ سے دلائل مہیا کیے گئے ہیں اور دلائل کی تخریج وتحقیق بھی نقل کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اندر فکر آخرت پیدا فرمائے اور روز محشر ہمیں کامیاب وسرخرو کر دے۔(آمین)

"وما توفيقي إلا بالله عليه توكلت وإليه انيب"

کتبہ
حافظ عمران ایوب لاہوری
بتاریخ : اپریل 2011ء , بمطابق : ربیع الثانی 1432ھ
فون: 0324-4474674 (مغرب تا عشاء)
ای میل: hfzimran_ayub@yahoo.com
ویب سائٹ: www.fiqhulhadith.com



فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر

مقدمہ

باب 1 قیامت کا بیان

صور میں پھونکا جانا

قیامت کی ہولناکیاں

حشر نشر

روزِ حشر لوگوں کے مختلف احوال

شفاعت

قصاص اور حساب وجزا

میزان اور نامہ اعمال

حوضِ کوثر

پل صراط

باب 2 جنت کا بیان

جنت کے اوصاف

اہل جنت

جنت کی نعمتیں

باب 3 جہنم کا بیان

جہنم کے اوصاف

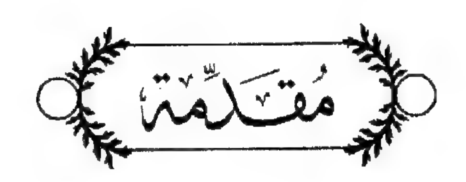
اہل جہنم

جہنم کے عذاب

باب 4 چند متفرق مسائل کا بیان







مقدمہ

ایمان بالآخرت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ﴾ [البقرۃ: ۴] ''اور وہ (مومنین) آخرت پر یقین رکھتے ہیں (یعنی بعث، قیامت، جنت، جہنم، حساب اور میزان پر ان کا کامل ایمان ہے)۔''

آخرت اُن تمام اُمور کا نام ہے جو مرنے کے بعد انسان کو پیش آئیں گے۔ آخرت کو آخرت اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ دنیا کے بعد آنے والی ہے۔ آخرت پر ایمان، ارکانِ ایمان میں سے ایک اہم رُکن ہے۔ چنانچہ فرمانِ نبوی کے مطابق ایمان یہ ہے کہ ﴿أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَ مَلَائِكَتِهِ وَ كُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَ شَرِّهِ﴾ ''تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی (نازل کردہ) کتابوں پر، اس کے پیغمبروں پر، یومِ آخرت پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔''(۱)

آخرت پر ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ وفات کے بعد سے لے کر اہل جنت کے جنت میں اور اہل جہنم کے جہنم میں داخل ہو جانے تک کے بارے میں کتاب وسنت میں موجود ہر بات (احوالِ قبر، علاماتِ قیامت، یوم البعث، حوضِ کوثر، میزان، شفاعت، پلِ صراط وغیرہ) کی مکمل تصدیق کرنا اور اس پر پختہ اعتقاد رکھنا۔ اس عقیدے کے بغیر کوئی بھی حقیقی مومن نہیں بن سکتا۔ چنانچہ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جب تک آخرت کے متعلق اللہ تعالیٰ کی بتلائی ہوئی ہر خبر پر دل ایسا مطمئن نہ ہو جائے کہ کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہ رہے تب تک ایمان بالآخرت کا حصول ممکن نہیں اور ایسا اعتقاد رکھنے والا ہی حقیقی مومن ہے۔(۲) علاوہ ازیں آخرت پر ایمان کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے رغبت، خوف اور اعمالِ صالحہ کی بجا آوری کے ذریعے رب العالمین کی خوشنودی حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

موت، سفرِ آخرت

ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور جو بھی ذی روح اس دنیا میں آیا ہے اس نے بالآخر یہاں سے

(۱) [مسلم (۸) کتاب الایمان : باب بیان الایمان والاسلام والاحسان ، بخاری (۵۰) ترمذی (۲۶۱۰)]

(۲) [الروح لابن القیم (ص: ۲۲۱)]

رخصت ہونا ہے۔کوئی بھی موت سے بچ نہیں سکتا خواہ وہ خود کو مضبوط قلعوں میں بند ہی کیوں نہ کر لے۔اس لیے ہمیشہ موت کو یاد رکھنا چاہیے۔رسول اللہ ﷺ نے یہی نصیحت فرمائی ہے کہ موت کو بکثرت یاد کیا کرو۔(۱) اور موت کو یاد رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان گاہے گاہے قبروں کی زیارت کرتا رہے تاکہ اسے موت یاد آئے(۲) اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو کہ جب ایک دن اس کا ٹھکانہ بھی یہی ہوگا تو وہ کیوں ہر وقت دنیوی حرص وطمع میں مارا مارا پھر رہا ہے۔اسی طرح موت کو یاد رکھنے کے لیے بوڑھے لوگوں سے میل ملاقات بھی مفید ہے۔

موت کی سختی ناقابل برداشت ہے، یہی باعث ہے کہ وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ بھی کلمہ پڑھتے ہوئے یہی فرما رہے تھے کہ ''یقیناً موت کے وقت سخت تکلیف ہوتی ہے۔''(۳) ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''موت کی تمنا نہ کیا کرو کیونکہ جان کنی کی تکلیف بڑی سخت ہے۔''(۴) تاہم شہید کو قتل ہوتے وقت صرف اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی چیونٹی کاٹنے سے ہوتی ہے۔(۵) علاوہ ازیں انسان پر کیسے ہی حالات آن پڑیں اسے موت کی فکر تو ضرور کرنی چاہیے لیکن تمنا ہرگز نہیں کرنی چاہیے بلکہ زیادہ سے زیادہ اپنی زبان پر صرف یہی الفاظ لانے چاہییں ''اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے اور اس وقت مجھے فوت کر دینا جب میرے لیے وفات بہتر ہوگی۔''(۶) البتہ شہادت کی تمنا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔(۷)

ہمہ وقت اس جستجو میں رہنا چاہیے کہ انسان کو اچھی موت نصیب ہو۔اچھی موت کی کچھ علامات ہیں جن سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کون رب کی بارگاہ میں سرخرو ہونے والا ہے۔چنانچہ وفات کے وقت کلمہ شہادت پڑھنا(۸)، وفات کے وقت پیشانی پر پسینہ نمودار ہونا(۹)، جمعہ کی رات یا دن میں فوت ہونا(۱۰)، میدانِ قتال

---

(۱) [**صحیح** : صحیح ابن ماجۃ (۳٤۳٤) کتاب الزھد : باب ذکر الموت و الاستعداد له' ابن ماجة (٤٢٥٨) ترمذی (۲۳۰۷) امام حاکمؒ اور امام ابن حبانؒ نے اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔]

(۲) [مسلم (۹۷۷) کتاب الجنائز : باب استئذان النبی ربه عزوجل فی زیارۃ قبر أمه' ترمذی (۱۰۵٤)]

(۳) [بخاری (٦٥١٠) کتاب الرقاق : باب سکرات الموت]

(٤) [**حسن** : الترغیب والترھیب لمحی الدین دیب (٤٩٣١) احمد (۳/۳۳۲) مجمع الزوائد (۱۰/۲۰۳) بیھقی فی شعب الإیمان (۱۰۵۹۸)]

(۵) [**حسن** : ھدایة الرواۃ (٤/۱۷)' (۳۷۵۹) ترمذی (۱٦٦۸) کتاب فضائل الجھاد : باب ما جاء فی فضل المرابط' ابن ماجة (۲۸۰۲) ابن حبان (۱٦۱٤۔الموارد) امام ابن حبانؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔]

(٦) [بخاری (٦۳٥۱) کتاب الدعوات : باب الدعاء بالموت والحیاۃ' مسلم (۲٦۸۰) أبو داود (۳۱۰۸)]

(۷) [بخاری (۲۷۹۷) کتاب الجھاد : باب تمنی الشھادۃ' مسلم (۱۸۷٦) ابن ماجة (۲۷٥۳)]

(۸) [**صحیح** : صحیح أبو داود (۲٦۷۳) کتاب الجنائز : باب فی التلقین' أبو داود (۳۱۱٦)]

(۹) [**صحیح** : أحکام الجنائز (ص/٤۹) ترمذی (۹۸۲) نسائی (۱۸۲۹) ابن ماجة (۱٤٥۲)]

(۱۰) [**حسن صحیح** : أحکام الجنائز (ص/٥۰) ترمذی (۱۰۷٤) کتاب الجنائز]

میں شہادت کی موت حاصل کرنا[۱]، فی سبیل اللہ غزوہ کے لیے نکلے ہوئے طبعی موت سے وفات پا جانا[۲]، طاعون کے مرض سے موت آنا[۳]، پیٹ کی بیماری سے موت آنا[٤]، غرق ہو کر یا ملبے کے نیچے دب کر موت آنا[٥]، جل کر، پہلو کے درد (یعنی فالج) سے اور عورت کو دورانِ حمل موت آنا[٦]، سل (ٹی بی) کی بیماری سے موت آنا[٧]، اپنی جان، مال، دین، اہل وعیال اور عزت کے دفاع میں موت آنا[٨]، پہرے کی حالت میں موت آنا[٩]، کسی بھی نیک عمل پر موت آنا[۱۰] اور وفات کے بعد لوگوں کا میت کی تعریف کرنا[۱۱]، تمام ایسے اُمور ہیں جو کسی بھی انسان کے لیے جنت کی بشارت سے کم نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان کو وفات کے وقت ہی یہ علم ہو جاتا ہے کہ اس کا اُخروی انجام کیسا ہوگا؟ وہ جنت میں جائے گا یا جہنم میں۔ کیونکہ جب مومن بندے کا دنیا سے رخصت ہونے اور آخرت کی طرف سفر کرنے کا وقت آتا ہے تو آسمان سے روشن چہروں والے فرشتے اس کی طرف اترتے ہیں، گویا کہ ان کے چہرے سورج کی مانند چمکدار ہیں۔ ان کے پاس جنت کے لباس کا کفن ہوتا ہے اور جنت کی خوشبو بھی ہوتی ہے۔ وہ اس کے قریب سے تا حدِ نگاہ پھیل کر بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر موت کا فرشتہ مومن کے پاس آتا ہے حتی کہ اس کے سر کے قریب بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے، اے پاکیزہ روح! اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف نکل۔ پھر وہ روح ایسے آسانی سے نکل پڑتی ہے جیسے مشکیزے سے پانی کا قطرہ بہہ پڑتا ہے۔ وہ فرشتہ اسے پکڑتا ہے اور اس کے ہاتھ میں روح کو ایک لمحہ بھی نہیں گزرتا کہ دوسرے فرشتے اسے پکڑ لیتے ہیں اور اسے جنت کے لباس اور خوشبو میں لپیٹ لیتے ہیں اور اس سے وہ بہترین کستوری کی خوشبو آنے لگتی ہے جو زمین کی سطح پر موجود ہے۔ پھر وہ فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی گزرتے ہیں وہ کہتے ہیں، یہ پاکیزہ روح کون ہے؟

---

(۱) [مسلم (۱۸۸٦) کتاب الإمارة : باب من قتل فی سبیل الله کفرت خطایاه إلا الدین، احمد (۷۰۷۱)]
(۲) [مسلم (۱۹۱۵) کتاب الإمارة : باب بیان الشهداء، ابن ماجة (۲۸۰٤) احمد (۱۰۷٦٦)]
(۳) [بخاری (۲۸۳۰) کتاب الجهاد والسیر : باب الشهادة سبع سوی القتال، مسلم (۱۹۱٦)]
(٤) [مسلم (۱۹۱۵) کتاب الإمارة : باب بیان الشهداء، ابن ماجة (۲۸۰٤)]
(٥) [بخاری (۲۸۲۹) کتاب الجهاد : باب الشهادة سبع سوی القتل، مسلم (۱۹۱٤) ترمذی (۱۰٦۳)]
(٦) [**صحیح** : هدایة الرواة (۱٦۷/۲)، (۱۵۰۵) ابو داود (۳۱۱۱) ابن ماجة (۲۸۰۳)]
(۷) [**صحیح** : أحکام الجنائز (ص/۵۵) أخبار أصبهان (۲۱۷/۱-۲۱۸) مجمع الزوائد (۳۱۷/۲)]
(۸) [بخاری (۲٤۸۰) کتاب المظالم والغصب : باب من قاتل دون ماله، مسلم (۱٤۱) احمد (٦۵۲۲)]
(۹) [مسلم (۱۹۱۳) کتاب الإمارة : باب فضل الرباط فی سبیل الله عزوجل، ترمذی (۱٦٦۵) نسائی (۳۱٦۷)]
(۱۰) [**صحیح** : أحکام الجنائز (ص/۵۸) أحمد (۳۹۱/۵) فتح الباری (٤۳/٦)]
(۱۱) [مسلم (۹٤۹) کتاب الجنائز : باب فیمن یثنی علیه خیر أو شر من الموتی، حاکم (۳۷۷/۱) أحمد (۱۷۹/۳)]

تو وہ کہتے ہیں یہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے اور اس کا وہ بہترین نام ذکر کرتے ہیں جس کے ساتھ اسے دنیا میں پکارا جاتا تھا حتی کہ وہ اس کے ساتھ آسمانِ دنیا تک پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلواتے ہیں۔ اس کے لیے دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اگلے آسمان تک اس کے ساتھ چلتے ہیں حتی کہ وہ ساتویں آسمان تک پہنچ جاتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں میرے بندے کا اعمال نامہ علیین میں رکھ دو اور اسے زمین کی طرف اس کے جسم میں لوٹا دو... اسی طرح جب کافر کا دنیا سے روانگی اور آخرت کی طرف کوچ کا وقت آتا ہے تو اس کی طرف سیاہ چہروں والے فرشتے اُترتے ہیں۔ ان کے پاس (انتہائی بدبودار) ٹاٹ کا کفن ہوتا ہے۔ وہ اس کے قریب سے تاحدِ نگاہ پھیل کر بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر موت کا فرشتہ آتا ہے حتی کہ اس کے سر کے قریب آ بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے' اے خبیث روح! نکل کہ تیرا رب تجھ سے بڑا ہی ناراض ہے۔ اس کی روح جسم سے نکلنا نہیں چاہتی لیکن وہ فرشتہ اسے اس طرح کھینچ کر نکال لیتا ہے جیسے کانٹے دار لوہے کی سلاخ کو گیلی اُون سے زور سے کھینچ کر نکالا جاتا ہے۔ وہ اسے پکڑتا ہے اور ایک لمحہ بھی نہیں گزرتا کہ دوسرے فرشتے اسے پکڑ کر اس (سخت بدبودار) ٹاٹ میں لپیٹ دیتے ہیں اور اس سے وہ بدترین مردار کی بدبو آنے لگتی ہے جو سطحِ زمین پر پائی جاتی ہے۔ پھر وہ اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور جب بھی فرشتوں کی کسی جماعت کے قریب سے گزرتے ہیں تو وہ دریافت کرتے ہیں کہ یہ کون خبیث روح ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ یہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے اور اس کا وہ سب سے برا نام بتاتے ہیں جس کے ساتھ اسے دنیا میں پکارا جاتا تھا۔ حتی کہ وہ اسے لے کر آسمانِ دنیا تک پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلواتے ہیں۔ اس کے لیے دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ پھر اللہ عزوجل فرماتے ہیں' اس کا اعمال نامہ زمین کے نچلے حصے میں سجین میں رکھ دو۔ پھر اس کی روح کو (زمین کی طرف) پھینک دیا جاتا ہے اور بالآخر اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے۔ (۱)

قبر / برزخی زندگی

قبر وہ مقام ہے جہاں وفات کے بعد تا قیامت ہر ایک نے ٹھہرنا ہے (اسی کا نام برزخی زندگی ہے)۔ دنیا کے بادشاہ، ناز و نعم میں پلنے والے، عیش و عشرت سے زندگی بسر کرنے والے، بڑے بڑے محلات اور بنگلوں میں رہنے والے سب بالآخر اسی دو گز زمین کے ٹکڑے میں قیام کریں گے۔ جہاں نہ گرمی سے بچاؤ کے لیے ٹھنڈی ہوا ہو گی اور نہ سردی سے بچاؤ کے لیے ہیٹر گیزر، نہ سورج کی روشنی نہ چاند کی چاندنی، نہ ہوا کے لیے کھڑکی نہ روشنی کے لیے چراغ۔ جہاں نہ کوئی دوست کام آئے گا نہ رشتہ دار، نہ کوئی سفارشی بچا سکے گا نہ لیڈر۔ وہاں اگر کوئی چیز کام آئے گی تو

---

(۱) [حسن : الترغیب والترھیب لمحی الدین دیب مستو (۵۲۲۱) مسند احمد (۲۸۷/۴) امام ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ احمد کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ [مجمع الزوائد (۵۰/۳)] حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔ [کما فی الترغیب والترھیب (تحت الحدیث / ۵۲۲۱)]

وہ صرف اپنا نیک عمل ہوگا اور اگر کوئی برے اعمال لے کر اس میں داخل ہوا تو پھر اس تنہائی، تاریکی اور مقامِ وحشت میں زہریلے سانپوں، بچھوؤں اور کیڑے مکوڑوں سے کون بچائے گا؟ انسان چیخے چلاّئے گا لیکن وہاں سے چیخ و پکار کی آواز بھی کوئی نہ سن سکے گا، نہ لوریاں دینے والی ماں، نہ شفقت کرنے والا باپ نہ ہمہ وقت کام آنے والا بھائی۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے قبر سے زیادہ سخت گھبراہٹ والی جگہ اور کوئی نہیں دیکھی۔ (۱) اور ایک موقع پر آنسو بہاتے ہوئے قبر کے متعلق فرمایا کہ اے میرے بھائیو! اس جیسے مقام کے لیے تیاری کر لو۔ (۲)

جب گھر والے میت کو قبر میں دفن کر کے واپس لوٹ جاتے ہیں تو اس کے ساتھ کیا ہوتا ہے اس بارے میں ایک طویل روایت میں ہے کہ ''مومن آدمی کے پاس (قبر میں) دو فرشتے آتے ہیں۔ وہ اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے' میرا رب اللہ ہے۔ پھر وہ اس سے دریافت کرتے ہیں' تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے' میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ دریافت کرتے ہیں کہ کون شخص تھا جو تم میں بھیجا گیا؟ وہ جواب دیتا ہے' وہ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر وہ اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تجھے کیسے معلوم ہوا؟ وہ جواب دیتا ہے' میں نے اللہ کی کتاب کو پڑھا' اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ ''جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ثابت قدمی عطا کرتا ہے'' اس بات کی تصدیق کرتا ہے۔ پھر آسمان سے منادی اعلان کرتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے' جنت سے اس کے لیے بستر بچھا دو اور جنت کا اسے لباس پہنا دو اور جنت کی جانب اس کے لیے ایک دروازہ کھول دو چنانچہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اسے جنت کی ٹھنڈی ہوا اور خوشبو پہنچتی رہتی ہے اور اس کی قبر تا حد نگاہ کشادہ کر دی جاتی ہے۔ اسی طرح کافر کے پاس بھی (قبر میں) دو فرشتے آتے ہیں' وہ اسے بٹھا کر سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے' میں کچھ نہیں جانتا۔ پھر وہ اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب میں کہتا ہے' مجھے کچھ علم نہیں۔ پھر وہ دریافت کرتے ہیں کہ وہ شخص کون تھا جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ وہ جواب دیتا ہے' میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد منادی آسمان سے آواز لگاتا ہے کہ اس نے جھوٹ بکا ہے' اس کے لیے آگ کا بستر بچھا دو' اسے آگ کا لباس پہنا دو اور جہنم کی جانب اس کے لیے ایک دروازہ کھول دو۔ اسے جہنم کی گرمی اور اس کی زہر آلود ہوا پہنچتی رہے گی اور اس پر اس کی قبر تنگ کر دی جائے گی حتی کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے کے اندر گھس جائیں گی۔ پھر اس پر ایک اندھا اور بہرہ فرشتہ مقرر کیا جائے گا جس کے پاس لوہے کا ہتھوڑا ہوگا' اگر وہ ہتھوڑا کسی پہاڑ پر مارا جائے تو وہ بھی (ریزہ ریزہ ہو کر) مٹی بن جائے۔

---

(۱) [حسن : هداية الرواة (۱/۱۱۷)' (۱۲۸) صحیح ترمذی' ترمذی (۲۳۰۸) کتاب الزهد' ابن ماجة (۴۲۶۷) حاکم (۴/۳۳۰) اس حدیث کو امام حاکمؒ نے صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔]

(۲) [صحیح : صحیح ابن ماجة (۳۳۸۲) کتاب الزهد : باب الحزن والبكاء' ابن ماجة (۴۱۹۵)]

چنانچہ وہ اسے اس کے ساتھ ضرب لگائے گا تو اس کی آواز انسانوں اور جنوں کے علاوہ مشرق و مغرب کے مابین سب سنیں گے اور وہ مٹی بن جائے گا لیکن پھر اس میں دوبارہ روح لوٹا دی جائے گی (اور یہ عذاب کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا)۔''[1]

قبر کی اس سختی اور عذاب سے بچاؤ کے لیے نبی کریم ﷺ ہمیشہ اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے، بطورِ خاص ہر نماز کے آخری تشہد میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے ﴿ اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ... ﴾ ''اے اللہ! میں عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''[2] علاوہ ازیں یہ یاد رہے کہ فرمانِ نبوی کے مطابق اللہ کے راستے میں شہید ہونے والا[3]، راہِ جہاد میں پہرہ دیتے ہوئے فوت ہونے والا[4]، پیٹ کی بیماری سے ہلاک ہونے والا[5]، جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن میں فوت ہونے والا[6] اور کثرت سے سورۃ الملک کی تلاوت کرنے والا[7] ایسے لوگ ہیں جو قبر کی سختیوں اور سزاؤں سے محفوظ رہیں گے۔

⇦ عذابِ قبر، زیارتِ قبور، قبروں سے متعلقہ جائز و ناجائز اُمور اور دیگر احکامِ قبور کی تفصیل کے لیے ہماری اسی سیریز کی دوسری کتاب ''جنازے کی کتاب'' ملاحظہ فرمائیے۔

فکرِ آخرت

اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو یہ حکم دیا ہے کہ اللہ سے ڈرو اور خوب غور و فکر کرو کہ تم نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے (یعنی قیامت کے دن رب کی بارگاہ میں حاضری کے لیے کیسے اعمال کیے ہیں)۔[8] نبی کریم ﷺ (جن کے تمام اگلے پچھلے گناہ ہی اللہ تعالیٰ نے معاف کر رکھے تھے، انہیں بھی) آخرت کی اتنی فکر تھی کہ رات کو اس قدر قیام فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک پر وَرم آجاتا۔[9] نماز میں اس قدر روتے کہ چکی کی آواز کی طرح رونے کی آواز آنے لگتی۔[10] حضرت عمر رضی اللہ عنہ (جنہیں دنیا میں ہی جنت کی بشارت دے دی گئی تھی) نمازِ عشاء ادا فرما کر مسجد میں

---

(۱) [صحیح : هداية الرواة (۱/۱۱٦) ' (۱۲۷) ابو داود (٤۷٥۳) كتاب السنة ' نسائی (٤/۷۸)]

(۲) [بخاری (۱۳۷۷) كتاب الجنائز : باب التعوذ من عذاب القبر]

(۳) [صحیح : صحیح نسائی (۱۹٤۰) كتاب الجنائز : باب الشهيد ' نسائی (۲۰٥٥)]

(٤) [صحیح : الصحيحة (۱۱٤۰) صحیح ترمذی ' ترمذی (۱٦۲۱) كتاب فضائل الجهاد]

(٥) [صحیح : صحیح نسائی (۱۹۳۹) نسائی (۲۰٥٤) ترمذی (۱۰٦٤)]

(٦) [حسن : صحیح ترمذی ' ترمذی (۱۰۷٤) كتاب الجنائز : باب ما جاء فيمن يموت يوم الجمعة]

(۷) [حسن : السلسلة الصحيحة (۱۱٤۰)]

(۸) [الحشر : ۱۸]

(۹) [بخاری (٤۸۳٦) كتاب التفسير : باب "ليغفرلك الله ما تقدم ..."، مسلم (۲۸۱۹) ابن ماجه (۱٤۱۹)]

(۱۰) [صحیح : صحیح ابو داود ، ابو داود (۹۰٤) كتاب الصلاة : باب البكاء في الصلاة]

بیٹھ جاتے اور زاروقطار رونا شروع کر دیتے، کچھ وقت ٹھہرتے اور پھر رونا شروع کر دیتے۔[۱] وفات کے وقت زمین پر لیٹے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ میرے لیے اور میری ماں کے لیے ہلاکت ہو اگر میرے رب نے مجھ پر رحم نہ کیا۔[۲] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی اپنی وفات کے وقت رو رہے تھے، کسی نے رونے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا، میں دنیا سے رخصت ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ طویل سفر اور زادِ سفر کی قلت کی وجہ سے رو رہا ہوں، میں نے ایسی بلندی پر شام کی ہے کہ جس کے آگے جنت یا جہنم ہے اور مجھے علم نہیں کہ ان دونوں میں سے میرا ٹھکانہ کونسا ہے؟۔[۳]

ایک طرف امام الانبیاء محمد ﷺ اور جلیل القدر صحابہ کی یہ حالت تھی جبکہ دوسری طرف آج ہم گناہگاروں کی یہ حالت ہے کہ اُخروی حساب اور جزا و سزا کے متعلق کبھی سوچا ہی نہیں، جنت میں داخلے اور جہنم سے نجات کی کبھی فکر ہی نہیں کی، رب کی بارگاہ میں کیا لے کر جائیں گے کبھی وہم و گمان میں ہی نہیں آیا، بس فکر ہے تو صرف دنیوی مال ومتاع کی، اعلیٰ ڈگری کی، اونچے عہدے کی، کاروبار میں ترقی کی، بڑے گھر اور خوبصورت بیوی کے حصول کی۔ غرض کوئی فکر وغم ہے تو صرف اس دنیا کا جو کسی لمحہ بھی ختم ہو سکتی ہے، جس دنیا کو قرآن نے دھوکے کا سامان قرار دیا[۴]، جسے پیغمبر ﷺ نے مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت نہیں دی۔[۵] اسی لیے آپ ﷺ نے ہمیشہ سادہ زندگی گزاری، ازواجِ مطہرات میں سے ہر بیوی کو ایک کمرہ دیا جو چھ سات گز سے بڑا نہ تھا، جس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی، کبھی میدہ کی روٹی کھائی اور نہ چھنا ہوا آٹا استعمال کیا، غلاموں اور مساکین کی طرح کھانے پینے اور اٹھنے بیٹھنے کو ترجیح دی، اکثر اوقات بھوک برداشت کر کے وقت گزارا، پیوند لگے کپڑے اور جوتے پہن کر گزر بسر کی، اپنی تعظیم کے لیے کسی کا کھڑا ہونا کبھی پسند نہ کیا، اپنے جوتے خود ٹانک لیتے اور اپنے کپڑے خود سی لیتے، فاتحانہ شان کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو سر مبارک عجز وانکساری کے ساتھ رب کی بارگاہ میں ایسے جھکائے ہوئے تھے کہ آپ کی ٹھوڑی بار بار سواری کے کجاوے سے ٹکرا رہی تھی۔

اگر آج ہم اسی پیغمبر آخر الزماں محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دم بھرتے ہیں، آپ کی تعریف میں نعتیں پڑھتے ہیں اور روزِ قیامت آپ کی شفاعت کے امیدوار ہیں تو پھر ہمیں بھی آپ کی اتباع میں دنیوی فکر چھوڑ کر آخرت کی فکر اپنانا ہو گی اور اُخروی کامیابی کے لیے ہی شب و روز جدوجہد کرنا ہو گی۔(**واللہ الموفق**)

---

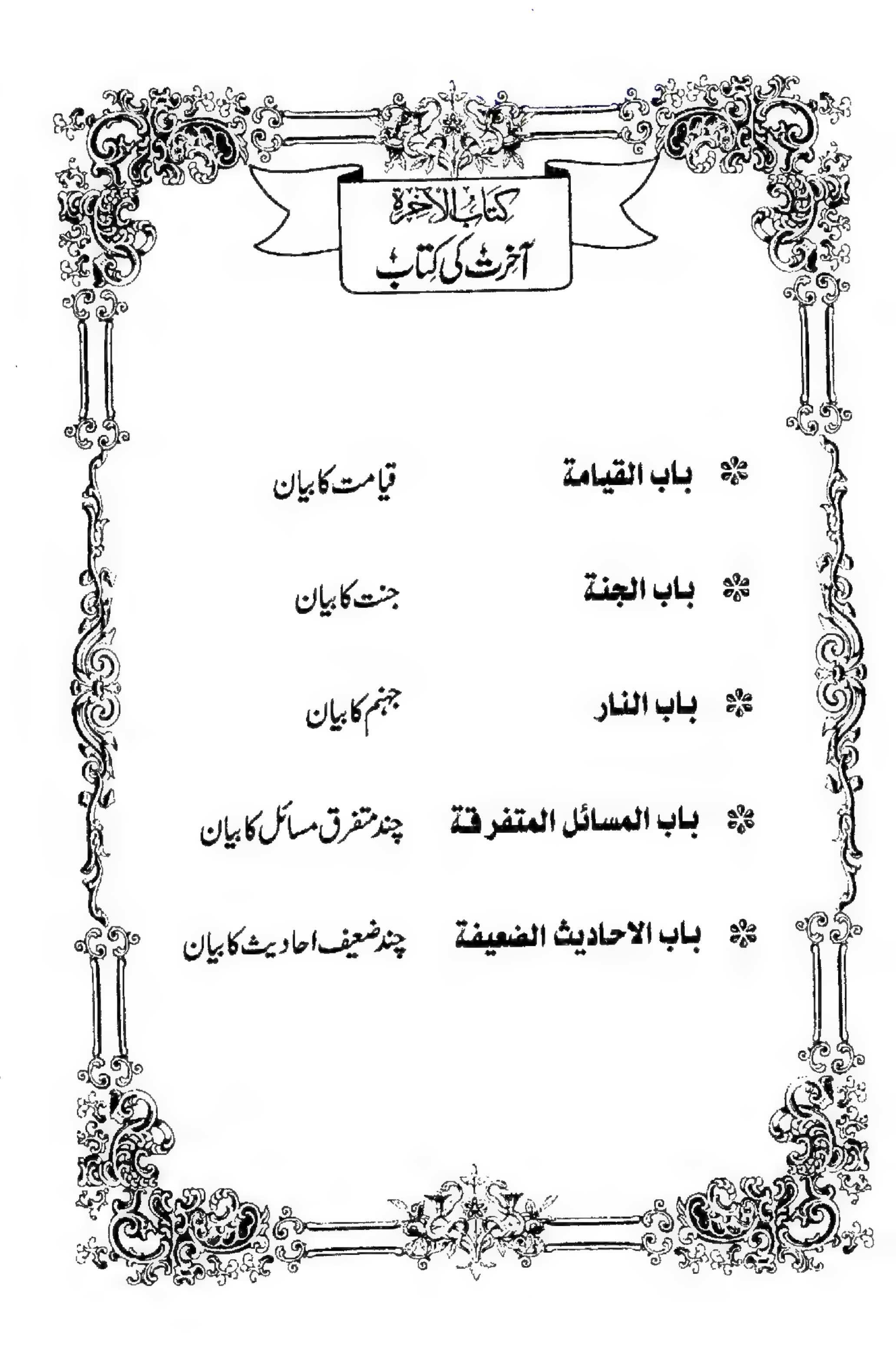
(۱) [بیهقی فی شعب الایمان (۹۷٦)]

(۲) [نظرة النعيم (١٨٩٦/٥)]

(۳) [کتاب الزهد لابن مبارك (ص : ۳۸)]

(٤) [آل عمران : ١٨٥]

(٥) [**صحيح** : السلسلة الصحيحة (٩٤٠) ترمذی (٢٣٢٠)]



كتاب الآخرة
آخرت کی کتاب

* باب القيامة — قیامت کا بیان
* باب الجنة — جنت کا بیان
* باب النار — جہنم کا بیان
* باب المسائل المتفرقة — چند متفرق مسائل کا بیان
* باب الاحاديث الضعيفة — چند ضعیف احادیث کا بیان



باب القیامۃ قیامت کا بیان

قیامت کا مفہوم

قیامت سے مراد وہ وقت ہے جب کائنات کا سارا ظاہری نظام تباہ و برباد ہو جائے گا اور ہر چیز فنا ہو جائے گی جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ﴿ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝ ﴾ [الرحمن: ٢٦-٢٧] ''جو کچھ بھی زمین پر ہے سب فنا ہونے والا ہے۔ صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے باقی رہ جائے گی۔''

اُس روز جہاں ایک طرف ہر چیز ہلاک ہوگی اور تمام زندہ انسان فوت ہو جائیں گے وہاں دوسری طرف انہیں دوبارہ زندہ بھی کیا جائے گا۔ پھر انہیں میدانِ محشر میں جمع کر کے حساب لیا جائے گا اور بالآخر انہیں ان کے ابدی ٹھکانے (جنت یا جہنم) میں داخل کر دیا جائے گا۔ بس وہی قیامت کا دن ہوگا۔

قیامت کے مختلف نام

اہل علم نے قیامت کے مختلف اسماء کو بھی یکجا کرنے کی کوشش کی ہے حتی کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے مطابق قیامت کے پچاس (۵۰) کے قریب اسماء ہیں۔[۱] امام غزالی اور امام قرطبی رحمہما اللہ نے بھی قیامت کے متعدد اسماء کو جمع کیا ہے۔[۲] امام قرطبی رحمہ اللہ نے تو قیامت کے کثرتِ اسماء کی حکمت بھی بیان کی ہے کہ جو چیز بھی عظیم الشان ہو اس کی متعدد صفات اور بکثرت اسماء ضرور ہوتے ہیں اور یہ کلامِ عرب کی وسعت ہے۔ کیا آپ کو علم نہیں کہ اہل عرب نے تلوار کے پانچ سو (۵۰۰) کے قریب نام جمع کر رکھے ہیں کیونکہ ان کے ہاں تلوار بہت زیادہ نفع مند چیز اور بہت بڑی حیثیت کی مالک ہے۔ قیامت بھی چونکہ ایک عظیم چیز ہے اور اس کی ہولناکیاں بہت زیادہ ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کے بکثرت اسماء و صفات بیان کیے ہیں۔[۳] بہرحال آئندہ سطور میں قیامت کے چند مشہور اسماء ذکر کیے جا رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

1- **الیوم الآخر** (یوم آخرت):

﴿ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ﴾ [التوبة: ١٨] ''اللہ کی مسجدوں کو صرف وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان لائے۔''

---

(۱) [فتح الباري (۳۹٦/۱۱)]

(۲) [التذكرة للقرطبي (۲۳۲-۲۳۳)]

(۳) [التذكرة (۲۱٤)]

2- **یوم القیامة** (قیامت کا دن):

﴿وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا﴾[الاسراء : ۹۷] ''قیامت کے دن ہم ان کو اوندھے منہ اٹھائیں گے جبکہ وہ اندھے، گونگے اور بہرے ہوں گے۔''

3- **یوم البعث** (دوبارہ جی اٹھنے کا دن):

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن تُرَابٍ﴾[الحج : ۵] ''اے لوگو! اگر تم دوبارہ جی اٹھنے کے متعلق شک میں ہو تو بلاشبہ ہم ہی نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا...''

4- **یوم الخروج** (نکلنے کا دن):

﴿يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ﴾[ق : ۴۲] ''جس دن وہ اس چیخ (نفخۂ ثانیہ) کو حقیقتاً سنیں گے، یہی (قبروں سے) نکلنے کا دن ہوگا۔''

5- **یوم الفصل** (فیصلے کا دن):

﴿هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۖ جَمَعْنَاكُمْ وَالْأَوَّلِينَ﴾[المرسلات : ۳۸] ''یہ فیصلے کا دن ہے، ہم (اس میں) تمہیں اور پہلوں کو جمع کریں گے۔''

6- **یوم الدین** (جزا کا دن):

﴿وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ﴾[الصافات : ۲۰] ''اور وہ کہیں گے ہائے افسوس! ہمارے لیے یہ تو جزا کا دن ہے۔''

7- **یوم الحسرة** (حسرت کا دن):

﴿وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ﴾[مریم : ۳۹] ''اور آپ انہیں روزِ حسرت سے ڈرائیں جب (ہر) معاملے کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔''

8- **یوم الخلود** (ہمیشہ رہنے کا دن):

﴿ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ﴾[ق : ۳۴] ''تم اس (جنت) میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ یہی ہے ہمیشہ رہنے کا دن۔''

9- **یوم الحساب** (حساب کا دن):

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ﴾[ص : ۲۶] ''بلاشبہ جو لوگ اللہ کے راستے سے گمراہ ہوتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس وجہ سے جو انہوں نے

یوم حساب کو بھلا دیا۔"

10- **یوم الوعید** (وعید کا دن):

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ﴾[ق : ۲۰] ''اور صور میں پھونکا جائے گا، یہ ہے وعید کا دن۔"

11- **یوم الآزفۃ** (قریب آنے والا دن):

﴿وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ﴾[المومن : ۱۸] ''اور آپ انہیں قریب آنے والے دن (قیامت) سے ڈرائیں جب دل غم سے بھرے ہوئے، گلوں کے قریب آ رہے ہوں گے۔"

12- **یوم الجمع** (جمع ہونے کا دن):

﴿وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ﴾[الشورى : ۷] ''اور اسی طرح ہم نے وحی کی آپ کی طرف عربی قرآن کی تاکہ آپ مکہ (والوں) کو اور ان کو ڈرائیں جو اس کے ارد گرد ہیں اور آپ ڈرائیں جمع ہونے کے دن سے جس میں کوئی شک نہیں۔"

13- **یوم التلاق** (ملاقات کا دن):

﴿رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ﴾[المومن : ۱۵] ''(وہ) بہت بلند درجوں والا ہے، عرش کا مالک ہے، وہ وحی کو اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے ڈالتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے۔"

14- **یوم التناد** (ایک دوسرے کو پکارنے کا دن):

﴿وَيَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ﴾[المؤمن : ۳۲] ''اور اے میری قوم! میں تم پر ایک دوسرے کو پکارنے کے دن سے خائف ہوں۔"

15- **یوم التغابن** (نقصان کا دن):

﴿يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ﴾[التغابن :] ''جس دن وہ جمع کرے گا تمہیں جمع ہونے کے دن، یہی ہے نقصان کا دن۔"

16- **الساعۃ** (وقتِ قیامت):

﴿إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا﴾[طه : ۱۵] ''بلاشبہ قیامت آنے والی ہے قریب ہے کہ میں اس

کو چھپاؤں۔"

17- **القارعة** (کھڑ کھڑانے والی):

﴿ كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ﴾[الحاقة : ٤] "(قوم) ثمود اور عاد نے کھڑ کھڑانے والی کو جھٹلایا تھا۔"

18- **الصاخة** (کان بہرے کر دینے والی سخت آواز):

﴿ فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ ﴾[عبس : ٣٣] "پھر جب آ جائے گی کان بہرے کر دینے والی سخت آواز۔"

19- **الطامة الكبرى** (بہت بڑی آفت):

﴿ فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ ﴾[النازعات : ٣٤] "پھر جب آ جائے گی آفت بہت بڑی۔"

20- **الغاشية** (چھا جانے والی):

﴿ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ﴾[الغاشية : ١] "کیا آپ کے پاس چھا جانے والی (قیامت) کی بات آ گئی۔"

21- **الواقعة** (واقع ہونے والی):

﴿ إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴾[الواقعة : ١] "جب واقع ہو جائے گی واقع ہونے والی۔"

22- **الحاقة** (ثابت ہونے والی):

﴿ الْحَاقَّةُ ۝ مَا الْحَاقَّةُ ۝ ﴾[الحاقة : ١-٢] "ثابت ہونے والی۔ کیا ہے ثابت ہونے والی؟"

قیامت کا وقوع یقینی ہے

(1) ﴿ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَن فِي الْقُبُورِ ﴾[الحج : ٧] "قیامت یقیناً آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ قبروں والوں کو اٹھائے گا۔"

(2) ﴿ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ ﴾[الحجر : ٨٥] "اور قیامت ضرور ضرور آنے والی ہے پس تو حسن و خوبی (اور اچھائی) سے درگزر کر لے۔"

(3) ﴿ وَيَسْتَنبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ﴾[یونس : ٥٣] "اور وہ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا عذاب واقعی سچ ہے؟ آپ فرما دیجئے کہ ہاں قسم ہے میرے رب کی! وہ واقعی سچ ہے اور تم کسی طرح اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔"

(4) ﴿ لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ۝ وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝ أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَلَّن نَّجْمَعَ

عِظَامَهُ ۝ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ ... يَوْمَئِذِ ۣالْمُسْتَقَرُّ ۝﴾ [القيامة : ١ ـ ١٢]
''میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔ اور قسم کھاتا ہوں اس نفس کی جو ملامت کرنے والا ہو۔ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع ہی نہیں کریں گے۔ (بلکہ) ضرور کریں گے ہم تو قادر ہیں کہ اس کے پور پور تک درست کر دیں۔ بلکہ انسان تو چاہتا ہے کہ آگے آگے نافرمانیاں کرتا جائے۔ پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئے گا؟ پس جس وقت کہ نگاہ پتھرا جائے گی۔ اور چاند بے نور ہو جائے گا۔ اور سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں گے۔ اس دن انسان کہے گا کہ آج بھاگنے کی جگہ کہاں؟ نہیں نہیں کوئی پناہ گاہ نہیں۔ آج تو تیرے پروردگار کی طرف ہی قرارگاہ ہے۔''

(5) ﴿لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝﴾ [التكاثر : ٦ ـ ٧] ''تم بے شک جہنم کو دیکھ لو گے۔ اور تم اسے یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے۔''

تمام انبیاء کا وقوعِ قیامت کی خبر پر اتفاق

ہر نبی کی دعوت میں فکرِ آخرت کی دعوت اولین طور پر شامل تھی اور تمام انبیاء نے اپنی اپنی امتوں کو وقوعِ قیامت کی خبر دی تھی۔ اس کی ایک دلیل قرآن کریم کی وہ آیت ہے جس میں مذکور ہے کہ روزِ قیامت جب کفار و مشرکین کو جہنم میں پھینکا جائے گا تو اس وقت وہ اعتراف کریں گے کہ ان کے انبیاء نے انہیں یومِ آخرت سے ڈرایا تھا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

﴿كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا﴾ [الملك : ٨ ـ ٩] ''جب کبھی اس (جہنم) میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا اس سے جہنم کے داروغے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس ڈرانے والا کوئی نہیں آیا تھا؟ وہ جواب دیں گے کہ بیشک آیا تھا لیکن ہم نے اسے جھٹلا دیا۔''

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ ﴿وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى ... حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ [الزمر : ٧١] ''کافر گروہ در گروہ جہنم کی طرف دھکیلے جائیں گے، جب وہ اس کے پاس پہنچیں گے اس کے دروازے ان کے لیے کھول دیئے جائیں گے اور وہاں کے داروغے ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے؟ جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہاں درست ہے، لیکن عذاب کا حکم کافروں پر ثابت ہو گیا۔''

قیامت کے منکرین

وقوعِ قیامت کے واضح دلائل کے باوجود بہت سے لوگوں نے قیامت کا انکار بھی کیا ہے۔ کچھ نے اسے

ناممکن تصور کیا اور کچھ نے اسے پاگل پن کی باتیں شمار کیا۔ چنانچہ قرآن نے ایسے لوگوں کا یوں تذکرہ کیا ہے کہ

﴿وَ قَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ۝ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ [الاسراء : ۴۹۔۵۱] ''انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور (مٹی ہوکر) ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم از سرِ نو پیدا کر کے پھر دوبارہ اٹھا کر کھڑے کر دیئے جائیں گے۔ جواب دیجئے کہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا۔ یا کوئی اور ایسی خلقت جو تمہارے دلوں میں بہت ہی سخت معلوم ہو، پھر وہ یہ پوچھیں کہ کون ہے جو دوبارہ ہماری زندگی لوٹائے؟ آپ جواب دے دیں کہ وہی اللہ جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا۔''

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ

﴿وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَ الضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝﴾ [سبا : ۷۔۸] ''اور کافروں نے کہا (آؤ) ہم تمہیں ایک ایسا شخص بتلائیں جو تمہیں یہ خبر پہنچا رہا ہے کہ جب تم بالکل ہی ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو تم پھر سے ایک نئی پیدائش میں آؤ گے۔ (ہم نہیں کہہ سکتے) کہ خود اس نے (ہی) اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ہے یا اسے پاگل پن ہے بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) آخرت پر یقین نہ رکھنے والے ہی عذاب میں اور دور کی گمراہی میں ہیں۔''

اہلِ علم کا کہنا ہے کہ کچھ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ منکرینِ قیامت تین طرح کے ہیں:

1- ایک ایسے لوگ جو وجودِ باری تعالیٰ کے ہی منکر ہیں۔ ان میں زیادہ تر فلسفی، کلامی، دہریئے اور ملحد قسم کے لوگ شامل ہیں۔ چونکہ ایمان بالآخرت بھی ایمان باللہ کی ہی ایک قسم ہے اس لیے یہ لوگ آخرت کے بھی منکر ہیں۔

2- دوسرے وہ لوگ جو وجودِ باری تعالیٰ کے تو معترف ہیں لیکن دوبارہ جی اٹھنے کے منکر ہیں۔ ان میں مشرکینِ عرب وغیرہ شامل ہیں۔ ان سے جب یہ سوال کیا جائے کہ ارض و سماء کا خالق کون ہے تو وہ اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ۔(۱) لیکن جب آخرت کی بات کی جائے تو دوبارہ اٹھنے کو عقلاً محال تصور کرتے ہیں۔(۲)

3- تیسرے وہ لوگ ہیں جو آخرت پر ایمان تو رکھتے ہیں لیکن ویسے ایمان نہیں رکھتے جیسے رکھنا چاہیے یا جیسے کتاب وسنت میں بیان ہوا ہے۔

---

(۱) [وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۔ لقمان : ۲۵]

(۲) [اَءِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّ اٰبَآؤُنَا اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ٥ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۔ النمل : ۶۷۔۶۸]

قیامت کے منکرین کی تردید اور اثباتِ آخرت کے مختلف دلائل

❁ منکرینِ قیامت کی تردید اولاً تو ان تمام قرآنی آیات سے ہوتی ہے جن میں قیامت، آخرت، دوبارہ جی اٹھنے اور جنت جہنم کا تذکرہ ہے۔ چند ایک آیات پیچھے ''قیامت کا وقوع یقینی ہے'' عنوان کے تحت بھی گزر چکی ہیں۔ فی الواقع ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار مختلف انداز سے قیامت کا ذکر فرمایا ہے۔ کہیں تاکید سے وقوعِ قیامت کی خبر دی ہے۔(۱) کہیں وقوعِ قیامت کی قسمیں کھائی ہیں۔(۲) کہیں اپنے رسول کو وقوعِ قیامت کی قسمیں کھانے کا حکم دیا ہے۔(۳) کہیں آخرت پر ایمان رکھنے والوں کی تعریف فرمائی ہے۔(۴) کہیں منکرینِ قیامت کی مذمت بیان کی ہے۔(۵) کہیں فرمایا ہے کہ قیامت کا وعدہ بالکل برحق ہے اور اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔(۶) کہیں یہ فرمایا ہے کہ قیامت انتہائی قریب آن پہنچی ہے وغیرہ وغیرہ۔

❁ منکرینِ قیامت کی تردید اس طرح بھی کی گئی ہے کہ جو ذات پہلی مرتبہ پیدا کرنے پر قادر ہے اس کے لیے دوسری مرتبہ پیدا کرنا بھی کچھ مشکل نہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ ءَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ۝ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ۝ ﴾ [مریم : ٦٦۔٦٧] ''انسان کہتا ہے کہ جب میں مر جاؤں گا تو کیا پھر زندہ کر کے نکالا جاؤں گا؟ کیا یہ انسان اتنا بھی یاد نہیں رکھتا کہ ہم نے اسے اس سے پہلے پیدا کیا حالانکہ وہ کچھ بھی نہ تھا۔''

اور فرمایا کہ ﴿ فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ﴾ [الاسراء : ٤٩۔٥١] ''عنقریب یہ لوگ پوچھیں گے کہ کون ہے جو دوبارہ ہماری زندگی لوٹائے؟ آپ جواب دے دیں کہ وہی اللہ جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا۔''

اور ایک حدیثِ قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''ابن آدم مجھے جھٹلاتا ہے جبکہ اس کے لیے یہ جائز نہیں اور ابن آدم مجھے برا بھلا کہتا ہے جبکہ اس کے لیے ایسا کرنا درست نہیں۔ ابن آدم کا مجھے جھٹلانا اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ مجھے دوبارہ نہیں اٹھائے گا جیسا کہ اس نے مجھے پہلی بار پیدا کیا ﴿ وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ ﴾ ''حالانکہ میرے لیے پہلی بار پیدا کرنا دوبارہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان نہیں ہے'' اور اس کا مجھے

---

(۱) [طٰہٰ : ١٥] ، [الحجر : ٨٥]
(۲) [النساء : ٨٦] ، [الذاریات : ١۔٦] ، [الطور : ١۔٨]
(۳) [سبا : ٣] ، یونس : ٥٣] ، [التغابن : ٧]
(۴) [آل عمران : ٧۔٩] ، [البقرۃ : ١۔٥] ،
(۵) [یونس : ٤٥] ، [الشوری : ١٨] ، [النمل : ٦٦]
(۶) [لقمان : ٣١] ، [سبا : ٢٩۔٣٠] ، [الزخرف : ٨٣]

برا بھلا کہنا، اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ کا لڑکا ہے حالانکہ میں اکیلا اور بے نیاز ہوں، نہ میں نے کسی کو جنا ہے اور نہ میں خود جنا گیا ہوں اور میرے برابر کوئی بھی نہیں۔''(۱)

❁ منکرینِ قیامت کی تردید کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ جو بڑی اور عظیم چیز پیدا کرنے پر قادر ہے اس کے لیے چھوٹی چیز پیدا کرنا بہت آسان ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ﴾[غافر : ۵۷] ''زمین اور آسمانوں کو پیدا کرنا لوگوں کو پیدا کرنے سے (یقیناً) بہت بڑا ہے۔'' اسی طرح ایک دوسرے مقام پر ہے کہ'' کیا جس ذات نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے وہ اس بات پر قادر نہیں کہ ان جیسوں کو دوبارہ پیدا کر دے۔''(۲)

❁ منکرینِ قیامت کی تردید میں بعض امثلہ بھی پیش کی گئی ہیں جیسے کہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر مذکور ہے کہ جو ذات بنجر اور مردہ زمین کو زرخیز اور دوبارہ نباتات اُگانے کے قابل بناتی ہے وہی مردوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝﴾[فاطر : ۹] ''اور اللہ ہی ہوائیں چلاتا ہے جو بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر ہم بادلوں کو مردہ (بنجر) زمین کی طرف لے جاتے ہیں اور اس سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتے ہیں۔ اسی طرح دوبارہ جی اٹھنا (بھی) ہے۔''

❁ منکرینِ قیامت کی تردید اور وقوعِ قیامت کے اثبات کے لیے دنیا میں بھی بعض مردوں کو زندہ کر کے دکھایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تھی کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم ایمان نہیں رکھتے تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ایمان تو ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرا دل مطمئن ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰي كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا﴾[البقرۃ : ۲۶۰] ''چار پرندے لو، ان کے ٹکڑے کر ڈالو، پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دو پھر انہیں پکارو، تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آ جائیں گے۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لینے کے لیے کوہ طور پر گئے تو اپنے ساتھ قوم کے ستر (۷۰) افراد بھی لے گئے۔ جب موسیٰ علیہ السلام واپس آنے لگے تو انہوں نے کہا کہ ہم تجھ پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک اللہ تعالیٰ کو

(۱) [بخاری (۴۹۷۴) کتاب التفسیر]
(۲) [یٰس : ۸۱]

خود نہ دیکھ لیں۔ اس گستاخی کے باعث اللہ کی طرف سے ان پر ایک بجلی گری اور وہ سب ہلاک ہو گئے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لیے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ زندہ کر دیا۔(۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے مردوں کو زندہ کرنے کی طاقت عطا کر رکھی تھی اور وہ اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔(۲)

قرآن کریم میں ایک ایسے گروہ کا بھی تذکرہ ہے، جنہوں نے موت کے ڈر سے اپنے گھر بار چھوڑ دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر موت مسلط کر دی اور پھر دوبارہ انہیں زندہ کر دیا۔(۳)

اس حوالے سے اللہ تعالیٰ نے سابقہ امتوں کے ایک فرد کی مثال بھی بیان فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ ﴿ أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ... عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾ [البقرة : ۲۵۹] ''یا اس شخص کی مانند جس کا گزر اس بستی پر ہوا جو چھت کے بل اوندھی پڑی ہوئی تھی، وہ کہنے لگا اس کی موت کے بعد اللہ تعالیٰ اسے کس طرح زندہ کرے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اسے سو سال کے لیے مار دیا، پھر اسے اٹھایا، پوچھا کتنی مدت تجھ پر گزری؟ کہنے لگا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ، فرمایا بلکہ تو سو سال تک رہا، پھر اب تو اپنے کھانے پینے کو دیکھ کہ بالکل خراب نہیں ہوا اور اپنے گدھے کو بھی دیکھ، ہم تجھے لوگوں کے لیے ایک نشانی بناتے ہیں تو دیکھ کہ ہم ہڈیوں کو کس طرح اٹھاتے ہیں، پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں، جب یہ سب ظاہر ہو چکا تو کہنے لگا کہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

❁ حکمت و مصلحت اور اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف کا تقاضا بھی منکرینِ قیامت کی تردید اور وقوعِ قیامت کو ہی ثابت کرتا ہے۔ جیسا کہ دنیا میں ہر طرح کے لوگ موجود ہیں، نیک بھی اور بد بھی، محروم و مظلوم بھی اور ظالم و جابر بھی، فرمانبردار مسلمان بھی اور نافرمان کافر و فاجر بھی، امن پسند بھی اور فسادی بھی وغیرہ وغیرہ۔ تو کیا جو لوگ دنیا میں مشکل و تنگ حالات کے باوجود دینی احکامات پر عمل کرتے رہے انہیں اس کا اچھا بدلہ نہیں ملنا چاہیے اور جو لوگ خوشحالی و فراخی کے باوجود اللہ کی نافرمانیاں کرتے رہے انہیں سزا نہیں ملنی چاہیے۔ اگر بالفرض ایسا نہ کیا گیا تو یقیناً یہ اُن لوگوں کے ساتھ ناانصافی ہوگی جو ہر حال میں مطیع و فرمانبردار رہے، جنہوں نے آسانی تنگی، خوشی غمی، عروج و زوال، الغرض ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھا، جنہوں نے دنیا میں لوگوں کی زیادتی بھی کھلے چہرے سے برداشت کی، جن کے حقوق پامال کر دیے گئے اور جنہیں دنیا میں آزادی سے جینے کا حق بھی نہ دیا گیا۔

---

(۱) [وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَاكُم مِّن بَعْدِ مَوْتِكُمْ ۔ البقرة : ۵۵۔۵۶]

(۲) [وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۔ آل عمران : ۴۹]

(۳) [فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ ۔ البقرة : ۲۴۳]

بلاشبہ دنیا میں کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو انصاف مانگتے مانگتے اس دارِ فانی سے رخصت ہو جاتے ہیں اور کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو دوسروں کو ظلم وزیادتی کا نشانہ بناتے ہیں، کمزوروں کے حقوق غصب کرتے ہیں لیکن اپنے ظالمانہ افعال کی سزا پائے بغیر لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔ لہٰذا یومِ حساب اور روزِ قیامت کا مقرر نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے عادل ومنصف ہونے کے بھی منافی ہے۔ اس لیے ایسا دن ضرور آئے گا جب ہر مظلوم کو ظالم سے بدلہ لے کر دیا جائے گا، جس نے کسی کا حق چھینا ہو گا اس سے اتنی نیکیاں لے کر مستحق کو دی جائیں گی اور نیکوکاروں کو ان کے نیک اعمال کا اچھا بدلہ جنت کی نعمتوں کی صورت میں ملے گا اور بدکاروں اور فاجروں کو ان کے برے اعمال کا بدلہ جہنم کے عذابوں کی صورت میں ملے گا اور نیکوں اور بدوں میں تفریق کر دی جائے گی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ ﴾ [القلم : ۳۵۔۳۸]

”کیا ہم مسلمانوں کو گناہگاروں کی مثل کر دیں گے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے، کیسے فیصلے کر رہے ہو؟“

قیامت کے منکرین کا حکم

قیامت کے منکرین یہود، نصاریٰ، منافقین، مشرکین، ملحدین، متکلمین، فلاسفہ اور دیگر بے دین لوگوں کا ذکر کرنے کے بعد شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ((هٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ كُفَّارٌ يَجِبُ قَتْلُهُمْ بِاتِّفَاقِ اَهْلِ الْاِيْمَانِ)) ”یہ سب لوگ کافر ہیں اور اہل ایمان کے اتفاق کے ساتھ ان کا قتل واجب ہے۔“(۱)

قیامت کے منکرین کا انجام

دنیا میں جو لوگ روزِ قیامت کو جھٹلاتے رہے اور انجامِ بد کی پرواہ کیے بغیر بلا خوف وخطر ہر برائی کا ارتکاب کرتے رہے ایسے لوگ قیامت کے دن عبرتناک انجام اور دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔

(1) ﴿ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴾ [الروم : ۱۶] ”اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا وہ سب لوگ عذاب میں حاضر کر دیے جائیں گے۔“

(2) ﴿ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴾ [الفرقان : ۱۱] ”اور ہم نے قیامت کو جھٹلانے والوں کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔“

(3) ﴿ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ ﴾ [الرعد : ۵]

(۱) [مجموع فتاوی ابن تیمیة (۳۱۳/۴)]

"اگر تجھے تعجب ہو تو واقعی ان کا یہ کہنا عجیب ہے کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئی پیدائش میں ہوں گے؟ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار سے کفر کیا۔ یہی ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی ہیں جو جہنم کے رہنے والے ہیں جو اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔"

قیامت کا وقتِ وقوع

اگرچہ قیامت کا ایک وقت تو مقرر ہے لیکن اس کا صحیح علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے پاس نہیں اور اس کے چند دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿٤٢﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿٤٣﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴾ [النازعات: ٤٢-٤٤] "لوگ (مشرکین) آپ سے قیامت کے واقع ہونے کا وقت دریافت کرتے ہیں۔ آپ کو اس کے بیان کرنے سے کیا تعلق؟ اس کے علم کی انتہا تو اللہ کی جانب ہے۔"

(2) ﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٧﴾ ﴾ [الأعراف: ١٨٧] "لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا؟ آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے۔ اس کے وقت پر اس کو اللہ کے سوا کوئی اور ظاہر نہ کرے گا۔ وہ آسمانوں اور زمین میں بڑا بھاری (حادثہ) ہوگا وہ تم پر محض اچانک آپڑے گی۔ وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم خاص اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

(3) ﴿ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ﴾ [لقمان: ٣٤] "یقیناً قیامت کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔"

(4) اس آیت کی تفسیر میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک طویل حدیث نقل فرمائی ہے جس میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام انسانی شکل میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور قیامت کے متعلق دریافت کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو آپ نے فرمایا ﴿ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَ لٰكِنْ سَاُحَدِّثُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا ... ﴾ "جس سے سوال کیا گیا ہے اسے سوال کرنے والے سے زیادہ علم نہیں البتہ میں تمہیں اس کی کچھ علامات بتا دیتا ہوں... پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ﴿ فِيْ خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ... ﴾ "قیامت بھی ان پانچ چیزوں میں سے ہے جنہیں اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا' بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی

بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ ماں کے رحم میں کیا ہے (لڑکا یا لڑکی)۔"(۱)

(5) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہوئے کہا﴿ مَتَى السَّاعَةُ ؟ ﴾"قیامت کب آئے گی؟" تو آپ نے فرمایا، تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے۔ اس نے کہا اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے سوا کچھ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا، تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو نے محبت کی۔(۲)

معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وقوعِ قیامت کا علم نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات تو آپ واضح طور پر اس کا اعتراف فرما لیتے جیسا کہ حدیثِ جبریل میں ہے اور بعض اوقات آپ ایسے سوال کا جواب دینے کی بجائے سائل کی توجہ اُن افعال کی طرف مبذول کرا دیتے جو قیامت کے دن نفع بخش ثابت ہوں گے جیسا کہ درج بالا آخری حدیث میں ہے۔

قیامت انتہائی قریب ہے

گزشتہ دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ وقوعِ قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہے۔ تاہم دیگر دلائل کی روشنی میں اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ قیامت کا وقوع قریب ہی ہے۔ چند دلائل ملاحظہ فرمائیے:

(1) ﴿ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴾[القمر : ۱] "قیامت قریب آن پہنچی اور چاند پھٹ گیا۔"

(2) ﴿ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴾[الأحزاب : ٦٣] "اور تمہیں کیا معلوم شاید کہ قیامت قریب ہی ہو۔"

(3) ﴿ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ﴾[الأنبياء : ۱] "لوگوں کے حساب کا وقت قریب آن پہنچا ہے اور وہ غفلت میں منہ پھیرنے والے ہیں۔"

(4) ﴿ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ قُلْ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴾[الإسراء : ٥١] "لوگ (مشرکین) کہتے ہیں کہ وہ (قیامت) کب آئے گی۔ آپ کہہ دیجئے کہ کیا عجب وہ قریب ہی آ پہنچی ہو۔"

(5) ﴿ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۝ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ۝ ﴾[المعارج : ٦-٧] "بے شک وہ اسے دور خیال کرتے ہیں اور ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں۔"

(6) ﴿ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ

---

(۱) [بخاری (٥٠) کتاب الإیمان : باب سؤال جبریل النبی عن الإسلام والإیمان والإحسان، مسلم (١٠)]

(۲) [بخاری (٣٦٨٨) کتاب المناقب : باب مناقب عمر بن الخطاب أبی حفص القرشی العدوی]

كُنْتُ تُرٰبًا﴿٤٠﴾﴾[النبا : ٤٠] ''ہم نے تمہیں عنقریب آنے والے عذاب سے ڈرادیا ہے۔جس دن انسان اپنے ہاتھوں کی کمائی کو دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ کاش! میں مٹی ہوتا۔''

(7) ﴿وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ﴾[النحل : ٧٧] ''قیامت کا امر تو ایسا ہی ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہے۔''

(8) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿بُعِثْتُ اَنَا وَ السَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَ ضَمَّ السَّبَّابَةَ وَ الْوُسْطٰى﴾ ''میری بعثت اور قیامت دونوں اس طرح قریب ہیں جیسے یہ دو انگلیاں۔پھر آپ نے (اپنی) انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا لیا۔''(۱)

(9) علاوہ ازیں قیامت کے قریب ہونے کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ علاماتِ قیامت میں سے اکثر و بیشتر ظاہر ہو چکی ہیں۔

○ یہاں ایک اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ درج بالا آیات (جن میں قربِ قیامت کا ذکر ہے) کا نزول تقریباً چودہ سو سال پہلے ہوا تھا اور اتنے طویل عرصے کے بعد بھی ابھی تک قیامت تو دور قیامت کی بڑی بڑی علامات تک ظاہر نہیں ہوئیں تو پھر قیامت کے قریب ہونے کا کیا مفہوم ہے؟ اس بارے میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ''ہر وہ چیز جو آنے والی ہے قریب ہی ہے۔''(۲) یعنی قیامت کے قریب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قیامت واقع ہو کر رہے گی اور درج بالا آیات کا مقصد ان لوگوں کی تردید ہے جو قیامت کو بعید از عقل یا ناممکن تصور کرتے ہیں۔امام قرطبی رحمہ اللہ اور متعدد دیگر مفسرین کی بھی یہی رائے ہے۔(۳) کچھ اہل علم نے اس اشکال کو یوں حل کیا ہے کہ قیامت کو انتہائی قریب اس وجہ سے ظاہر کیا گیا ہے تاکہ لوگ اس سے غافل ہونے کے بجائے اس کے لیے تیاری میں جلدی کریں۔نیز ایک رائے یہ بھی ہے کہ قیامت کے قریب ہونے کا اندازہ کائنات کی مجموعی عمر سے لگایا جائے گا یعنی دنیا کے آغاز کی نسبت سے اب تک کائنات کی عمر کا زیادہ حصہ گزر چکا ہے اور تھوڑا باقی ہے۔اسی لیے اسے قریب کہا گیا ہے۔علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے یہی تفسیر فرمائی ہے۔(٤)

قیامت اچانک قائم ہوگی

(1) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً﴾[الاعراف : ١٨٧] ''وہ تم پر محض اچانک آ پڑے گی۔''

---

(۱) [بخاری (٦٥٠٤) کتاب الرقاق : باب بعثت انا والساعة کھاتین ، مسلم (٢٩٥١)]

(۲) [تفسیر ابن کثیر (٦٥٧/٤)]

(۳) [تفسیر قرطبی (٢٤٠/١)]

(٤) [روح المعانی (١١٩/١٥)]

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿ تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَ الرَّجُلُ يَحْلُبُ اللِّقْحَةَ فَمَا يَصِلُ الْإِنَاءُ إِلَى فِيْهِ حَتَّى تَقُوْمَ وَ الرَّجُلَانِ يَتَبَايَعَانِ الثَّوْبَ فَمَا يَتَبَايَعَانِهِ حَتَّى تَقُوْمَ وَ الرَّجُلُ يَلِطُ فِيْ حَوْضِهِ فَمَا يَصْدُرُ حَتَّى تَقُوْمَ ﴾ ''قیامت قائم ہو جائے گی اور مرد اونٹنی دوہتا ہوگا، پس برتن اس کے منہ تک نہ پہنچا ہوگا کہ قیامت آ جائے گی اور دو مرد کپڑے کی خرید و فروخت کر تے ہوں گے، خرید و فروخت نہ کر پائیں گے کہ قیامت آ جائے گی اور کوئی مرد اپنا حوض درست کر رہا ہوگا، پس اس کو درست کر کے واپس نہیں پلٹے گا کہ قیامت آ جائے گی۔''(۱)

قیامت کا دن مقرر کرنے کا مقصد

اہل علم کا کہنا ہے کہ روزِ قیامت مقرر کرنے کا بنیادی مقصد ہر ایک سے حساب لینا اور ہر ایک کو انصاف فراہم کرنا ہے۔ چونکہ دنیوی زندگی محض آزمائش کا گھر اور ایک امتحان گاہ ہی ہے لہٰذا روزِ قیامت ہر انسان سے اس کے دنیا میں کیے ہوئے ہر عمل کا حساب لیا جائے گا خواہ کوئی عمل ذرہ برابر ہی کیوں نہ ہو۔ پھر ہر ایک کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا جائے گا اور نیکوں کو جزا اور بدوں کو سزا دی جائے گی۔

قیامت کے مختلف مراحل

وقوعِ قیامت کا ابتدائی مرحلہ یہ ہوگا کہ اللہ کے حکم سے صور (سینگ کی شکل کا ایک آلہ) میں پھونکا جائے گا اور اس سے انتہائی خوفناک آواز نکلے گی جس سے ساری کائنات تباہ و برباد ہو جائے گی اور دنیا چٹیل میدان کی تصویر پیش کرنے لگے گی۔ پھر صور میں دوسری مرتبہ پھونکا جائے گا تو اول و آخر ہر انسان زندہ کر کے میدانِ محشر میں جمع کر دیا جائے گا۔ وہاں ان سے دنیا میں کیے ہوئے ہر عمل کا حساب لیا جائے گا۔ اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ نبی ﷺ اپنی امت کی شفاعت فرمائیں گے۔ ہر نبی کے امتی حوضِ کوثر سے پانی پئیں گے۔ اس طرح ان تمام مراحل سے گزرتے ہوئے بالآخر لوگوں کو پل صراط سے گزارا جائے گا۔ نیک لوگ اس سے گزر کر جنت میں داخل ہو جائیں گے جبکہ برے لوگ اس سے گزر نہیں پائیں گے اور نیچے جہنم میں جا گریں گے۔ قیامت کے ان تمام مراحل کا قدرے تفصیلی بیان بالترتیب آئندہ اَوراق میں ملاحظہ فرمائیے۔

صور میں پھونکا جانا

صور کیا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ صور کیا ہے؟ تو آپ

---

(۱) [مسلم (۲۹۵٤) كتاب الفتن و اشراط الساعة : باب قرب الساعة]

نے جواب دیا کہ ﴿ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ ﴾ ’’ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا۔‘‘[(۱)]

(عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ) صور ایک بہت بڑا سینگ ہے جس کی حقیقی عظمت کا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم نہیں یا صرف اس کو علم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خود اس کی تفصیل بتلا دی ہے۔[(۲)]

صور کس کے ہاتھ میں ہے؟

صور ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہے جو اللہ کے حکم کا منتظر ہے۔ یہ فرشتہ کون ہے؟ بعض روایات میں ذکر ہے کہ یہ اسرافیل علیہ السلام ہیں لیکن ان میں ضعف ہے[(۳)] تاہم اکثر و بیشتر اہل علم نے اس فرشتے کا نام اسرافیل ہی بتایا ہے۔ چنانچہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ’’صحیح بات یہ ہے کہ صور سے مراد وہ سینگ ہے جس میں حضرت اسرافیل علیہ السلام پھونکیں گے۔[(٤)] امام ابن اثیر رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ ((هُوَ الْقَرْنُ الَّذِي يَنْفُخُ فِيهِ إِسْرَافِيلُ)) ’’صور سے مراد وہ سینگ ہے جس میں حضرت اسرافیل علیہ السلام پھونکیں گے۔[(٥)] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ زیادہ مشہور بات یہی ہے کہ اس سے مراد اسرافیل علیہ السلام ہیں۔[(٦)] علاوہ ازیں علامہ عبد الرحمٰن مبارکپوری[(۷)]، علامہ شمس الحق عظیم آبادی[(۸)] اور علامہ عینی رحمہ اللہ[(۹)] نے بھی اس فرشتے کا نام اسرافیل ہی بتایا ہے۔

پہلی مرتبہ صور میں پھونکا جانا

جب اللہ تعالیٰ کا حکم مل جائے گا تو فرشتہ صور میں پھونک دے گا اور اس سے ایک خوفناک زور کی آواز نکلے گی جس کے نتیجے میں کائنات کی ہر چیز تباہ ہو جائے گی۔ امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ((النَّفْخَةُ الْأُولَى فِي الصُّورِ هِيَ الَّتِي تَمُوتُ الْخَلَائِقُ عِنْدَهَا وَ النَّفْخَةُ الثَّانِيَةُ هِيَ الَّتِي يُحْيَوْنَ عِنْدَهَا)) ’’صور میں پہلا نفخہ (پھونک مارنا) وہ ہے جس کے ساتھ ہی تمام مخلوقات مر جائیں گی اور دوسرا نفخہ وہ ہے جس کے ساتھ ہی

---

(۱) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (۳۸٦۳) السلسلة الصحیحة (۱۰۸۰) ترمذی (۲٤۳۰)]

(۲) [تفسیر السعدی (ص : ۷۲۹)]

(۳) [ضعیف الترغیب والترھیب للالبانی (۱۷٦/۲)، (۲۱۸/۲)]

(٤) [تفسیر ابن کثیر (۲۳٤/۲)]

(٥) [النھایة فی غریب الحدیث (۱۲۲/۳)]

(٦) [فتح الباری (۳٦۸/۱۱)]

(۷) [تحفة الاحوذی (۹۹/۷)]

(۸) [عون المعبود (٤۹/۱۳)]

(۹) [عمدة القاری شرح صحیح بخاری : کتاب تفسیر القرآن : باب سورة الانعام]

سب کو زندہ کر دیا جائے گا۔"(۱)

(1) ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ﴾ [ق : ۲۰] "جس دن صور میں پھونکا جائے گا وہی عذاب کا دن ہوگا۔"

(2) ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ [الزمر : ۶۸] "اور (جب) صور میں پھونکا جائے گا تو جو (لوگ) آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں ہلاک ہو جائیں گے مگر وہ جس کو اللہ چاہے۔"

امام ابن کثیر رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اس نفخے کے بعد آسمانوں اور زمین کے رہنے والے سب زندہ لوگ مر جائیں گے، سوائے اس کے جسے اللہ چاہے... پھر اللہ تعالیٰ باقی لوگوں کی روحوں کو قبض فرمائے گا حتی کہ سب سے آخر میں ملک الموت کی روح کو قبض فرمائے گا اور اس وقت صرف اس حی و قیوم کی ذات پاک باقی ہوگی جو سب سے اول تھا، اسی طرح بقا و دوام کے اعتبار سے بھی وہ سب سے آخر ہوگا اور فرمائے گا ﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ﴾ [المؤمن : ۱۶] "آج کس کی بادشاہی ہے۔" پھر اپنے آپ کو جواب دیتے ہوئے فرمائے گا ﴿لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ [المؤمن : ۱۶] "اللہ کی جو اکیلا (اور) غالب ہے۔" میں اکیلا ہی تھا، میں نے ہر چیز کو مغلوب کر دیا اور میں نے ہر چیز کو فنا کر دیا، پھر اللہ تعالیٰ سب سے پہلے اسرافیل کو زندہ کریں گے اور انہیں حکم دیں گے کہ وہ ایک بار پھر صور میں پھونکیں (جس کے بعد کائنات کی تمام اگلی پچھلی بوسیدہ ہڈیاں دوبارہ زندہ ہو کر اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گی)۔(۲)

(3) ﴿مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ۝ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ [یس : ۴۹۔۵۰] "وہ تو صرف ایک (ہولناک) چیخ کا انتظار کر رہے ہیں جو انہیں آپکڑے گی جبکہ وہ (آپس میں) جھگڑ رہے ہوں گے۔ پھر نہ تو وہ کسی وصیت کرنے کی طاقت رکھیں گے اور نہ اپنے اہل و عیال کے پاس لوٹ ہی سکیں گے۔"

(4) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَلَا يَسْمَعُهُ اَحَدٌ اِلَّا اَصْغٰى لِيْتًا وَرَفَعَ لِيْتًا قَالَ اَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوْطُ حَوْضَ اِبِلِهِ قَالَ فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ﴾ "صور میں پھونکا جائے گا تو جو کوئی بھی اس کی آواز سنے گا اپنی گردن اٹھا کر اس کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ صور کی آواز سب سے پہلے وہ شخص سنے گا جو اپنے اونٹوں کے حوض کی مرمت کر رہا ہوگا۔ وہ

(۱) [کشف المشکل من حدیث الصحیحین (۹۶۴/۱)]
(۲) [تفسیر ابن کثیر (۲۵۶/۵)]

اسے سنتے ہی مر جائے گا اور اسی طرح باقی لوگ بھی مر جائیں گے۔''(۱)

○ درج بالا 2 نمبر آیت میں جو یہ مذکور ہے کہ پہلی مرتبہ صور میں پھونکے جانے کے بعد سب لوگ ہلاک ہو جائیں گے مگر جنہیں اللہ چاہے تو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ کون لوگ ہوں گے جو اس وقت ہلاک نہیں ہوں گے تو اس بارے میں ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دریافت کرنے پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ ان سے مراد اللہ کے شہید بندے ہیں۔(۲)

○ پہلی مرتبہ صور میں جمعہ کے روز پھونکا جائے گا۔ جیسا کہ روزِ جمعہ کے متعلق فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ فِيهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ﴾ ''اسی دن میں قیامت قائم ہوگی۔''(۳)

○ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ صور میں پھونکنے والا فرشتہ اپنی پیدائش کے روز سے ہی صور کو منہ میں لیے کھڑا اللہ کے حکم کا منتظر ہے۔ چنانچہ فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ صَاحِبُ الصُّوْرِ وَاضِعُ الصُّوْرَ عَلَى فِيهِ مُنْذُ خُلِقَ يَنْتَظِرُ مَتَى يُؤْمَرُ اَنْ يَنْفُخَ فِيهِ فَيَنْفُخَ ﴾ ''جس فرشتے کے پاس صور ہے وہ جب سے پیدا ہوا ہے اس صور کو اپنے منہ پر رکھے ہوئے اس انتظار میں ہے کہ کب اسے صور میں پھونکنے کا حکم ملے اور وہ اس میں پھونک دے۔''(٤) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ﴿ كَيْفَ اَنْعَمُ وَ قَدِ الْتَقَمَ صَاحِبُ الْقَرْنِ الْقَرْنَ وَ حَنَى جَبْهَتَهُ وَ اَصْغَى سَمْعَهُ يَنْتَظِرُ اَنْ يُؤْمَرَ اَنْ يَنْفُخَ فَيَنْفُخَ ... ﴾ ''میں کیسے بے فکر ہو سکتا ہوں جبکہ صور والا فرشتہ صور کو اپنے منہ میں لیے ہوئے ہے اور اپنی پیشانی جھکائے اپنا کان لگائے منتظر ہے کہ کب اسے اس میں پھونکنے کا حکم ملے اور وہ اس میں پھونکے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمیں اس وقت کیا کہنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت یہ کہنا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ تَوَكَّلْنَا عَلَى اللّٰهِ یعنی ہمیں اللہ ہی کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے اور ہم نے اللہ پر ہی توکل کیا۔''(٥)

دوسری مرتبہ صور میں پھونکا جانا

دوسری مرتبہ صور میں پھونکا جائے گا تو تمام لوگ دوبارہ اٹھ کھڑے ہوں گے اور ارضِ محشر میں حساب کتاب کے لیے جمع ہو جائیں گے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

---

(۱) [مسلم (۲۹٤۰) كتاب الفتن : باب في خروج الدجال]

(۲) [صحیح : صحیح الترغیب (۱۳۸۷) مستدرك حاكم (۳۰۰۰) امام حاکمؒ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔]

(۳) [مسلم (۸۵٤)، (۸۵۲) مسند احمد (۸/٤) ابوداود (۱۰٤٦) ابن ماجه (۱۰۸٤) نسائی (۱٤۳۰)]

(٤) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (۳۷۵۲) السلسلة الصحيحة (۱۵۳/۳) (تحت الحديث / ۱۰۷۹)]

(٥) [صحیح : السلسلة الصحيحة (۱۰۷۹) ترمذی (۳۲٤۳) كتاب تفسير القرآن : باب سورة الزمر]

(1) ﴿ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ﴾ [الزمر : ٦٨] ''پھر دوسری مرتبہ اس (صور) میں پھونکا جائے گا تو یکا یک وہ کھڑے دیکھتے ہوں گے۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یعنی بوسیدہ ہڈیاں بننے کے بعد دوبارہ زندہ ہو جائیں گے اور کھڑے ہو کر قیامت کے دن کی ہولنا کیوں کو دیکھنے لگیں گے جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ ''پس وہ صرف ایک ہی ڈانٹ ہو گی تو یکا یک وہ (سب) کھلے میدان (حشر) میں ہوں گے۔'' [النازعات : ١٣۔١٤] اور فرمایا ''جس دن وہ تمہیں بلائے گا تو تم اس کی تعریف کے ساتھ تعمیل کرو گے اور خیال کرو گے کہ تم (دنیا میں) بہت ہی کم (مدت) رہے۔'' [الاسراء : ٥٢] اور فرمایا ''اور اسی کے نشانات میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں، پھر جب وہ تمہیں زمین میں سے (نکلنے کے لیے) ایک ہی دفعہ پکارے گا تو اچانک تم سب نکل پڑو گے۔'' [الروم : ٢٥]۔(١)

(2) ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ﴿٥١﴾ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ﴿٥٢﴾ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٥٣﴾﴾ [یٰسٓ : ٥١۔٥٣] ''اور (جب) صور میں پھونکا جائے گا تو یکا یک وہ (اپنی) قبروں سے (نکل کر) اپنے رب کی طرف تیزی سے دوڑیں گے۔ وہ کہیں گے؛ ہائے ہماری بربادی! کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھا دیا؟ یہی تو ہے جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔ وہ تو بس ایک (ہولناک) چیخ ہو گی، پھر یکا یک وہ سب ہمارے سامنے حاضر کر دیے جائیں گے۔''

(3) ﴿يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا﴾ [النبأ : ١٨] ''جس دن صور میں پھونکا جائے گا تم فوج در فوج حاضر ہو جاؤ گے۔''

دو مرتبہ صور میں پھونکے جانے کا درمیانی عرصہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ﴾ ''دونفخوں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہو گا۔'' لوگوں نے عرض کیا اے ابو ہریرہ! چالیس دن؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں انکار کرتا ہوں، انہوں نے کہا کہ چالیس سال؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں انکار کرتا ہوں، انہوں نے کہا کہ چالیس مہینے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں انکار کرتا ہوں، (نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ) ﴿وَيَبْلَىٰ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا عَجْبَ ذَنَبِهِ ، فِيهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ﴾ ''اور ریڑھ کی ہڈی (دمچی) کے سوا انسان کی ہر چیز بوسیدہ ہو جاتی ہے اور اسی سے اسے دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔''(٢)

---

(١) [تفسیر ابن کثیر (٥/٢٥٦)] (٢) [بخاری (٤٨١٤) کتاب التفسیر]

غالباً حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو چالیس کے عدد کی تعیین کا علم نہیں تھا اسی لیے انہوں نے انکار کیا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس جملے''میں انکار کرتا ہوں'' سے مراد یہ تھا کہ میں کوئی بھی ایسی خبر دینے سے بچتا ہوں جس کا مجھے علم نہیں۔[1] امام نووی رحمہ اللہ کے مطابق اس سے مراد یہ ہے کہ میں اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ چالیس دن، چالیس سال یا چالیس ماہ مراد ہیں البتہ میں صرف یہی اقرار کرتا ہوں کہ وہ مدت چالیس ہے۔[2] امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (چالیس کی تعیین کرنے سے) صرف اس لیے انکار کیا کیونکہ انہوں نے صرف ''چالیس'' کا لفظ ہی سنا تھا (اس سے زیادہ کچھ نہیں سنا)۔[3]

قیامت کی ہولناکیاں

پہلی مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد قیامت قائم ہو جائے گی اور ہر طرف تباہی و بربادی پھیل جائے گی۔ یقیناً وہ دن لوگوں کے لیے انتہائی سخت، انتہائی بوجھل اور بڑا ہی بھاری ہوگا۔ اس دن کی گھبراہٹ کائنات کی سب سے بڑی گھبراہٹ ہوگی۔ جس دن آسمان پھٹ جائے گا، سورج بے نور ہو جائے گا، ستارے بکھر جائیں گے، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور زمین میں شدید قسم کا بھونچال آ جائے گا۔ اس دن کی دہشت سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے، آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی، کلیجے منہ کو آ جائیں گے اور دل کانپ اٹھیں گے۔ اس روز کوئی عہدہ، کوئی منصب، کوئی جگری دوست، کوئی سفارشی، کوئی چرب زبانی، کوئی چالاکی و ہوشیاری کام نہ آئے گی۔ دوست دشمن بن جائیں گے اور عزیز ترین رشتہ دار بھی ساتھ چھوڑ جائیں گے۔ اس وقت کے انہی ہولناک مناظر کا کچھ نقشہ اور قیامت کی شدت و عظمت کا کچھ بیان آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیے۔

آیاتِ قرآنیہ

(1) ﴿ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝ ﴾ [المدثر: ۹۔۱۰] ''تو وہ دن بڑا سخت دن ہوگا۔ (جو) کافروں پر آسان نہ ہوگا۔''

(2) ﴿ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ۝ ﴾ [الدهر: ۲۷] ''بیشک یہ لوگ جلدی ملنے والی (دنیا) کو چاہتے ہیں اور اپنے پیچھے ایک بڑے بھاری دن کو چھوڑ دیتے ہیں۔''

(3) ﴿ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ

---

(۱) [عمدة القاری شرح صحیح البخاری : کتاب تفسیر القرآن : باب یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا]

(۲) [شرح مسلم للنووی (۹۱/۱۸)]

(۳) [کشف المشکل من حدیث الصحیحین (۹٦٤/۱)]

الْعٰلَمِیْنَ ۝ ﴾ [المطففین : ٤ـ٦] ''کیا انہیں اپنے مرنے کے بعد جی اٹھنے کا خیال نہیں۔اس عظیم دن کے لیے۔جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔''

(4) ﴿ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝ وَّحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۝ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۝ وَّالْمَلَكُ عَلٰى أَرْجَآئِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۝ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝ ﴾ [الحاقة : ١٣ـ١٨] ''پس جبکہ صور میں ایک پھونک پھونکی جائے گی۔اور زمین اور پہاڑ اٹھا لیے جائیں گے اور ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے۔اس دن آسمان پھٹ جائے گا اور اس دن بالکل بودا ہو جائے گا۔اس کے کناروں پر فرشتے ہوں گے،اور تیرے پروردگار کا عرش اس دن آٹھ (فرشتے) اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔اس دن تم سب سامنے پیش کیے جاؤ گے،تمہارا کوئی بھید پوشیدہ نہ رہے گا۔''

(5) ﴿ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۖ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ ﴾ [الزمر: ٦٨ـ٧٠] ''اور صور پھونک دیا جائے گا پس آسمانوں اور زمین والے سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر جسے اللہ چاہے۔پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا پس وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی،نامۂ اعمال حاضر کیے جائیں گے۔نبیوں اور گواہوں کو لایا جائے گا اور لوگوں کے درمیان حق فیصلے کر دیے جائیں گے اور وہ ظلم نہ کیے جائیں گے۔''

(6) ﴿ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝ ﴾ [الحج : ١ـ٢] ''لوگو!اپنے پروردگار سے ڈرو!بلاشبہ قیامت کا زلزلہ بہت ہی بڑی چیز ہے۔جس دن تم اسے دیکھ لو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور تمام حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور تو دیکھے گا کہ لوگ مدہوش دکھائی دیں گے،حالانکہ درحقیقت وہ متوالے نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہو گا۔''

(7) ﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْأَبْصَارُ ۝ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ ۝ ﴾ [ابراھیم : ٤٢ـ

[٤٣] ”ناانصافوں کے اعمال سے اللہ کو غافل نہ سمجھ وہ تو انہیں اس دن تک مہلت دیئے ہوئے ہے جس دن آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ وہ اپنے سر اوپر اٹھائے دوڑ بھاگ رہے ہوں گے، خود اپنی طرف بھی ان کی نگاہیں نہ لوٹیں گی اور ان کے دل خالی اور اڑے ہوئے (خالی) ہوں گے۔“

(8) ﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۗ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿١٨﴾﴾ [المؤمن : ١٨] ”اور انہیں بہت ہی قریب آنے والی (قیامت سے) آگاہ کر دیجئے جبکہ دل حلق تک پہنچ جائیں گے اور سب خاموش ہوں گے، ظالموں کا نہ تو کوئی دلی دوست ہوگا نہ سفارشی کہ جس کی بات مانی جائے گی۔“

(9) ﴿وَيَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَاۤ اَمْتًا ﴿١٠٧﴾﴾ [طٰہٰ : ١٠٥۔١٠٧] ”وہ آپ سے پہاڑوں کے متعلق سوال کرتے ہیں تو آپ کہہ دیں کہ انہیں میرا رب ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا۔ اور زمین کو بالکل ہموار صاف میدان کر کے چھوڑے گا۔ جس میں تو کہیں موڑ توڑ دیکھے گا نہ اونچ نیچ۔“

(10) ﴿فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاۤءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾﴾ [الرحمن : ٢٧] ”پس جبکہ آسمان پھٹ کر سرخ ہو جائے گا جیسے کہ سرخ چمڑہ۔“

(11) ﴿يَوْمَ نَطْوِى السَّمَاۤءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۗ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۗ وَعْدًا عَلَيْنَا ۗ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿١٠٤﴾﴾ [الانبیاء : ١٠٤] ”جس دن ہم آسمان کو یوں لپیٹ دیں گے جیسے طومار میں اوراق لپیٹ دیئے جاتے ہیں (یعنی جس طرح کاتب لکھنے کے بعد اوراق یا رجسٹر لپیٹ کر رکھ دیتا ہے) جیسے کہ ہم نے پہلی دفعہ پیدائش کی تھی اسی طرح دوبارہ کریں گے۔ یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے اور ہم اسے ضرور کر کے (ہی) رہیں گے۔“

(12) ﴿فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴿١٧﴾ السَّمَاۤءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ۗ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿١٨﴾﴾ [المزمل : ١٧۔١٨] ”تم اگر کافر رہے تو اس دن کیسے پناہ پاؤ گے جو دن بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔ جس دن آسمان پھٹ جائے گا، اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہو کر ہی رہنے والا ہے۔“

(13) ﴿يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ﴿٦﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ﴿٧﴾ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ﴿٨﴾ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿٩﴾﴾ [النازعات : ٦۔٩] ”جس دن کانپنے والی (یعنی زمین) کانپ اٹھے گی۔ اس کے بعد پیچھے آنے والی پیچھے آئے گی (یعنی دوسرا نفخہ)۔ (بہت سے) دل اس دن دھڑکتے ہوں گے۔ ان (دہشت زدہ لوگوں) کی

نگاہیں جھکی ہوں گی۔"

(14) ﴿ إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ① لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ② خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ③ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ④ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ⑤ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا ⑥ وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ⑦ فَأَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَا أَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ⑧ وَأَصْحٰبُ الْمَشْأَمَةِ ۙ مَا أَصْحٰبُ الْمَشْأَمَةِ ⑨ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ⑩ أُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ⑪ فِي جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ⑫ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ ⑬ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْآخِرِيْنَ ⑭ ﴾ [الواقعة : ١ ـ ١٤] "جب قیامت قائم ہو جائے گی۔ جس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں۔ وہ پست کرنے والی اور بلند کرنے والی ہوگی۔ جبکہ زمین زلزلہ کے ساتھ ہلا دی جائے گی۔ اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے۔ پھر وہ مثل پراگندہ غبار کے ہو جائیں گے۔ اور تم تین جماعتوں میں ہو جاؤ گے۔ پس داہنے ہاتھ والے کیسے اچھے ہیں داہنے ہاتھ والے۔ اور بائیں ہاتھ والے کیا حال ہے بائیں ہاتھ والوں کا۔ اور جو آگے والے ہیں وہ تو آگے والے ہیں۔ وہ بالکل نزدیکی حاصل کیے ہوئے ہیں۔ نعمتوں والی جنتوں میں ہیں۔ (بہت بڑا) گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا۔ اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں سے۔"

(15) ﴿ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ ⑧ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ⑨ وَلَا يَسْأَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ⑩ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۭ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ ⑪ وَصَاحِبَتِهٖ وَأَخِيْهِ ⑫ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ⑬ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ⑭ كَلَّا ۭ إِنَّهَا لَظٰى ⑮ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ⑯ تَدْعُوْا مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ⑰ وَجَمَعَ فَأَوْعٰى ⑱ ﴾ [المعارج : ٨ ـ ١٨] "جس دن آسمان مثل تیل کی تلچھٹ کے ہو جائے گا۔ اور پہاڑ مثل رنگین اون کے ہو جائیں گے۔ اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا۔ (حالانکہ) ایک دوسرے کو دکھا دیے جائیں گے، گناہ گار اس دن کے عذاب کے بدلے فدیے میں اپنے بیٹوں کو۔ اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی کو۔ اور اپنے کنبے کو جو اسے پناہ دیتا تھا۔ اور روئے زمین کے سب لوگوں کو دینا چاہے گا تاکہ یہ اسے نجات دلا دے۔ (مگر) ہرگز یہ نہ ہوگا، یقیناً وہ شعلہ والی (آگ) ہے۔ جو منہ اور سر کی کھال کھینچ لانے والی ہے۔ وہ ہر اس شخص کو پکارے گی جو پیچھے ہٹتا اور منہ موڑتا ہے۔ اور جمع کر کے سنبھال رکھتا ہے۔"

(16) ﴿ فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ⑦ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ⑧ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ⑨ يَقُوْلُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ⑩ كَلَّا لَا وَزَرَ ⑪ إِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمُسْتَقَرُّ ⑫ يُنَبَّؤُا الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ⑬ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ⑭ وَّلَوْ أَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ⑮ ﴾ [القيامة : ٧ ـ ١٥] "پس جس وقت کہ نگاہ پتھرا جائے گی۔ اور چاند بے نور ہو جائے گا۔ اور سورج اور چاند جمع کر دیے جائیں

گے۔اُس دن انسان کہے گا کہ آج بھاگنے کی جگہ کہاں ہے؟ نہیں نہیں کوئی پناہ گاہ نہیں۔آج تو تیرے پروردگار کی طرف ہی قرار گاہ ہے۔آج انسان کو اس کے آگے بھیجے ہوئے اور پیچھے چھوڑے ہوئے سے آگاہ کیا جائے گا۔بلکہ انسان خود اپنے اوپر آپ حجت ہے۔اگرچہ کتنے ہی بہانے پیش کرے۔"

(17) ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝١ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ۝٢ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝٣ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝٤ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ۝٥ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝٦ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ۝٧ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ۝٨ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ ۝٩ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝١٠ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ۝١١ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ۝١٢ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ۝١٣ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ۝١٤﴾ [التكوير : ١-١٤]

"جب سورج لپیٹ لیا جائے گا۔اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گے۔اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی۔اور جب وحشی جانور اکٹھے کیے جائیں گے۔اور جب سمندر بھڑکائے جائیں گے۔اور جب جانیں (جسموں سے) ملا دی جائیں گی۔اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا۔کہ کس گناہ کی وجہ سے وہ قتل کی گئی؟ اور جب نامۂ اعمال کھول دیئے جائیں گے۔اور جب آسمان کی کھال اتار لی جائے گی۔اور جب جہنم بھڑکائی جائے گی۔اور جب جنت نزدیک کر دی جائے گی۔تو اس دن ہر شخص جان لے گا جو کچھ لے کر آیا ہوگا۔"

(18) ﴿إِذَا السَّمَاءُ انفَطَرَتْ ۝١ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انتَثَرَتْ ۝٢ وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝٣ وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ۝٤ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ۝٥﴾ [الانفطار : ١-٥] "جب آسمان پھٹ جائے گا۔اور جب ستارے جھڑ جائیں گے۔اور جب سمندر بہہ نکلیں گے۔اور جب قبریں (شق کر کے) اُکھاڑ دی جائیں گی۔(اس وقت) ہر شخص اپنے آگے بھیجے ہوئے اور پیچھے چھوڑے ہوئے (یعنی اگلے پچھلے اعمال) کو معلوم کر لے گا۔"

(19) ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝١ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۝٢ وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا ۝٣ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۝٤ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۝٥ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ۝٦ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝٧ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝٨﴾ [الزلزال : ١-٨] "جب زمین پوری طرح جھنجھوڑ دی جائے گی۔اور اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی۔انسان کہنے لگے گا کہ اسے کیا ہو گیا؟ اُس دن زمین اپنی سب خبریں بیان کر دے گی۔اس لیے کہ تیرے رب نے اسے حکم دیا ہوگا۔اس روز لوگ مختلف جماعتیں ہو کر (واپس) لوٹیں گے تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھا دیئے جائیں۔پس جس نے ذرہ

برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔''

(20) ﴿ اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝ ﴾[القارعة : ۱۔۱۱] ''کھڑکھڑا دینے والی۔کیا ہے وہ کھڑکھڑا دینے والی۔تجھے کیا معلوم کہ وہ کھڑکھڑا دینے والی کیا ہے۔جس دن انسان بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہو جائیں گے۔اور پہاڑ دھنے ہوئے رنگین اُون کی طرح ہو جائیں گے۔پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے۔وہ تو دل پسند آرام کی زندگی میں ہوگا۔اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔اس کا ٹھکانا ہاویہ ہے۔تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے۔وہ تند وتیز آگ (ہے)۔''

احادیثِ نبویہ

(1) ایک روایت کے مطابق روزِ قیامت اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے داہنے ہاتھ میں پکڑ لیں گے اور پھر پوچھیں گے کہ میں بادشاہ ہوں جو لوگ دنیا میں جبار بنے پھرتے تھے آج وہ کہاں ہیں؟ متکبر بننے والے آج کہاں ہیں؟ اس کے بعد اللہ تعالیٰ بائیں ہاتھ سے زمین کو لپیٹ لیں گے اور پھر پوچھیں گے کہ میں بادشاہ ہوں جو لوگ دنیا میں جبار بنے پھرتے تھے آج وہ کہاں ہیں؟ متکبر لوگ آج کہاں ہیں۔(۱)

(2) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ اے محمد! یقیناً اللہ تعالیٰ نے (روزِ قیامت) آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمینوں کو ایک انگلی پر، پہاڑوں کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر اور دیگر تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر تھام رکھا ہوگا اور پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ (آج) میں ہی بادشاہ ہوں۔یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بات کی تصدیق میں ہنس پڑے حتی کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ... ﴾ ''اور ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہیے تھی ویسی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں۔(۲)

(3) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (روزِ قیامت) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے آدم! آدم علیہ السلام جواب میں کہیں گے اے اللہ! میں تیری اطاعت اور خدمت میں حاضر ہوں اور ساری

(۱) [مسلم (۲۷۸۸) کتاب صفات المنافقین : باب صفة القیامة و الجنة و النار]

(۲) [بخاری (۴۸۱۱)، (۷۴۱۵) کتاب التفسیر : باب قوله '' وما قدروا الله حق قدره ''، مسلم (۲۷۸۶)]

بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے (مخلوق میں سے) جہنمی گروہ الگ کرلو۔آدم علیہ السلام عرض کریں گے کہ جہنمی گروہ کی تعداد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "ہزار میں سے نوسوننانوے" آپ ﷺ نے فرمایا کہ ﴿ فَذَالِكَ حِينَ يَشِيبُ الصَّغِيرُ ﴾ "یہی وہ وقت ہوگا جب بچہ بوڑھا ہو جائے گا۔" حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور تو لوگوں کو مدہوشی کی حالت میں دیکھے گا حالانکہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب ہی اتنا سخت ہوگا (جس کے باعث لوگ ہوش کھو بیٹھیں گے)۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب یہ سنا تو صحابہ بہت پریشان ہو گئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کون ایسا ہوگا جو کامیاب ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا،تم خوش ہو جاؤ کیونکہ نوسوننانوے یاجوج ماجوج میں سے ہوں گے اور ایک تم میں سے اور اس طرح ہزار کا عدد پورا کیا جائے گا۔" (۱)

(4) ایک روایت کے مطابق روزِ قیامت کافر ساری زمین کے برابر سونا دے کر بھی عذاب سے چھٹکارا پانا چاہے گا لیکن اس کے لیے ایسا کرنا ممکن نہ ہوگا۔ (۲)

مناظر قیامت پر مشتمل خاص سورتیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يَوْمِ ... ﴾ "جسے یہ پسند ہو کہ وہ روزِ قیامت کو اس طرح دیکھے گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو تو وہ یہ تین سورتیں پڑھ لے: إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ (التکویر)، إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ (الانفطار)، إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ (الانشقاق)۔ (۳)

مناظر قیامت پر مشتمل سورتوں نے نبی ﷺ کو بوڑھا کر دیا

(1) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ شَيَّبَتْنِي هُودٌ وَ الْوَاقِعَةُ وَ الْمُرْسَلَاتُ وَ عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ وَ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴾ "مجھے (قیامت کے مناظر اور اہوال و شدائد پر مشتمل سورتوں یعنی) سورۂ ہود، سورۂ واقعہ، سورۂ مرسلات، سورۂ نباء اور سورۂ تکویر نے بوڑھا کر دیا ہے۔" (٤)

(2) ایک دوسری روایت میں ہے کہ ﴿ شَيَّبَتْنِي هُودٌ وَ أَخَوَاتُهَا ﴾ "مجھے سورۂ ہود اور اس جیسی سورتوں نے

---

(۱) [بخاری (۶۳٤۸) كتاب الرقاق: باب قوله عز وجل إن زلزلة الساعة شیئ عظیم مسلم (۲۲۲)]

(۲) [بخاری (۳۳۳٤) كتاب احاديث الانبياء: باب خلق آدم وذريته، مسلم (۲۸۰۵) احمد (۲۰۷/۳)]

(۳) [صحیح: السلسلة الصحيحة (۱۰۸۱) هداية الرواة (۵٤۸۰) ترمذی (۳۳۳۳) كتاب تفسير القرآن: باب ومن سورة اذا الشمس كورت]

(٤) [صحیح: السلسلة الصحيحة (۹۵۵) ترمذی (۳۲۹۷) كتاب التفسير: باب ومن سورة الواقعة]

بوڑھا کر دیا ہے۔"(۱)

(علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ "مجھے سورۂ ہود اور اس جیسی سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے" کیونکہ ان میں قیامت کی ہولناکیوں، عذابوں اور غمگین و فکر مند کر دینے والی باتوں کا ذکر ہے۔(۲)

حشر نشر

قیامت کی درج بالا ہولناکیاں پہلی مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد ظاہر ہوں گی۔ پھر جب دوسری مرتبہ صور میں پھونکا جائے گا تو تمام ہلاک شدگان کو دوبارہ زندہ کر کے ایک جگہ اکٹھا کر دیا جائے گا۔ اسی کو دوسرے لفظوں میں حشر نشر کہا جاتا ہے۔ لغت میں "حشر" اکٹھا کرنے، "نشر" دوبارہ زندہ کرنے اور "محشر" اکٹھا کرنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔

لوگوں کا دوبارہ زندہ ہونا

(1) ﴿ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ﴾ [الزمر : ٦٨] "پھر دوسری مرتبہ اس (صور) میں پھونکا جائے گا تو یکایک وہ کھڑے دیکھتے ہوں گے۔"

(2) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ پہلی مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد جب ساری دنیا کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے ﴿ثُمَّ يُنْزِلُ اللّٰهُ مَطَرًا كَأَنَّهُ الطَّلُّ فَتَنْبُتُ مِنْهُ أَجْسَادُ النَّاسِ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرَى (فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُوْنَ)﴾ "تو اللہ تعالیٰ شبنم کے قطروں کی مانند بارش برسائے گا، اس سے لوگوں کے جسم تیار ہوں گے، پھر صور میں دوسری مرتبہ پھونکا جائے گا تو لوگ فوراً کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔"(۳)

○ یہاں یہ واضح رہے کہ جیسے تمام انسانوں کے جسموں کو مٹی کھا جاتی ہے اس طرح انبیاء کے جسموں کو نہیں کھاتی جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ﴾ "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسموں کو کھانا زمین پر حرام کر رکھا ہے۔"(۴)

---

(۱) [**صحیح** : صحیح الجامع الصغیر (۳۷۲۰) طبرانی کبیر (۵۸۰۴) شرح السنة للبغوی (۲۹٤/۷) مسند بزار (۱۹/۱) مصنف عبد الرزاق (۵۹۹۷)] حافظ بوصیریؒ فرماتے ہیں کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ [اتحاف الخیرة المهرة (۲۱۹/٦)]

(۲) [فیض القدیر (۲۲۱/٤)]

(۳) [مسلم (۲۹٤۰) کتاب الفتن واشراط الساعة : باب ذکر الدجال]

(٤) [**صحیح** : السلسلة الصحیحة (۱۵۲۷) صحیح الجامع الصغیر (۲۲۱۲) ابن ماجه (۱۰۸۵) نسائی (۱۳۷٤) المشکاة (۱۳٦٦) ارواء الغلیل (۳۵/۱)]

دوسری زندگی موجودہ دنیوی زندگی سے مختلف ہوگی

اہل علم کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب بندوں کو دوبارہ زندہ کریں گے تو ان کی وہ زندگی موجودہ دنیوی زندگی سے مختلف ہوگی، یہی باعث ہے کہ پھر لوگ مریں گے نہیں بلکہ زندہ ہی رہیں گے خواہ ان پر کتنی ہی آزمائشیں، تکلیفیں یا عذاب آئیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ﴾ [ابراھیم : ۱۷] ''اور اس (جہنمی) کو ہر جگہ سے موت آئے گی لیکن وہ مرے گا نہیں۔'' عمرو بن میمون بن مہران بیان کرتے ہیں کہ اس کی ہر ہر ہڈی، پٹھا اور رگ درد والم میں مبتلا ہوگی۔ [(۱)] ضحاک رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ کے بارے میں یہ روایت کیا ہے کہ وہ مختلف انواع واقسام کے عذاب جن سے اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت جہنم کی آگ میں سزا دے گا اگر اس نے مرنا ہوتا تو مرنے کے لیے ان میں سے ہر ایک عذاب کافی ہوگا لیکن اب وہ یہاں مرے گا نہیں جیسا کہ فرمایا ﴿لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا﴾ [فاطر : ۳۶] ''ان کے متعلق یہ فیصلہ نہیں کیا جائے گا کہ وہ مر جائیں۔'' [(۲)]

مزید برآں ایک روایت میں ہے کہ تم جان لو کہ بالآخر اللہ کی طرف لوٹنا ہے، پھر جنت یا جہنم ٹھکانہ ہوگا، وہاں مقیم رہنا ہوگا (وہاں سے) کوچ نہیں ہوگا، ہمیشہ کی زندگی ہوگی موت نہیں ہوگی ﴿فِي أَجْسَادٍ لَا تَمُوتُ﴾ ''(اور یہ زندگی) ایسے جسموں میں ہوگی جنہیں موت نہیں آئے گی۔'' [(۳)]

سب سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر سے اٹھایا جائے گا

(1) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ أَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ ...﴾ ''میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار اور پہلا وہ شخص ہوں گا جس سے قبر پھٹے گی۔'' [(۴)]

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اور (جب پہلی بار) صور میں پھونکا جائے گا تو جو (لوگ) آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں (سب) ہلاک ہو جائیں گے مگر وہ جس کو اللہ چاہے۔ پھر دوسری مرتبہ صور میں پھونکا جائے گا تو یکایک وہ کھڑے دیکھتے ہوں گے۔'' [الزمر : ۶۸] ﴿فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا مُوسَىٰ آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَرَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلِي أَمْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللَّهُ﴾ ''میں سب سے پہلے (قبر سے) اپنا سر اٹھاؤں گا۔ اس وقت موسیٰ علیہ السلام عرش کا ایک پایہ پکڑ کر

---

(۱) [تفسیر ابن ابی حاتم (۲۲۳۹/۷)]

(۲) [تفسیر ابن کثیر (۴۶۳/۳)]

(۳) [صحیح : السلسلۃ الصحیحۃ (۱۶۶۸) طبرانی اوسط (۱۶۵۱) مستدرک حاکم (۲۸۱)]

(۴) [مسلم (۲۲۷۸) کتاب الفضائل : باب فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم]

کھڑے ہوں گے۔ مجھے علم نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے قبر سے اٹھے ہوں گے یا وہ ان لوگوں میں سے ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس دن کی بے ہوشی سے مستثنیٰ کر رکھا ہے۔''(۱)

پھر تمام لوگوں کو زندہ کر کے قبروں سے اٹھایا جائے گا

(1) ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا ...﴾[یٰس : ۵۱-۵۳] ''اور (جب) صور میں پھونکا جائے گا تو یکایک وہ (اپنی) قبروں سے (نکل کر) اپنے رب کی طرف تیزی سے دوڑیں گے۔ وہ کہیں گے: ہائے ہماری بربادی! کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھا دیا؟''

قبروں سے اٹھتے وقت لوگوں کی حالت

تمام لوگ انتہائی گھبراہٹ کی حالت میں بہت تیزی سے قبروں سے اٹھیں گے۔ جو کوئی جیسے فوت ہوا اسے ویسے ہی اٹھایا جائے گا، اگر کوئی سمندر میں غرق ہوا تو اسے سمندر سے ہی اٹھایا جائے گا، اگر کوئی مٹی میں دب کر مرا تو اسے مٹی سے ہی اٹھایا جائے گا، اگر کسی کو جانوروں یا پرندوں نے کھا لیا تو اسے پرندوں کے پیٹوں سے ہی اکٹھا کیا جائے گا، جبکہ شہدا کو ان کے زخموں سمیت اٹھایا جائے گا۔ نیک لوگ اچھی حالت میں جبکہ برے لوگ انتہائی سخت حالت میں اٹھائے جائیں گے۔ سب لوگ بغیر لباس، ننگے بدن، ننگے پاؤں اور بے ختنہ اٹھائے جائیں گے۔ چند دلائل ملاحظہ فرمائیے۔

(1) ﴿وَيَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ۝﴾[النمل : ۸۷] ''جس دن صور پھونکا جائے گا تو سب کے سب آسمانوں والے اور زمین والے گھبرا اٹھیں گے مگر جسے اللہ چاہے اور سارے کے سارے عاجز و پست ہو کر اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔''

(2) ﴿يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ۝﴾[القمر : ۶-۷] ''جس دن ایک پکارنے والا ناگوار چیز کی طرف پکارے گا۔ یہ جھکی ہوئی آنکھوں کے ساتھ قبروں سے اس طرح نکل کھڑے ہوں گے گویا وہ پھیلا ہوا ٹڈی دل ہے (یعنی قبروں سے نکل کر وہ اس طرح نہایت تیزی سے موقفِ حساب کی طرف جائیں گے گویا ٹڈی دل ہے جو آناً فاناً ہر سو پھیل جاتا ہے)۔''

(3) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلَى مَا مَاتَ عَلَيْهِ﴾ ''ہر بندہ اسی عقیدہ پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ مرا تھا۔''(۲)

---

(۱) [صحیح : التعلیقات الحسان علی صحیح ابن حبان (۷۲۶۷) صحیح ترمذی (۲۵۸۷) ترمذی (۳۲۴۵) شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔[التعلیق علی صحیح ابن حبان (۷۳۱۱)]

(۲) [مسلم (۲۸۷۸) کتاب الجنة وصفته : باب الامر بحسن الظن باللہ تعالیٰ عند الموت]

(4) ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا ﴿اغسِلُوا الْمُحرِمَ فِي ثَوبَيْهِ الَّذَيْنِ أَحْرَمَ ... ﴾ ''محرم کو اس کے ان دو کپڑوں میں پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو جن میں اس نے احرام باندھا ہوا تھا اور اسے اس کے احرام کے دو کپڑوں میں ہی کفن دو۔ اسے خوشبو مت لگاؤ اور اس کا سر بھی نہ ڈھانپو کیونکہ اسے روزِ قیامت احرام کی حالت میں ہی اٹھایا جائے گا۔''(۱)

(5) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ غزوہ اُحد کے موقع پر نبی کریم ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر تشریف لائے اور دیکھا کہ ان کا مثلہ کیا گیا ہے تو فرمایا ﴿لَوْلَا اَنْ تَجِدَ صَفِيَّةُ فِي نَفْسِهَا ... ﴾ ''اگر صفیہ رضی اللہ عنہا (نبی ﷺ کی پھوپھی) اپنے دل میں کچھ ناگواری محسوس نہ کرتیں تو میں حمزہ کو اسی حالت میں رہنے دیتا تاکہ اسے جانور کھا لیتے اور پھر روزِ قیامت انہیں ان جانوروں کے پیٹوں سے ہی اٹھایا جاتا۔''(۲)

(6) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہوا اور اللہ تعالیٰ کو خوب علم ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوا، وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے خون کا رنگ تو خون جیسا ہی ہوگا لیکن اس کی بو کستوری جیسی ہوگی۔''(۳)

(7) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبلَ موتِهَا ... ﴾ ''نوحہ کرنے والی عورت اگر اپنی موت سے پہلے توبہ نہیں کرے گی تو روزِ قیامت اس حال میں اٹھائی جائے گی کہ اس پر گندھک کا کُرتا اور خارش کی قمیض ہوگی۔''(٤)

(8) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ... ﴾ ''روزِ قیامت لوگوں کو ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بے ختنہ حالت میں اکٹھا کیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! تب مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو تو نہیں دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اے عائشہ! اس دن کی سختی اس سے کہیں زیادہ ہوگی کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھیں۔''(٥)

(9) ایک اور روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ''(قیامت کے دن) تم ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ اور پیدل چلتے

(۱) [صحیح: صحیح نسائی (۱۷۹٦) کتاب الجنائز: باب كيف يكفن المحرم إذا مات' نسائی (۱۹۰۵)]

(۲) [صحیح: صحیح ترمذی، ترمذی (۱۰۱٦) کتاب الجنائز: باب ما جاء فی قتلی احد و ذکر حمزة]

(۳) [صحیح: صحیح نسائی، نسائی (۲۰۰۲) مسند احمد (۲/۳۹۱) طبرانی کبیر (۱۹/۸۲)] شیخ شعیب ارناؤوط نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔[الموسوعة الحديثية (۹۰۷٦)]

(٤) [مسلم (۹۳٤) کتاب الجنائز: باب التشديد في النياحة' ابن أبي شيبة (۳/۳۹۰) طبرانی کبیر (۳٤۲٥)]

(٥) [مسلم (۲۸٥۹) کتاب الجنة: باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة]

ہوئے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو گے۔“(۱)

(10) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ﴿ يُبْعَثُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُرْدًا مُرْدًا مُكَحَّلِينَ بَنِي ثَلَاثِينَ سَنَةً ﴾ ”روزِ قیامت مومنوں کو اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ بغیر داڑھی مونچھ کے تیس برس کے ہوں گے، مزید ان کی آنکھیں سرگیں ہوں گی۔“(۲)

ارضِ محشر

جس زمین پر لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا وہ ہماری موجودہ زمین کے علاوہ ہوگی کیونکہ یہ زمین اور کائنات کی ہر چیز تو تباہ ہو چکی ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ نئے آسمان و زمین پیدا فرمائیں گے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴾[ابراھیم : ٤٨] ”جس دن زمین اس زمین کے سوا اور ہی بدل دی جائے گی اور آسمان بھی، اور سب کے سب اللہ واحد غلبے والے کے روبرو ہوں گے۔“

اور فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ ۔ قَالَ لَيْسَ فِيهَا مَعْلَمٌ لِأَحَدٍ ﴾ ”روزِ قیامت لوگوں کو ایک ایسی زمین پر اکٹھا کیا جائے گا جو سفید سرخی مائل صاف گول روٹی کی طرح ہوگی اور اس میں کسی کے لیے کوئی نشان نہ ہوگا (یعنی بالکل ہموار ہوگی)۔“(۳)

علاوہ ازیں ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ میدانِ محشر ملک شام کی سرزمین ہوگی جیسا کہ اس میں یہ لفظ ہیں کہ ﴿ الشَّامُ أَرْضُ الْمَحْشَرِ وَ الْمَنْشَرِ ﴾ ’اکٹھے ہونے اور منتشر ہونے کی زمین، شام ہے۔“(٤)

تمام اگلے پچھلے لوگوں کو ارضِ محشر میں اکٹھا کر دیا جائے گا

کائنات کے تمام اول و آخر، چھوٹے بڑے، کافر و مومن، الغرض ہر انسان کو قبر سے اٹھانے کے بعد میدانِ حشر میں جمع کر دیا جائے گا اور ان میں سے کوئی بھی بچ یا چھپ نہیں پائے گا۔ چنانچہ چند دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴾[ھود : ۱۰۳] ”وہ دن جس میں سب جمع کیے جائیں گے اور وہ دن ہے جس میں سب حاضر کیے جائیں گے (یعنی میدانِ محشر میں حساب کیلئے)۔“

---

(۱) [بخاری (٦٥٢٥) کتاب الرقاق : باب الحشر]

(۲) [**حسن لغیرہ** : مسند احمد (۲۳۲/٥) طبرانی صغیر (۸۰۸)] شیخ شعیب ارناؤوط نے اسے حسن لغیرہ کہا ہے۔ [الموسوعة الحدیثیة (۲۲۰۷۷)]

(۳) [بخاری (٦٥٢١) کتاب الرقاق : باب یقبض اللہ الارض یوم القیامة ، مسلم (۲۷۹۰)]

(٤) [**صحیح** : صحیح الجامع الصغیر (۳۷۲٦) فضائل الشام والدمشق (٤) مسند بزار (۳۹٦٥)]

(2) ﴿قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ ۝ لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰی مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝﴾[الواقعۃ : ۴۹-۵۰] ''آپ کہہ دیجئے کہ یقیناً سب اگلے اور پچھلے۔ضرور جمع کیے جائیں گے ایک مقرر دن کے وقت۔''

(3) ﴿وَّ حَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝﴾[الکہف : ۴۷] ''اور ہم تمام لوگوں کو اکٹھا کریں گے،ان میں سے ایک کو بھی باقی نہ چھوڑیں گے۔''

(4) ﴿اِنْ كُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَ عَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَ كُلُّهُمْ اٰتِیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَرْدًا ۝﴾[مریم : ۹۳-۹۵] ''زمین وآسمان میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے غلام بن کر آنے والے ہیں۔ان سب کو اس نے گھیر رکھا ہے اور سب کو پوری طرح گن بھی رکھا ہے۔یہ سارے کے سارے قیامت کے دن اکیلے اس کے پاس حاضر ہونے والے ہیں (معلوم ہوا کہ تمام انسانوں کے ساتھ زمین وآسمان میں موجود فرشتے اور جنات بھی جمع کیے جائیں گے۔''

(5) ﴿اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا﴾[البقرۃ : ۱۴۸] ''جہاں کہیں بھی تم ہو گے اللہ تمہیں لے آئے گا۔''

○ اس بارے میں کچھ اختلاف ہے کہ کیا جانوروں اور مویشیوں کو بھی میدانِ حشر میں جمع کیا جائے گا یا نہیں۔تو عمومی دلائل کی رو سے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور امام قرطبی رحمہ اللہ نے جس بات کو ترجیح دی ہے وہ یہ ہے کہ جانوروں کو بھی جمع کیا جائے گا۔[1] جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ''اور جتنے قسم کے جاندار زمین پر چلنے والے ہیں اور جتنے قسم کے پرند جانور ہیں کہ اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتے ہیں ان میں کوئی قسم ایسی نہیں جو کہ تمہاری طرح کے گروہ نہ ہوں،ہم نے دفتر میں کوئی چیز نہیں چھوڑی ﴿ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ یُحْشَرُوْنَ﴾ ''پھر سب اپنے پروردگار کے پاس جمع کیے جائیں گے۔''[الانعام : ۳۸] اور فرمایا کہ ﴿وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ﴾[التکویر : ۵] ''اور جب وحشی جانور اکٹھے کیے جائیں گے (یعنی قیامت کے روز انہیں بھی جمع کیا جائے گا)۔''

ارضِ محشر کی طرف لوگوں کے اکٹھا ہونے کی کیفیت

لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق میدانِ محشر میں آئیں گے۔کچھ سوار ہوں گے اور کچھ پیدل اور کچھ بد بخت ایسے ہوں گے جنہیں اوندھے منہ چلا کر لایا جائے گا۔

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی ثَلَاثِ طَرَائِقَ ...﴾ ''لوگوں کا حشر تین فرقوں میں ہوگا (ایک فرقے والے) لوگ رغبت کرنے والے،ڈرنے والے

(۱) [مجموع فتاوی ابن تیمیۃ (۲۴۸/۴) ، التذکرۃ للقرطبی (ص : ۲۷۳)]

ہوں گے (دوسرا فرقہ ایسے لوگوں کا ہوگا کہ) ایک اونٹ پر دو آدمی سوار ہوں گے، کسی اونٹ پر تین ہوں گے، کسی اونٹ پر چار ہوں گے اور کسی پر دس ہوں گے اور باقی لوگوں کو آگ جمع کرے گی (یہ تیسرا فرقہ اہل کفر و شرک کا ہوگا) جب وہ قیلولہ کریں گے تو آگ بھی ان کے ساتھ ٹھہری ہوگی، جب وہ رات گزاریں گے تو آگ بھی ان کے ساتھ وہاں ٹھہری ہوگی، جب وہ صبح کریں گے تو آگ بھی صبح کے وقت وہاں موجود ہوگی اور جب وہ شام کریں گے تو آگ بھی شام کے وقت ان کے ساتھ موجود ہوگی۔''(۱)

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ (روزِ قیامت) کافر کو منہ کے بل کیسے چلایا جائے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ اَلَيْسَ الَّذِيْ اَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ ... ﴾ ''جو ذات اسے دنیا میں ٹانگوں پر چلا سکتی ہے، کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ روزِ قیامت اسے منہ کے بل چلائے؟ (راویِ حدیث) قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے پروردگار کی عزت کی قسم! ضرور وہ ایسا کر سکتا ہے۔''(۲)

روزِ حشر لوگوں کو لباس بھی پہنایا جائے گا

پیچھے یہ حدیث ذکر کی گئی ہے کہ روزِ قیامت لوگوں کو ننگے بدن اٹھایا جائے گا۔ واضح رہے کہ پھر اسی روز انہیں لباس بھی پہنایا جائے گا، لہٰذا نیک لوگوں کو معزز لباس اور برے لوگوں کو برا لباس پہنایا جائے گا۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ﴿ اِنَّ اَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِبْرَاهِيْمُ ﴾ ''روزِ قیامت تمام مخلوقات میں سے سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔''(۳) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے سنن بیہقی کی ایک روایت نقل فرمائی ہے، اس میں یہ اضافہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو جنتی لباس پہنایا جائے گا۔(٤) علاوہ ازیں برے لوگوں کو جو لباس پہنایا جائے گا اس کی ایک مثال اس روایت میں ہے جس میں مذکور ہے کہ نوحہ کرنے والی عورت اگر توبہ کیے بغیر مر گئی تو روزِ قیامت اس پر گندھک کا کرتا اور خارش کی قمیض ہوگی۔''(۵)

روزِ حشر لوگوں کی گروہ بندی

قیامت کے دن لوگوں کا حساب لینے کے لیے انہیں مختلف گروہوں اور ٹولیوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ چنانچہ ہر خاص عقیدے اور عمل والے لوگ ایک جگہ کر دیئے جائیں گے جیسے بتوں کو پوجنے والا گروہ الگ، ستاروں

---

(۱) [بخاری (٦٥٢٢) كتاب الرقاق : باب كيف الحشر]

(۲) [بخاری (٦٥٢٣) كتاب الرقاق : باب كيف الحشر]

(۳) [بخاری (٤٦٢٥) كتاب الرقاق : باب الحشر]

(٤) [فتح الباری (٣٨٤/١١)]

(٥) [مسلم (٩٣٤) كتاب الجنائز : باب التشديد فى النياحة ' ابن أبى شيبة (٣٩٠/٣) طبرانى كبير (٣٤٢٥)]

کے پجاری الگ، زانی الگ، شرابی الگ، اسی طرح نیک اور متقی لوگ بھی الگ کر دیئے جائیں گے۔

(1) ﴿ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّن يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴾ [النمل : ۸۳]

''اور جس دن ہم ہر امت میں سے ان لوگوں کی فوج کو اکٹھا کریں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے پھر وہ سب کے سب گروہوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے۔''

(2) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ﴿ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ ... ﴾ ''قیامت کے دن ایک منادی ندا لگائے گا کہ ہر امت اپنے جھوٹے معبودوں کے ساتھ حاضر ہو جائے۔ اس وقت اللہ کے سوا جتنے بھی بتوں اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے، سب جہنم میں گر جائیں گے۔ پھر وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جو صرف اللہ کی پوجا کیا کرتے تھے، خواہ نیک ہوں یا گناہگار اور اہل کتاب کے کچھ لوگ۔ پہلے یہود کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ تم (اللہ کے سوا) کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ عرض کریں گے کہ عزیر ابن اللہ کی۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا، تم جھوٹے تھے، اللہ کی نہ تو کوئی بیوی ہے اور نہ ہی بیٹا، اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے، ہمارے رب! ہم پیاسے ہیں ہمیں پانی پلا دے۔ انہیں اشارہ کیا جائے گا کہ اُدھر جا کے کیوں نہیں پیتے؟ چنانچہ یوں انہیں آگ کی طرف لے جایا جائے گا اور جہنم کی آگ انہیں سراب (ریت کا میدان جو دور سے پانی دکھائی دیتا ہے) کی طرح نظر آئے گی، حالانکہ آگ کے شعلے ایک دوسرے کو کھا رہے ہوں گے (یعنی زور سے بھڑک رہے ہوں گے)۔ چنانچہ یہ آگ میں جا گریں گے۔ پھر عیسائیوں کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم مسیح ابن اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ان سے بھی کہا جائے گا کہ تم جھوٹے تھے۔ اللہ کی کوئی بیوی اور بیٹا نہیں۔ پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ اور ان کے ساتھ بھی یہودیوں کی طرح برتاؤ کیا جائے گا یہاں تک کہ اُن لوگوں کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہے گا جو صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے خواہ وہ نیک ہوں یا گناہگار، تو ان کے پاس ان کا رب ایک صورت میں جلوہ گر ہوگا' جو پہلی صورت سے جس کو وہ دیکھ چکے ہوں گے' ملتی جلتی ہوگی (البتہ یہ وہ صورت نہ ہوگی)۔ ان سے کہا جائے گا، اب تمہیں کس کا انتظار ہے؟ ہر امت اپنے معبودوں کو ساتھ لے جا چکی۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم دنیا میں جب (کافر) لوگوں سے جدا ہوئے تو ہم ان میں سب سے زیادہ محتاج تھے، پھر بھی ہم نے ان کا ساتھ نہیں دیا اور اب ہمیں اپنے سچے رب کا انتظار ہے جس کی ہم دنیا میں عبادت کیا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہارا رب میں ہی ہوں۔ اس پر تمام مسلمان بول اٹھیں گے کہ ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے، دو یا تین مرتبہ یوں کہیں گے۔''(۱)

(۱) [بخاری (۴۵۸۱) کتاب التفسیر : باب قوله تعالى " ان الله لا يظلم مثقال ذرة "]

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ﴿ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْ ... ﴾ ''روزِ قیامت لوگوں کو جمع کیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو جسے پوجتا تھا وہ اس کے ساتھ ہو جائے۔ چنانچہ بہت سے لوگ سورج کے پیچھے ہو جائیں گے، بہت سے چاند کے اور بہت سے بتوں کے پیچھے ہو جائیں گے۔ یہ امت باقی رہ جائے گی۔ اس میں منافقین بھی ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک نئی صورت میں آئے گا اور ان سے کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ منافقین کہیں گے ہم یہیں اپنے رب کے آنے تک کھڑے رہیں گے۔ جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ پھر اللہ عزوجل ان کے پاس (ایسی صورت میں جسے وہ پہچان لیں) آئے گا اور فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں، وہ بھی کہیں گے کہ بے شک تو ہمارا رب ہے۔''(۱)

میدانِ حشر کی تکلیف

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ﴿ اِنِّيْ لَقَائِمٌ أَنْتَظِرُ أُمَّتِيْ ... ﴾ ''میں پل صراط پر کھڑا اپنی امت کا منتظر ہوں گا کہ وہ پل عبور کرے، اچانک عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور کہیں گے: اے محمد! یہ انبیاء آپ کے پاس آئے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ مخلوق کا فیصلہ فرما کر انہیں جس طرف چاہے بھیج دے تاکہ وہ جس تکلیف میں مبتلا ہیں اس سے نجات پا سکیں۔ (درحقیقت) مخلوق کو پسینے کی لگام پڑی ہو گی (یعنی وہ پسینے میں ڈوبے ہوں گے)۔ میدانِ حشر میں مومن کو زکام جیسی تکلیف محسوس ہو گی جبکہ کافر موت کی غشی جیسی تکلیف میں مبتلا ہوں گے۔''(۲)

میدانِ حشر کی گرمی

میدانِ حشر کی گرمی کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس روز سورج ایک میل کے فاصلے پر آ جائے گا اور لوگوں کا اتنا پسینہ بہے گا کہ وہ اپنے اپنے اعمال کے مطابق اپنے پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔

(1) حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتَّى تَكُوْنَ مِنْهُ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ ... ﴾ ''روزِ قیامت سورج مخلوق سے ایک میل کے فاصلے پر آ جائے گا اور لوگ اپنے اپنے اعمال کے حساب سے پسینے میں ڈوبے ہوں گے، کوئی ٹخنوں تک ڈوبا ہو گا، کوئی گھٹنوں تک اور کوئی منہ تک ڈوبا ہو گا۔''(۳)

---

(۱) [بخاری (۸۰۶) كتاب الاذان : باب فضل السجود]

(۲) [صحيح : صحيح الترغيب (۳۶۳۹) مسند احمد (۱۷۸/۳) شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کے راویوں کو صحیح کے راوی کہا ہے، البتہ کہا ہے کہ اس کے متن میں کچھ غرابت ہے۔ [الموسوعة الحديثية (۱۲۸۲٤)]

(۳) [مسلم (۲۸٦٤) كتاب الجنة وصفته ، باب في صفة يوم القيامة]

اسی روایت کے ضمن میں امام مسلم رحمہ اللہ نے سلیم بن عامر راوی کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ ''اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ ''میل'' سے مراد زمین کی مسافت ہے یا ''میل'' سے مراد وہ سلائی ہے جس کے ساتھ آنکھ میں سرمہ ڈالا جاتا ہے۔'' اگر تو میل سے زمینی مسافت مراد ہو تو یاد رکھئے کہ یہ مسافت 5280 فٹ، 1760 گز، 1.6093 کلومیٹر اور 1609.344 میٹر کے برابر ہوتی ہے۔ اور اگر اس سے مراد سرمہ ڈالنے والی سلائی ہو تو اس کی لمبائی سب کو معلوم ہی ہے۔ بہر حال دونوں صورتوں میں ہی سورج کی گرمی نا قابل برداشت ہوگی کیونکہ موسم گرما کی شدید دھوپ میں ہزاروں لاکھوں میل کے فاصلے پر موجود سورج کی گرمی برداشت نہیں کی جا سکتی تو ایک میل کے فاصلے سے کہاں برداشت کی جا سکے گی۔ (العیاذ باللہ)

(2) حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ روزِ قیامت سورج زمین کے انتہائی قریب آن پہنچے گا جس کے باعث لوگوں کو (شدید) پسینہ آئے گا۔ کسی کا پسینہ ایڑی تک، کسی کا آدھی پنڈلی تک، کسی کا گھٹنوں تک، کسی کا پیٹھ تک، کسی کا کمر تک، کسی کا کندھوں تک، کسی کا گردن تک، کسی کا منہ کے درمیان تک اور کوئی اپنے پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا۔[(۱)]

روزِ حشر کی طوالت

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿...فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ﴾ [المعارج : ٤]

''فرشتے اور روح (جبریل) اس کی طرف چڑھیں گے ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔''

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔ ابن ابو حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ عکرمہ سے بھی روایت کیا گیا ہے کہ یہ دن جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے، اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔[(۲)]

علاوہ ازیں ایک روایت میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو عذاب دیئے جانے کا ذکر ہے اس میں مذکور ہے کہ ''یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا ایسے دن میں جس کی مدت تمہاری گنتی کے مطابق پچاس ہزار سال ہوگی۔''[(۳)]

---

(۱) [صحیح : صحیح الترغیب (۳۵۸۸) مسند احمد (۱۵۷/٤) ابن حبان (۷۳۲۹) مستدرك حاكم (۸۷۰٤)] امام حاکمؒ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ امام ذہبیؒ نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔ شیخ شعیب ارناؤوط نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ [الموسوعة الحديثية (۱۷٤۳۹)]

(۲) [تفسیر ابن کثیر (۳۱٤/٦)]

(۳) [مسلم (۹۸۷) کتاب الزکاة : باب إثم مانع الزکاة 'أبو داود (۱٦۵۸) أحمد (۱٦۲/۲)]

معلوم ہوا کہ روزِ حشر کفار کے لیے پچاس ہزار برس کی طرح بھاری ہو گا لیکن اللہ تعالیٰ اپنا خصوصی فضل فرماتے ہوئے اس ہزاروں سال کے طویل دن کو اہل ایمان کے لیے انتہائی مختصر بنا دیں گے حتی ایک صحیح حدیث میں ہے کہ ﴿ یَوْمُ الْقِیَامَةِ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ کَقَدْرِ مَا بَیْنَ الظُّهْرِ وَ الْعَصْرِ ﴾ ''اہل ایمان کے لیے روزِ قیامت ظہر و عصر کے درمیانی وقفے جتنا ہو گا۔''[1] شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ روزِ قیامت مومنوں پر انتہائی ہلکا اور آسان ہو گا۔[2] علاوہ ازیں ایک دوسری روایت میں نبی ﷺ اس آیت ''جس دن لوگ رب العالمین کے روبرو کھڑے ہوں گے'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس دن کے نصف کی مقدار بھی پچاس ہزار سال کے برابر ہو گی لیکن اس کے باوجود مومن کے لیے وہ دن اتنا کم ہو جائے گا جتنا سورج ڈھلنے کے بعد غروب تک کا درمیانی وقت ہوتا ہے۔[3]

روزِ حشر لوگوں کے مختلف احوال

متقی و پرہیزگار اہل ایمان کی حالت

روزِ حشر اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں سے کیا ہوا وعدہ پورا فرمائیں گے۔ لہٰذا ان پر اس سخت ہولناک دن میں بھی نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ غم۔ ان کے وضوء کے اعضاء چمکتے ہوں گے۔ کچھ کو عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب ہو گا اور کچھ نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے۔ انہیں بہترین حوروں کے ساتھ ساتھ نبی ﷺ کی بھی رفاقت نصیب ہو گی۔ اس حوالے سے کچھ دلائل آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیے۔

❁ نیک لوگوں کے چہرے روشن اور بارونق ہوں گے:

(1) ﴿ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝ ﴾ [عبس: ۳۸۔۳۹] ''اس دن بہت سے چہرے روشن ہوں گے۔ (جو) ہنستے ہوئے اور ہشاش بشاش ہوں گے۔''

(2) ﴿ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ ﴾ [القیامة: ۲۲۔۲۳] ''اس روز بہت سے چہرے ترو تازہ اور بارونق ہوں گے۔ اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔''

❁ نیک لوگوں پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ غم:

---

(۱) [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۸۱۹۳) مستدرك حاكم (۲۸٤) كنز العمال (۳۸۳۳۷)]

(۲) [السلسلة الصحیحة (تحت الحدیث / ۲٤٥٦)]

(۳) [صحیح: صحیح الترغیب (۳۵۸۹) صحیح ابن حبان (۷۳۳۱) شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ [التعلیق علی ابن حبان (۳۲٦/۱٦)]

(1) ﴿ أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَٰتِ ٱللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴾ [يونس : ٦٢-٦٤] ''یاد رکھو! اللہ کے دوستوں (فرمانبرداروں) پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور متقی و پرہیز گار تھے۔ ان کے لیے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے۔ اللہ کی باتوں میں کچھ فرق نہیں ہوتا۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔''

(2) ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا ٱلْحُسْنَىٰٓ أُو۟لَٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ﴿١٠١﴾ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۖ وَهُمْ فِى مَا ٱشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَٰلِدُونَ ﴿١٠٢﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ ٱلْفَزَعُ ٱلْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّىٰهُمُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ ٱلَّذِى كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿١٠٣﴾ ﴾ [الانبياء : ١٠١-١٠٣] ''بیشک جن کے لیے ہماری طرف سے نیکی پہلے ہی ٹھہر چکی ہے وہ سب جہنم سے دور ہی رکھے جائیں گے۔ وہ تو دوزخ کی آہٹ تک نہ سنیں گے اور اپنی من پسند کی چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ (روزِ قیامت کی) بڑی گھبراہٹ بھی انہیں غمگین نہ کر سکے گی اور فرشتے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے کہ یہی تمہارا وہ دن ہے جس کا تم وعدہ دیئے جاتے رہے۔''

(3) ﴿ يَٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ ٱلْيَوْمَ وَلَآ أَنتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٦٨﴾ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا وَكَانُوا۟ مُسْلِمِينَ ﴿٦٩﴾ ﴾ [الزخرف : ٦٨-٦٩] ''میرے بندو! آج تم پر نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ ہی تم غم زدہ ہو گے۔ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور وہ (فرمانبردار) مسلمان تھے۔''

❁ سات قسم کے نیک لوگوں کو عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب ہوگا:

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ ... ﴾ ''سات طرح کے آدمی ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اس (حشر کے) دن اپنے سائے میں جگہ دے گا، جس دن اس کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ① انصاف کرنے والا بادشاہ۔ ② وہ نوجوان جس نے اپنے رب کی عبادت میں جوانی گزاری۔ ③ وہ شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہا۔ ④ دو ایسے شخص جو اللہ کے لیے باہم محبت رکھتے ہیں اور ان کے ملنے اور جدا ہونے کی بنیاد یہی محبت ہوتی ہے۔ ⑤ وہ شخص جسے کسی باعزت اور حسین عورت نے (برائی کے ارادے سے) بلایا لیکن اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ ⑥ وہ شخص جس نے اس قدر چھپا کر صدقہ کیا کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ ⑦ وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور (بے ساختہ) آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔''[1]

---

(١) [بخاری (٦٦٠) کتاب الاذان : باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ وفضل المساجد]

(2) ایک روایت میں ہے کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے لیے آپس میں محبت کرنے والے لوگ کہاں ہیں؟ آج میں انہیں اپنے سائے میں جگہ دوں گا جس دن میرے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں۔(۱)

❁ مؤذنوں کو نمایاں کرنے کے لیے ان کی گردنیں طویل کردی جائیں گی:

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ ﴾ ''روزِ قیامت لوگوں میں سب سے طویل گردنیں مؤذنوں کی ہوں گی (تاکہ وہ نمایاں نظر آئیں، اس میں ان کی فضیلت کی طرف اشارہ ہے)۔''(۲)

❁ نمازیوں کے اعضائے وضو چمکتے ہوں گے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ اِنَّ اُمَّتِی یَاْتُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَرِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یُطِیْلَ غُرَّتَهُ فَلْیَفْعَلْ ﴾ ''بلاشبہ میری امت کے افراد روزِ قیامت اس حال میں آئیں گے کہ وضوء کے اثرات کی وجہ سے ان کے ہاتھ پاؤں اور چہرے چمکتے ہوں گے۔ لہٰذا تم میں سے جو شخص اس چمک کو زیادہ کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے ایسا کرنا چاہیے۔''(۳)

❁ عادل و منصف لوگ نور کے منبروں پر ہوں گے:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ اِنَّ الْمُقْسِطِیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَنْ یَمِیْنِ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَجَلَّ وَ کِلْتَا یَدَیْهِ یَمِیْنٌ الَّذِیْنَ یَعْدِلُوْنَ فِیْ حُکْمِهِمْ وَ اَهْلِیْهِمْ وَ مَا وَلُوْا ﴾ ''(روزِ قیامت) انصاف کرنے والے لوگ اللہ عزوجل کے دائیں ہاتھ نور کے منبروں پر ہوں گے' (واضح رہے کہ) اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائنے ہیں' یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلوں، اپنے اہل و عیال اور ہر اس کام میں انصاف کے تقاضے پورے کرتے رہے جو ان کے سپرد کیا گیا۔''(۴)

❁ اللہ کے لیے باہم محبت کرنے والوں پر انبیا و شہدا بھی رشک کریں گے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ عِبَادًا یَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَ الشُّهَدَاءُ ... ﴾ ''یقیناً کچھ بندگانِ الٰہی ایسے بھی ہوں گے جن پر انبیاء و شہدا بھی رشک کریں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون (سعادت مند) لوگ ہوں گے تاکہ ہم بھی ان سے محبت کریں۔

---

(۱) [مسلم (۲۵٦٦)]

(۲) [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (٦٦٤٥) ابن ماجه (۷۲۵) کتاب الاذان: باب فضل الاذان، مسند احمد (۱٦۹/۳)] شیخ شعیب ارناؤوط نے اسے صحیح کہا ہے۔[الموسوعة الحدیثیة (۱٦۹۰۷)]

(۳) [بخاری (۱۳٦) کتاب الوضوء: باب فضل الوضوء و الغر المحجلون من آثار الوضوء' مسلم (۲٤٦)]

(٤) [مسلم (۱۸۲۷) کتاب الامارة: باب فضیلة الامیر العادل]

فرمایا: وہ لوگ جو کسی مالی لالچ یا نسبی تعلق کے بغیر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں گے، ان کے چہرے نور سے (منور) ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے جب لوگ خوف میں مبتلا ہوں گے تو انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا اور جب لوگ غم ناک ہوں گے تو انہیں کوئی غم نہ ہوگا۔"(۱)

❁ اچھے اخلاق والوں کو رسول اللہ ﷺ کی قربت نصیب ہوگی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ وَ اَقْرَبِکُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَحَاسِنُکُمْ اَخْلَاقًا ... ﴾ "بلاشبہ روزِ قیامت تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ اور سب سے زیادہ میرے قریب اچھے اخلاق والے ہوں گے اور تم میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور مجھ سے سب سے زیادہ دور بڑے باتونی، فضول ہانکنے والے اور متکبر لوگ ہوں گے۔"(۲)

❁ غلام آزاد کرانے والوں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ دے دیا جائے گا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿اَیُّمَا امْرِیءٍ مُسْلِمٍ اَعْتَقَ امْرَاً مُسْلِمًا اسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِکُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ﴾ "جس مسلمان آدمی نے کسی مسلمان آدمی کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو اس کے ہر عضو کے بدلے جہنم سے آزاد کر دیں گے۔"(۳)

❁ حالتِ اسلام میں بوڑھے ہونے والوں کو نور عطا کیا جائے گا:

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿مَنْ شَابَ شَیْبَةً فِی الْاِسْلَامِ کَانَتْ لَهُ نُوْرًا یَّوْمَ الْقِیَامَةِ﴾ "جو حالتِ اسلام میں (زندگی گزارتا ہوا) بوڑھا ہوا اس کے لیے روزِ قیامت نور ہوگا۔"(٤)

❁ غصے پر قابو پانے والوں کو من پسند حور عطا کی جائے گی:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَسَارِعُوْۤا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّةٍ ... وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ ...﴾ [آل عمران: ۱۳۳۔۱۳٤] "اور اپنے رب کی بخشش اور اُس جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو لوگ آسانی اور سختی میں بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے۔"

---

(۱) [**صحیح**: صحیح الترغیب (۳۰۲۳) ابو داود (۳۵۲۷) کتاب البیوع: باب فی الرھن (عن عمر)، ترمذی (۲۲۷۵) کتاب الرؤیا، ابن ماجه (۳۸۹۸) مسند احمد (٥/١٥٦)]

(۲) [**حسن**: السلسلة الصحیحة (۷۹۱) صحیح الترغیب (۲۸۹۷) ترمذی (۲۰۱۸)]

(۳) [بخاری (۲۵۱۷) کتاب العتق: باب فی العتق وفضله، مسلم (۱۵۰۹) ترمذی (۱۵٤۱)]

(٤) [**صحیح**: صحیح الترغیب (۲۰۹٤) صحیح الجامع (٦۳۰۷) ترمذی (۱٦۳٤) نسائی (۳۱٤۲)]

اور فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَّهُوَ قَادِرٌ عَلَى اَنْ يُّنَفِّذَهُ دَعَاهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ اَيِّ الْحُوْرِ شَاءَ ﴾ ''جس شخص نے غصے کو پی لیا حالانکہ وہ اس کے اظہار پر قادر تھا تو اسے اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کے سامنے بلائے گا اور اختیار دے گا کہ جس حور کو چاہو اپنے لیے منتخب کر لو۔''(۱)

❁ مشکل میں دوسروں کے کام آنے والوں کی مشکلات آسان کر دی جائیں گی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِّنْ ... ﴾ ''جس شخص نے کسی مسلمان سے دنیاوی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی اللہ تعالیٰ اس سے روزِ قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کر دیں گے اور جو کسی تنگ دست پر آسانی کرے اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائیں گے اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کریں گے اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد کرتے رہتے ہیں جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔''(۲)

❁ تنگ دستوں پر آسانی کرنے والوں کے ساتھ آسانی کی جائے گی:

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ كَانَ الرَّجُلُ يُدَايِنُ ... ﴾ ''ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے نوکروں سے کہا کرتا تھا کہ جب تم کسی کو تنگ دست پاؤ (جو میرا قرض دار ہو) تو اسے معاف کر دیا کرو۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ہمیں معاف فرما دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ نے اسے بخش دیا۔''(۳)

(2) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ اَنَّ رَجُلًا اَتٰى بِهِ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ : مَاذَا عَمِلْتَ لِي فِي الدُّنْيَا ؟ ... ﴾ ''ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ لائے گا اور پوچھے گا: تو نے دنیا میں کیا عمل کیا؟ تو آدمی کہے گا: میں ذرہ برابر نیکی کا کام نہ کر سکا جس کی آج تجھ سے امید کر سکوں، وہ تین بار یہ عرض کرے گا اور تیسری مرتبہ کہے گا: یا اللہ! تو نے دنیا میں مجھے بہت مال دے رکھا تھا اور میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا اور میری عادت تھی کہ میں درگزر سے کام لیتا تھا، خوش حال سے بھی آسان معاملہ کرتا اور تنگ دست کو مہلت دے دیا

---

(۱) [حسن : صحیح الترغیب (۲۷۵۳) صحیح ابن ماجه (۳۳۷۵) ابو داود (٤٧٧٧) ابن ماجه (٤١٨٦) مسند احمد (٤٤٠/٣)] شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔[الموسوعة الحديثية (١٥٦٧٥)]

(۲) [مسلم (۲٦٩٩) كتاب الذكر والدعاء : باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن' ابو داود (٤٩٤٦) ترمذی (۱٤۲٥-۱۹۳۰-۲۹٤٥) ابن ماجه (۲۲٥) احمد (۲٥۲/۲)]

(۳) [بخاری (۳٤٨٠) كتاب احاديث الانبياء]

کرتا تھا تو اللہ عزوجل فرمائے گا: میں اس بات کا تجھ سے زیادہ حق دار ہوں، (اے فرشتو!) میرے بندے سے تم بھی درگزر کرو تو اس کو معاف کر دیا جائے گا۔"(۱)

❁ شہداء پر خصوصی انعامات کیے جائیں گے:

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ ؛ يُغْفَرُ لَهُ فِيْ أَوَّلِ دَفْعَةٍ ... ﴾ "اللہ کے ہاں شہید کے چھ اعزاز ہوتے ہیں (اور وہ یہ ہیں): پہلے ہی لمحہ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اس کو جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے۔ عذابِ قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ قیامت کی مصیبت سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کے سر پر عزت اور وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا صرف ایک ہی یاقوت دنیا اور اس میں جو ہے سب سے قیمتی ہے۔ گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی بہتر (72) حوروں سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے۔ اس کے ستر (70) رشتہ داروں کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔"(۲)

فاجر مسلمانوں کی حالت

❁ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو مختلف سزاؤں سے دوچار کیا جائے گا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَ لَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ ... ﴾ "جس شخص کے پاس بھی سونا چاندی ہے اور وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اس کے لیے سونے چاندی کے پترے آگ سے بنائے جائیں گے' دوزخ کی آگ میں ان کو گرم کیا جائے گا پھر ان پتروں سے اس کے پہلوؤں' اس کی پیشانی اور اس کی کمر کو داغا جائے گا۔ پچاس ہزار سال کے دن میں بندوں میں فیصلے ہونے تک جب بھی ان پتروں کو (اس کے بدن سے) دوزخ کی جانب پھیرا جائے گا' اس کو اس (کے جسم) کی طرف (تسلسل کے ساتھ) لوٹانے کا عمل جاری رہے گا' یہاں تک کہ انسانوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا تو ہر شخص اپنا ٹھکانہ دیکھ لے گا کہ جنت میں ہے یا دوزخ میں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا' اے اللہ کے رسول! اونٹوں کا (حکم) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' جو اونٹوں

---

(۱) [صحیح : مسند احمد (۱۱۸/۴) شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ [الموسوعة الحديثية (۱۷۱۰۵)]

(۲) [صحیح : صحيح الترغيب (۱۳۷۵) كتاب الجهاد : باب الترغيب في الشهادة وما جاء في فضل الشهداء' ترمذی (۱۶۶۳) كتاب فضائل الجهاد : باب في ثواب الشهيد' ابن ماجة (۲۷۹۹) احمد (۱۳۱/۴)]

والا اونٹوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا' جب کہ اونٹوں کے بارے میں یہ حق بھی (مستحب) ہے کہ جس دن ان کو پانی پلانے کے لیے لے جایا جائے ان کا دودھ دھو کر (فقراء و مساکین میں) تقسیم کیا جائے تو جب قیامت کا دن ہوگا تو زکوٰۃ نہ دینے والے اونٹوں کے مالک کو (چہرے کے بل) اونٹوں کے (پامال کرنے کے) لیے چٹیل کھلے میدان میں گرا دیا جائے گا' اونٹ پہلے سے زیادہ موٹے تازے اور کثیر تعداد میں ہوں گے ان میں سے کوئی بچہ بھی غائب نہیں ہوگا چنانچہ اونٹ اپنے مالک کو اپنے پاؤں سے روندیں گے اور اپنے دانتوں کے ساتھ کاٹیں گے جب اس پر سے پہلا دستہ گزر جائے گا تو پھر اس پر سے دوسرا دستہ گزرے گا (یہ تسلسل اس روز تک قائم رہے گا) جس کی مدت پچاس ہزار سال کے برابر ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا اور ہر شخص اپنے مقام کو ملاحظہ کرے گا کہ وہ جنت میں ہے یا دوزخ میں۔

دریافت کیا گیا' اے اللہ کے رسول! گائے اور بکریوں کا کیا (حکم) ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' گائے بکریوں کا جو مالک بھی ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اس کو ان کے لیے چٹیل وسیع میدان میں (منہ کے بل) گرایا جائے گا۔ جانوروں میں سے کوئی جانور غائب نہیں ہوگا اُن میں خم دار سینگوں والا' بغیر سینگوں والا اور ٹوٹے ہوئے سینگوں والا کوئی جانور نہ ہوگا۔ جانور اس کو سینگ ماریں گے اور کھروں کے ساتھ اسے پامال کریں گے جب اس پر پہلا دستہ گزر جائے گا تو اس پر آخری دستہ (اس روز تک تسلسل کے ساتھ) گزرتا رہے گا جس کی مدت پچاس ہزار سال ہے یہاں تک کہ انسانوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا تو ہر شخص اپنا ٹھکانہ دیکھ لے گا کہ جنت میں ہے یا دوزخ میں۔

آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا' اے اللہ کے رسول! گھوڑوں کے بارے میں کیا (حکم) ہے؟ آپ نے فرمایا' گھوڑوں کی تین قسمیں ہیں۔ کسی شخص کے لیے گھوڑے وبال ہوں گے جبکہ بعض لوگوں کے لیے پردہ ہوں گے اور بعض کے لیے (باعثِ) ثواب ہوں گے۔ اُس شخص کے لیے وبال ہیں جس نے ان کو ریا' فخر اور مسلمانوں کی عداوت کے لیے باندھا ہوا ہے اور اُس شخص کے لیے پردہ ہوں گے جس نے ان کو فی سبیل اللہ رکھا ہوا ہے نیز ان کی پیٹھ اور ان کی گردنوں میں جو حقوق ہیں وہ ان کی ادائیگی میں غفلت نہیں کرتا اور اُس شخص کے لیے باعثِ اجر وثواب ہیں جس نے ان کو اہل اسلام کے لیے فی سبیل اللہ چراگاہ اور باغیچے میں رکھا ہوا ہے' وہ وہاں سے جو کچھ بھی چرتے ہیں تو ان کے مالک کے لیے اس کے برابر نیکیاں ثبت ہوتی ہیں اور ان کے گوبر اور پیشاب کے برابر نیکیاں ثبت ہوتی ہیں۔ اور وہ اپنی رسی کو توڑ کر جب کسی ایک ٹیلے یا دو ٹیلوں پر قوت کے ساتھ چلتے ہیں تو ان کے قدموں کے نشانات اور ان کا گوبر نیکیوں کی شکل میں تحریر ہوتا ہے اور جب بھی ان کا مالک ان کو لے کر کسی نہر کے پاس سے گزرتا ہے اور وہ نہر سے پانی پیتے ہیں حالانکہ مالک کا ارادہ ان کو پانی پلانے کا نہیں ہے تو جس قدر انہوں نے پانی

پیا اس کے برابر نیکیاں ثبت ہوتی ہیں۔

پھر آپ سے دریافت کیا گیا' اے اللہ کے رسول! ''گدھوں کے بارے میں کیا (حکم) ہے؟ آپ نے فرمایا' گدھوں کے بارے میں مجھ پر اس ایک جامع آیت کے سوا کچھ نازل نہیں ہوا (جس کا ترجمہ یہ ہے) ''جس شخص نے ذرہ بھر نیک عمل کیا وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس شخص نے ذرہ بھر برا عمل کیا وہ اس کو دیکھ لے گا۔''(۱)

❋ پیشہ ور گداگر بدترین حالت میں مبتلا ہوں گے:

(1) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ مَازَالَ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ ﴾''آدمی لوگوں سے ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت والے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔''(۲)

(2) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ مَنْ سَأَلَ وَهُوَ غَنِيٌّ عَنِ الْمَسْأَلَةِ يُحْشَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهِيَ خُمُوشٌ فِي وَجْهِهِ ﴾''جس نے سوال کیا اور وہ سوال سے غنی تھا تو اسے قیامت کے روز اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے چہرے میں خراشیں ہوں گی۔''(۳)

❋ غاصبوں کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا:

فرمانِ نبوی ہے کہ﴿ مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِنَ الْاَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ ﴾''اگر کسی نے ظلم و زیادتی سے کسی کی ایک بالشت بھر زمین بھی لے لی تو (روزِ قیامت) سات زمینوں کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔''(٤) ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''جس شخص نے ناحق کسی زمین کا تھوڑا سا حصہ بھی لے لیا تو قیامت کے دن اسے سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔''(٥)

❋ ظالم اندھیروں میں ہوں گے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾''ظلم روزِ قیامت اندھیروں کا باعث ہے۔''(٦)

---

(١) [مسلم (٩٨٧) كتاب الزكاة : باب إثم مانع الزكاة ' أبو داود (١٦٥٨) أحمد (٢/٢٦٢)]

(٢) [بخاري (١٤٨٤) كتاب الزكاة : باب من سأل الناس تكثرا ' مسلم (١٠٤٠) نسائي (٢٥٨٤)]

(٣) [صحيح لغيره : صحيح الترغيب (٨٠٠) كتاب الصدقات ' رواه الطبراني في الأوسط بإسناد لا بأس به]

(٤) [بخاري (٢٤٥٣) كتاب المظالم : باب اثم من ظلم شيئا من الارض]

(٥) [بخاري (٢٤٥٤) كتاب المظالم : باب اثم من ظلم شيئا من الارض]

(٦) [بخاري (٢٤٤٧) كتاب المظالم و الغصب : باب الظلم ظلمات يوم القيامة ' مسلم (٢٥٧٩)]

❁ ذمہ داروں اور اہلکاروں کے ہاتھ گردنوں پر بندھے ہوں گے:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ مَا مِنْ رَجُلٍ يَلِي أَمْرَ عَشَرَةٍ ... ﴾ ''جو شخص دس یا دس سے زائد آدمیوں کے معاملات کا ذمہ دار بنا، روزِ قیامت وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس حالت میں حاضر ہوگا کہ اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوں گے، پھر یا تو اس کی نیکی (تمام کے حقوق کی ادائیگی وغیرہ) اسے چھڑا لے گی یا پھر اس کا گناہ (غیر ذمہ دارانہ رویہ) اسے ہلاک کر ڈالے گا۔''(۱)

❁ رعایا سے بے رخی کرنے والے حکام سے اللہ تعالیٰ بھی بے رخی فرمائیں گے:

حضرت ابومریم ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ مَنْ وَلَّاهُ اللَّهُ شَيْئًا مِنْ ... ﴾ ''جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے کسی کام کا حاکم بنا دیا اور وہ (ان کی ضروریات پوری کرنے کی بجائے) پردے میں ہی رہا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاجت (پوری کرنے) سے پردے میں ہی رہیں گے (یعنی جب روزِ قیامت ان غیر ذمہ دار حکمرانوں کو مدد کی ضرورت پیش آئے گی تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی مدد نہیں فرمائیں گے)۔''(۲)

❁ ہر غدار کی پشت پر ایک جھنڈا ہوگا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ عِنْدَ اسْتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾ ''روزِ قیامت ہر دھوکہ باز اور غدار کی سرین (پشت رپیٹھ) پر ایک جھنڈا ہوگا (جس پر اس کی دھوکہ بازی لکھی ہوگی اور اس طرح اسے سب لوگوں میں خوب رسوا کیا جائے گا)۔''(۳)

❁ خائن اپنی خیانت کردہ چیز گردن پر اٹھائے ہوئے پیش ہوگا:

(1) ﴿ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾[آل عمران : ۱۶۱] ''ہر خیانت کرنے والا خیانت کو لیے ہوئے قیامت کے دن حاضر ہوگا۔''

(2) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ نے غنیمت میں خیانت کا ذکر فرمایا۔ آپ نے اس کا گناہ بہت بڑا بتلایا اور اس کے معاملے کو بہت بڑا بیان کیا اور فرمایا ''میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر اونٹ

---

(۱) [صحیح : السلسلة الصحيحة (۳۴۹) صحيح الجامع الصغير (۵۷۱۸) مسند احمد (۲۶۷/۵) شیخ شعیب ارناؤوط نے اسے صحیح لغیرہ کہا ہے۔[الموسوعة الحديثية (۲۲۳۵۴)]]

(۲) [صحیح : السلسلة الصحيحة (۶۲۹) ابوداود (۲۹۴۸) كتاب الخراج : باب فيما يلزم الامام من امر الرعية والحجبة عنه ، ترمذی (۱۳۳۳) حافظ ابن حجرؒ نے اس کی سند کو جید کہا ہے۔[فتح الباری (۱۳۳/۱۳)]]

(۳) [مسلم (۱۷۳۸) كتاب الجهاد : باب تحريم الغدر]

سوار ہو اس کی گردن پر گھوڑا سوار ہو یا اس کی گردن پر بکری سوار ہو' اور وہ مجھے مدد کے لیے بلائے اور میں کہوں ﴿ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا ﴾ "میں تیرے لیے (آج) کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔"(۱)

❁ بیویوں کے درمیان عدل نہ کرنے والے کی حالت فالج زدہ کی سی ہوگی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَاَتَانِ فَمَالَ اِلَى اِحْدَاهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ شِقُّهُ مَائِلٌ ﴾ "جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان دونوں میں سے ایک کی طرف مائل ہو (جھک جائے) تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا ایک پہلو بھی مائل (یعنی جھکا ہوا) ہوگا۔"(۲) اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا ایک پہلو ساقط ہوگا۔(۳)

❁ قاتل کی گردن مقتول کے ہاتھ میں ہوگی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ يَجِيْءُ الْمَقْتُوْلُ بِالْقَاتِلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ... ﴾ "روزِ قیامت قاتل اپنے مقتول کو اس حال میں لے کر آئے گا کہ قاتل کی پیشانی اور سر مقتول کے ہاتھ میں ہوگا، اس کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا اور وہ یہ کہہ رہا ہوگا کہ اے میرے پروردگار! اس نے مجھے قتل کیا تھا (اور پھر یہی کہتے کہتے) وہ اسے عرش کے قریب لائے گا۔"(٤)

❁ متکبر لوگ چیونٹیوں کی مانند اکٹھے کیے جائیں گے:

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَمْثَالَ الذَّرِّ ... ﴾ "روزِ قیامت متکبر لوگ انسانی شکلوں میں چیونٹیوں کی مانند اکٹھے کیے جائیں گے، ان پر ہر طرف سے ذلت و رسوائی چھائی ہوگی، انہیں جہنم کے ایک قید خانے میں لایا جائے گا جس کا نام 'بولس' ہے، وہاں انہیں سخت آگ گھیرے گی اور انہیں اہل جہنم کا خون اور پیپ پلائی جائے گی جسے 'طينة الخبال' کہتے ہیں۔"(٥)

❁ سود خور خبطیوں جیسی حالت میں ہوں گے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ﴾

---

(۱) [بخاری (۳۰۷۳، ۱٤۰۲) کتاب الجهاد و السير : باب الغلول، مسلم (۱۸۳۱)]

(۲) [صحیح : ارواء الغليل (۲۰۱۷) ابوداود (۲۱۳۳) كتاب النكاح : باب في القسم بين النساء]

(۳) [ابن حبان (٤۲۰۷) مسند ابو داود طيالسي (۲۵۷٦)]

(٤) [صحیح : السلسلة الصحيحة (۲٦۹۷) صحيح الجامع الصغير (۸۰۳۱) ترمذی (۳۰۲۹) كتاب التفسير : باب ومن سورة النساء، نسائی (٤۰۰۵)]

(٥) [حسن : صحيح الجامع الصغير (۸۰٤۰) ترمذی (۲٤۹۲) كتاب صفة القيامة والرقائق والورع]

[البقرة : ٢٧٥] ''سود خور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے۔''

❁ بے نماز قارون اور فرعون کے ساتھ ہوں گے:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک روز نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''جس نے اس کی پابندی کی، روزِ قیامت یہ (نماز) اس کے لیے نور، دلیل اور نجات کا باعث ہوگی اور جس نے اس کی پابندی نہ کی تو اس کے لیے یہ نور، دلیل اور نجات کا باعث نہیں ہوگی اور ایسا شخص روزِ قیامت قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔''(١)

❁ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والے مالدار خسارے میں ہوں گے:

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ إِنَّ الْمُكْثِرِينَ هُمُ الْمُقِلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ' إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَنَفَحَ فِيهِ يَمِينَهُ وَشِمَالَهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَاءَهُ وَعَمِلَ فِيهِ خَيْرًا ﴾ ''جو لوگ (دنیا میں) زیادہ مال و دولت جمع کیے ہوئے ہیں قیامت کے دن وہی خسارے میں ہوں گے۔ سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور انہوں نے اسے دائیں بائیں، آگے پیچھے خرچ کیا ہو اور اسے بھلے کاموں میں لگایا ہو۔''(٢)

❁ جھوٹے خواب بیان کرنے والوں کو ناممکن کام کرنے پر مجبور کیا جائے گا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ ... ﴾ ''جس نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے دیکھا نہ ہو تو اسے روزِ قیامت دو جو کے دانوں کے درمیان گرہ لگانے پر مجبور کیا جائے گا اور وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکے گا۔''(٣)

❁ دوغلے آدمی کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی:

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ مَنْ كَانَ لَهُ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ ﴾ ''جو شخص بھی دنیا میں دوغلا ہوگا روزِ قیامت اس کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔''(٤)

❁ تین طرح کے لوگ اللہ کی رحمت سے محروم رہیں گے:

---

(١) [**صحيح** : المشكاة للالبانی (٥٧٨) مسند احمد (١٦٩/٢) دارمی (٢٧٢١) بيهقی فی شعب الايمان (٢٨٢٣) شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔[الموسوعة الحديثية (٦٥٧٦)]

(٢) [بخاری (٦٤٤٣) كتاب الرقاق : باب المكثرون هم المقلون]

(٣) [بخاری (٧٠٤٢) كتاب تعبير الرؤيا : باب من كذب فی حلمه]

(٤) [**صحيح** : صحيح الجامع الصغير (٦٤٩٦) السلسلة الصحيحة (٨٩٢) ابو داود (٤٨٧٣)]

(1) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ ... ﴾ ''تین شخص ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ نہ تو کلام کرے گا، نہ روزِ قیامت ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا اور انہیں دردناک عذاب ہوگا... ① اپنے کپڑے کو ٹخنے سے نیچے لٹکانے والا۔ ② احسان کر کے جتلانے والا۔ ③ اپنے سودے کو جھوٹی قسم کے ساتھ بیچنے والا۔''(۱)

(2) اسی مفہوم کی ایک دوسری روایت میں ان تین اشخاص کا ذکر ہے: ① جو شخص اپنے پاس موجود زائد پانی سے مسافر کو روکے۔ ② جو شخص عصر کے بعد جھوٹی قسم کھا کر سودا بیچے۔ ③ جو شخص کسی امام کی بیعت کرے اگر وہ اسے (مال) دیتا ہے تو بیعت کو پورا کرے اور اگر نہ دے تو اسے پورا نہ کرے۔(۲)

(3) نیز اسی مفہوم کی ایک اور روایت میں یہ تین اشخاص ہیں: ① بوڑھا زانی۔ ② جھوٹا بادشاہ۔ ③ متکبر فقیر۔(۳)

(4) مزید برآں ایک اور روایت میں ان تین اشخاص کا بھی ذکر ہے: ① والدین کا نافرمان۔ ② مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت۔ ③ دیوث (جس کی بیوی کھلے عام اجنبی مردوں کے ساتھ میل جول رکھے لیکن اسے اس پر کچھ غیرت نہ آئے۔ ان تینوں سے بھی اللہ کلام نہیں کریں گے اور انہیں دردناک عذاب ہوگا)۔(۴)

❁ قبلہ رخ تھوکنے والوں کا تھوک ان کی پیشانی پر ہوگا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ تَفَلَ تِجَاهَ الْقِبْلَةِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَفْلُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ﴾ ''جس نے قبلہ رخ ہو کر تھوکا وہ روزِ قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کا تھوک اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (یعنی پیشانی پر) ہوگا۔''(۵)

منافقوں اور ریاکاروں کی حالت

❁ منافق لوگ اللہ کے حضور سجدہ کرنے سے عاجز رہیں گے:

---

(۱) [مسلم (۱۰۶) کتاب الایمان : باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار والمن بالعطیة ، ابو داود (۴۰۸۷) ترمذی (۱۲۱۱) نسائی (۵۳۳۵) ابن ماجه (۲۲۰۸) مسند احمد (۱۹۱/۴)]

(۲) [صحیح : صحیح ابن ماجه (۲۲۰۷) ابو داود (۳۴۷۴) کتاب البیوع : باب فی منع الماء ، ترمذی (۱۵۹۵) مسند احمد (۴۸۰/۲) شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ [الموسوعة الحدیثیة (۱۰۲۳۱)]

(۳) [مسلم (۱۰۷) کتاب الایمان : باب غلظ تحریم اسبال الازار والمن والعطیة ، بیهقی (۱۶۱/۸)]

(۴) [صحیح : السلسلة الصحیحة (۶۷۴) نسائی (۲۵۶۲) کتاب الزکاة : باب المنان بما اعطی]

(۵) [صحیح : السلسلة الصحیحة (۲۲۲) صحیح الترغیب (۲۸۴) ابو داود (۳۸۲۴) ابن حبان (۱۶۳۹)]

(1) ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ﴾ [القلم : ٤٢]
''جس دن پنڈلی سے کھول دیا جائے گا اور انہیں سجدے کے لیے بلایا جائے گا تو وہ (سجدہ) نہ کر سکیں گے۔''

(2) اس آیت کی تفسیر میں امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ''(روزِ قیامت) ہمارا رب اپنی پنڈلی سے پردہ اٹھائے گا تو ہر مومن مرد و عورت اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہو جائے گا اور صرف وہ باقی رہ جائے گا جو دنیا میں ریاکاری اور شہرت کے لیے سجدہ کیا کرتا تھا، چنانچہ وہ جب سجدہ کرنا چاہے گا تو اس کی پشت ایک سخت تختے کی طرح ہو جائے گی۔''(1)

❁ منافق و ریاکار کا خوب چرچا کیا جائے گا:

حضرت مستورد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ مَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مُقَامَ سُمْعَةٍ وَ رِيَاءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُوْمُ بِهِ مُقَامَ سُمْعَةٍ وَ رِيَاءٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾ ''جو شخص کسی آدمی کی وجہ سے ریا اور دکھلاوے کا مظاہرہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اسے ایسے مقام پر کھڑا کر دیں گے جہاں اس کا بھی خوب چرچا اور دکھلاوا ہو گا۔''(2)

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کا چرچا یوں کریں گے کہ اپنے فرشتوں کو حکم دیں گے کہ اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرو جیسا اس کا عمل تھا اور (لوگوں میں) اعلان کر دو کہ یہ جھوٹا اور کذاب ہے۔(3)

کفار کی حالت

❁ انتہائی ذلت و رسوائی اور پریشانی کی حالت میں ہوں گے:

(1) ﴿وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ ۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَاۤ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ [یونس : ۲۷] ''اور جن لوگوں نے بدکام کیے ان کی بدی کی سزا اس کے برابر ملے گی اور ان پر ذلت چھائے گی (اور) ان کو اللہ تعالیٰ سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت لپیٹ دیے گئے ہیں۔ یہ لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

(2) ﴿يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ۙ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ

---

(۱) [بخاری (۴۹۱۹) کتاب التفسیر : باب ''یوم یکشف عن ساق''، مسلم (۱۸۳) کتاب الایمان]

(۲) [**صحیح** : صحیح ابوداود، ابوداود (۴۸۸۱) کتاب الادب : باب فی الغیبة]

(۳) [عون المعبود (۱۳/۱۵۴)]

تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ﴾ [المعارج : ٤٣۔٤٤] ''جس دن یہ قبروں سے دوڑتے ہوئے نکلیں گے، گویا کہ وہ کسی جگہ کی طرف تیز تیز جا رہے ہیں۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی، ان پر ذلت چھا رہی ہوگی، یہ ہے وہ دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔''

(3) ﴿وَوُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍۭ بَاسِرَةٌ ۙ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ﴾ [القیامۃ : ٢٤۔٢٥] ''اور کتنے ہی چہرے اس دن (بدرونق اور) اداس ہوں گے۔ سمجھتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ کیا جائے گا (یعنی انہیں جہنم میں گرنے کا سخت اندیشہ ہوگا جس کی بھڑکتی ہوئی آگ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں گے)۔''

❁ حسرت وافسوس کا اظہار کریں گے:

(1) ﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ﴾ [مریم : ٣٩] ''اور آپ انہیں روزِ حسرت سے ڈرائیں جب (ہر) معاملے کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔''

(2) ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا ...﴾ [یٰسٓ : ٥١۔٥٢] ''اور (جب) صور میں پھونکا جائے گا تو یکایک وہ (اپنی) قبروں سے (نکل کر) اپنے رب کی طرف تیزی سے دوڑیں گے۔ وہ کہیں گے: ہائے ہماری بربادی! کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھا دیا؟''

(3) ﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا﴾ [الفرقان : ٢٧۔٢٨] ''اور اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا ہائے کاش کہ میں نے رسول (ﷺ) کی راہ اختیار کی ہوتی۔ ہائے افسوس کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔''

(4) ﴿يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا﴾ [الاحزاب : ٦٦] ''اس دن ان کے چہرے آگ میں اُلٹ پلٹ کیے جائیں گے۔ (وہ حسرت اور افسوس سے) کہیں گے کہ کاش! ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے۔''

(5) ﴿اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ڄ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا﴾ [النبا : ٤٠] ''ہم نے تمہیں عنقریب آنے والے عذاب سے ڈرا دیا (اور چوکنا کر دیا) ہے۔ جس دن انسان اپنے ہاتھوں کی کمائی کو دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ کاش! میں مٹی ہو جاتا۔''

❁ کفار کے اچھے عمل بھی برباد ہو جائیں گے:

(1) ﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ

يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴾ [النور : ۳۹] ''اور کافروں کے اعمال مثل اس چمکتی ہوئی ریت کے ہیں جو چٹیل میدان میں ہو جسے پیاسا شخص دور سے پانی سمجھتا ہے لیکن جب اس کے پاس پہنچتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا، ہاں اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے جو اس کا حساب پورا پورا چکا دیتا ہے۔ اللہ بہت جلد حساب کر دینے والا ہے۔''

(2) ﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴾ [ابراھیم : ۱۸] ''ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اپنے پالنے والے سے کفر کیا، ان کے اعمال مثل اس راکھ کے ہیں جس پر تیز ہوا آندھی والے دن چلے۔ جو بھی انہوں نے کیا اس میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے، یہی دور کی گمراہی ہے (یعنی روزِ قیامت کافروں کے اعمال کا بھی یہی حال ہوگا اور انہیں اس کا کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا)۔''

(3) ﴿ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَاۗىِٕهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴾ [الکھف : ۱۰۳-۱۰۶] ''کہہ دیجئے کہ اگر (تم کہو تو) میں تمہیں بتادوں کہ باعتبارِ اعمال سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟ وہ ہیں کہ جن کی دنیوی زندگی کی تمام تر کوششیں بے کار ہوگئیں اور وہ اسی گمان میں رہے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اس کی ملاقات سے کفر کیا، اس لیے ان کے اعمال غارت ہوگئے پس قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن قائم نہ کریں گے۔ ان کا بدلہ جہنم ہے کیونکہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا۔''

(4) ﴿ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَاۗءً مَّنْثُوْرًا ﴾ [الفرقان : ۲۳] ''اور انہوں نے جو جو اعمال کیے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا (یعنی کافروں کے عمل قیامت کے دن ان ذروں کی طرح بے حیثیت ہوں گے)۔''

❁ باہم دشمن بن جائیں گے:

﴿ اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴾ [الزخرف : ۶۷] ''اس (قیامت کے) دن (گہرے) دوست بھی ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے سوائے پرہیزگاروں کے۔''

❁ جہنم میں باہم جھگڑا کریں گے:

(1) ﴿ هٰذَا ۭ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿٥٥﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ ... تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿٦٤﴾﴾ [ص : ٥٥۔٦٤] ''یہ (معاملہ اہل خیر کا) ہے، اور بلاشبہ سرکشوں کے لیے بہت برا ٹھکانہ ہے۔ (یعنی) جہنم، وہ اس میں داخل ہوں گے، چنانچہ وہ آرام کرنے کی بری جگہ ہے۔ یہ ہے کھولتا ہوا پانی اور پیپ، اب وہ اس کو چکھیں۔ اور ان کے مانند کئی قسم کے دوسرے (عذاب) ہوں گے۔ یہ (تمہارے پیروکاروں کا) ایک گروہ ہے جو تمہارے ساتھ گھسا چلا آتا ہے، ان کے لیے خوش آمدید نہیں، بے شک یہ آگ میں داخل ہونے والے ہیں۔ وہ کہیں گے: بلکہ تم ہی (اس لائق ہو کہ تمہارے لیے خوش آمدید نہیں، تم ہی اسے ہمارے سامنے لائے ہو، تو (یہ) بہت بری قرارگاہ ہے۔ وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! جو شخص ہمارے سامنے یہ (انجام) لایا ہے اس کے لیے جہنم میں عذاب دوگنا زیادہ کر دے۔ اور وہ کہیں گے: ہمیں کیا ہے کہ ہم ان لوگوں کو (جہنم میں) نہیں دیکھتے جنہیں ہم برے لوگوں میں شمار کرتے تھے۔ کیا ہم نے انہیں (دنیا میں یونہی) مذاق (کا نشانہ) بنائے رکھا یا ہماری نگاہیں ان سے ہٹ گئی ہیں۔ بلاشبہ یہ اہل دوزخ کا باہم جھگڑنا برحق ہے۔''

(2) ﴿ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ﴾ [الاعراف : ٣٨] ''جس وقت بھی کوئی جماعت (جہنم میں) داخل ہوگی اپنی دوسری جماعت کو لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب اس میں سب جمع ہو جائیں گے تو پچھلے لوگ پہلے لوگوں کی نسبت کہیں گے کہ ہمارے پروردگار! ہم کو ان لوگوں نے گمراہ کیا تھا سو ان کو دوزخ کا عذاب دوگنا دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ سب ہی کا دوگنا ہے، لیکن تم کو خبر نہیں۔''

شفاعت

شفاعت کا مفہوم

اللہ کے ہاں شفاعت سے مراد ہے ''اللہ تعالیٰ سے کسی دوسرے کے گناہوں کی معافی کا سوال کرنا''۔ اسے دوسرے لفظوں میں سفارش بھی کہا جاتا ہے۔ شفاعت کرنے والے کو عربی میں شَفِيْع اور جس کی سفارش کی جائے اسے مَشْفُوْع کہتے ہیں۔ روزِ قیامت لوگ سخت پریشان اور تکلیف میں ہوں گے اور پھر اس دن کی سختی سے چھٹکارہ پانے کے لیے تمام انبیاء کے پاس جائیں گے مگر کوئی بھی ان کی شفاعت کے لیے تیار نہیں ہوگا اور اپنا کوئی عذر پیش کر کے انہیں اگلے نبی کے پاس بھیج دے گا حتی کہ جب وہ محمد ﷺ کے پاس آئیں گے تو آپ ان کی شفاعت فرمائیں گے۔ اسی کو شفاعتِ عظمیٰ یا شفاعتِ کبریٰ کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ کی اجازت سے انبیاء، اولیاء اور صلحاء بھی شفاعت فرمائیں گے۔

○ ہمارے معاشرے میں شفاعت کے متعلق ایک غلط فہمی یہ پائی جاتی ہے کہ چونکہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں بعض نیک لوگ بھی شفاعت کریں گے اس لیے دنیا میں اگر انہیں راضی کر لیا جائے تو روزِ قیامت ان کی شفاعت حاصل کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ لوگ ایسی شفاعت کے حصول کے لیے قبروں پر سجدے تک کر جاتے ہیں جو کہ صریحاً شرک ہے۔ اسی طرح نذر و نیاز اور چڑھاوے چڑھانا تو عام سی بات ہے۔ بہر حال پہلی بات تو یہ ہے کہ روزِ قیامت صرف وہی شفاعت کرے گا جسے اللہ تعالیٰ اجازت دیں گے اور منتخب فرمائیں گے، نہ کہ ہر وہ شخص جسے ہم خود منتخب کر لیں۔ دوسرے یہ کہ شفاعت کی اجازت بھی صرف اسی کے حق میں دی جائے گی جو موحد ہو اور کفر و شرک سے پاک ہو۔ اس لیے قبروں پر چراغاں، میلے، عرس اور مصائب و مشکلات میں اہل قبور کو پکار کر شرک میں مبتلا ہونے کے بجائے عقیدۂ توحید اپنا کر اللہ تعالیٰ کو ہی راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ روزِ قیامت جس کی اجازت پر ہی ہر ایک کی شفاعت موقوف ہو گی۔

شفاعت کا مقصد

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ شفاعت کا مقصد معاذ اللہ اللہ کے کسی فیصلے کو بدلنا نہیں ہو گا بلکہ اس کا مقصد محض یہ ہو گا کہ دنیوی زندگی کی طرح روزِ قیامت بھی اللہ تعالیٰ کی وسعتِ رحمت کا اظہار ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ جن گناہگار لوگوں کو معاف کرنے کا ارادہ فرما چکے ہوں گے شفاعت کے ذریعے جہاں ان کے لیے مغفرت کا ایک موقع فراہم کریں گے وہاں دوسری طرف انبیاء و صلحاء کو ان کی شفاعت کی اجازت دے کر انہیں اعزاز بھی بخشیں گے جس سے ان کی عزت و تکریم میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ بلاشبہ جتنے لوگ بھی اس روز شفاعت کریں گے وہ اللہ کی مرضی، اجازت اور منشا کے عین مطابق ہی شفاعت کریں گے۔

شفاعت سے متعلقہ چند احادیث

(1) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ﴿ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُخْرِجُ قَوْمًا مِّنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ ﴾ "بلاشبہ اللہ تعالیٰ شفاعت کی وجہ سے کچھ لوگوں کو جہنم سے نکالے گا۔"(۱)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ﴿ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِلَحْمٍ ، فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ ، فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ : أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ... ﴾ "رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا اور دستی کا حصہ آپ کو پیش کیا گیا تو آپ نے اپنے دانتوں سے ایک بار نوچا اور آپ کو دستی کا گوشت بہت پسند تھا پھر آپ نے فرمایا، قیامت کے دن میں سب لوگوں کا سردار ہوں گا تمہیں معلوم بھی ہے یہ کونسا

---

(۱) [مسلم (۱۹۱) كتاب الايمان : باب ادنى اهل الجنة منزلة فيها ، بخاري (٦٥٥٨) حميدي (١٢٤٥) طيالسي (١٧٠٣) ابو يعلى (١٨٣١) ابن حبان (٧٤٨٣)]

دن ہوگا؟ اس دن دنیا کے شروع سے قیامت کے دن تک کی ساری خلقت ایک چٹیل میدان میں جمع ہوگی کہ ایک پکارنے والے کی آواز سب کے کانوں تک پہنچ سکے گی اور ایک نظر سب کو دیکھ سکے گی۔ سورج بالکل قریب ہو جائے گا اور لوگوں کی پریشانی اور بے قراری کی کوئی حد نہ رہے گی جو برداشت سے باہر ہو جائے گی۔ لوگ آپس میں کہیں گے' دیکھتے نہیں کہ ہماری کیا حالت ہوگئی ہے۔ کیا کوئی ایسا مقبول بندہ نہیں ہے جو اللہ پاک کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کرے؟ لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلنا چاہیے۔

چنانچہ سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے۔ آپ انسانوں کے پردادا ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی طرف سے خصوصیت کے ساتھ آپ میں روح پھونکی۔ فرشتوں کو حکم دیا اور انہوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ اس لئے آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کر دیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچ چکے ہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میرا رب آج انتہائی غضب ناک ہے۔ اس سے پہلے اتنا غضب ناک وہ کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضب ناک ہوگا۔ اور رب العزت نے مجھے بھی درخت سے روکا تھا لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی۔ پس مجھ کو اپنی جان کی فکر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ سب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے۔ اے نوح! آپ سب سے پہلے پیغمبر ہیں جو اہل زمین کی طرف بھیجے گئے تھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے شکر گزار بندہ کا خطاب دیا۔ آپ ہی ہمارے لئے اپنے رب کے حضور شفاعت کر دیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ گئے ہیں؟ حضرت نوح علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میرا رب آج اتنا غضب ناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک نہیں تھا اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضب ناک ہوگا اور مجھے ایک دعا کی قبولیت کا یقین دلایا گیا تھا جو میں نے اپنی قوم کے خلاف کر لی تھی۔ آج مجھ کو اپنے ہی نفس کی فکر ہے تم میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ سب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے ابراہیم! آپ اللہ کے نبی اور اللہ کے خلیل ہیں' روئے زمین میں منتخب' آپ ہماری شفاعت کیجئے آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں؟ ابراہیم علیہ السلام بھی کہیں گے کہ آج میرا رب بہت غضبناک ہے، اتنا غضبناک نہ وہ پہلے ہوا تھا اور نہ آج کے بعد ہوگا اور میں نے تین جھوٹ بولے تھے۔ بس مجھ کو اپنے نفس کی فکر ہے میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ سب لوگ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف سے رسالت اور اپنے کلام کے ذریعہ فضیلت دی' آپ ہماری شفاعت اپنے رب کے حضور کر دیں۔ آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ آج اللہ تعالیٰ بہت غضبناک

ہے' اتنا غضبناک کہ وہ نہ پہلے کبھی ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی ہوگا اور میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ حالانکہ اللہ کی طرف سے مجھے اس کا کوئی حکم نہیں ملا تھا۔ نفسی' نفسی' نفسی' بس مجھ کو آج اپنی فکر ہے' میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ سب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے۔ اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے مریم پر ڈالا تھا اور اللہ کی طرف سے روح ہیں۔ آپ نے بچپن میں ماں کی گود ہی میں لوگوں سے بات کی تھی ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہماری کیا حالت ہو چکی ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میرا رب آج اس درجہ غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک ہوا تھا اور نہ کبھی ہوگا اور آپ کسی لغزش کا ذکر نہیں کریں گے (صرف) اتنا کہیں گے' نفسی' نفسی' نفسی۔ میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ' ہاں محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔

سب لوگ محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے محمد! آپ اللہ کے رسول اور سب سے آخری پیغمبر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں۔ اپنے رب کے دربار میں ہماری شفاعت کیجئے آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آخر میں آگے بڑھوں گا اور عرش تلے پہنچ کر اپنے رب عزوجل کے لئے سجدہ میں گر پڑوں گا پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد اور حسنِ ثنا کے دروازے کھول دے گا کہ مجھ سے پہلے کسی کو وہ طریقے اور وہ محامد نہیں بتائے تھے۔ پھر کہا جائے گا' اے محمد! اپنا سر اٹھائیے' مانگئے آپ کو دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے' آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اب میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا۔ اے میرے رب! میری امت' اے میرے رب! میری امت پر کرم کر۔ کہا جائے گا 'اے محمد! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب نہیں' جنت کے داہنے دروازے سے داخل کیجئے اور ویسے انہیں اختیار ہے جس دروازے سے چاہیں دوسرے لوگوں کے ساتھ داخل ہو سکتے ہیں پھر نبی ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت کے دروازے کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور حمیر میں ہے یا جتنا مکہ اور بُصریٰ میں ہے۔" (۱)

اس طویل حدیث سے معلوم ہوا کہ روزِ قیامت انبیاء عظام حتیٰ کہ اولوالعزم پیغمبر بھی اللہ تعالیٰ کے غضب و ہیبت سے خائف ہو کر اپنی جان کی امان طلب کر رہے ہوں گے اور کسی میں بھی یہ جرأت نہیں ہوگی کہ اللہ کے حضور کسی کی سفارش کر سکے، تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی دوسرا پیر، ولی اور بزرگ بآسانی ایسی جرأت کر سکے۔ دوسرے یہ کہ رسول اللہ ﷺ' جنہیں دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ نے مقامِ محمود عطا کرنے کا وعدہ کر رکھا ہے' بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کسی کی شفاعت نہیں کر سکیں گے، تو پھر اس سے بڑا دغاباز کون ہو سکتا ہے جو خود اس بات کا دعویٰ

(۱) [بخاری : کتاب التفسیر : باب ذریة من حملنا مع نوح (۴۷۱۲) مسلم (۱۹۴)]

کرے کہ میں اپنے مریدوں کو روزِ قیامت بچا لوں گا۔ تیسرے یہ کہ نبی کریم ﷺ کو بھی ایک خاص تعداد کے حق میں شفاعت کی اجازت دی جائے گی نہ کہ ساری امت کے حق میں، لہٰذا اگر آج کوئی کسی ولی یا بزرگ پر تکیہ کیے بیٹھا ہے تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ ضروری نہیں کہ اس کا نام بھی ان لوگوں میں ہو جن کے حق میں شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ چوتھے یہ کہ مشرک کے حق میں کسی کو بھی شفاعت کی اجازت نہیں دی جائے گی، لہٰذا اگر کوئی روزِ قیامت شفاعت کا مستحق ٹھہرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ عقیدۂ توحید اپنائے اور شرک کی ہر قسم سے خود کو بچا لے۔

شفاعت کون کرے گا؟

❁ انبیاء کی شفاعت :

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ فَأُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ أَخْتَبِيَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ "ہر نبی کی ایک دعا قبول ہوتی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ اگر اللہ نے چاہا تو اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ رکھوں۔"(۱)

(2) ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "روزِ قیامت سب سے پہلے میں ہی شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی۔"(۲)

❁ صالحین کی شفاعت :

(1) حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ روزِ قیامت شہداء کو یہ اعزاز بخشا جائے گا کہ ان کے ستر (70) رشتہ داروں کے حق میں ان کی سفارش قبول کی جائے گی۔"(۳)

(2) حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "قبیلہ بنو تمیم کے اکثر لوگ میری امت کے ایک فرد کی سفارش سے جنت میں جائیں گے۔" صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا وہ شخص آپ کے علاوہ کوئی اور ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا "ہاں! وہ میرے علاوہ کوئی اور ہوگا۔"(٤)

(3) ایک صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل ایمان جب جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اپنے اقرباء اور جاننے والے لوگوں کی سفارش کریں گے اور انہیں جنت میں داخل کرائیں گے۔(٥)

---

(۱) [بخاری (٦٣٠٤) كتاب التوحيد: باب قوله تعالى "قل لو كان البحر ..." مسلم (١٩٨)]

(۲) [مسلم (٢٢٧٨) كتاب الفضائل : باب فضل نسب النبي ﷺ]

(۳) [**صحیح** : صحيح الترغيب (١٣٧٥) ترمذی (١٦٦٣) ابن ماجة (٢٧٩٩) احمد (١٣١/٤)]

(٤) [**صحیح** : صحيح الترغيب (٣٦٤٦) الصحيحة (٢١٧٨) المشكاة (٥٦٠١) ترمذی (٢٤٣٨)]

(٥) [بخاری (٢٢) كتاب التوحيد : باب قول الله تعالى: "وجوه يومئذ ناضرة..." مسلم (١٨٣)]



❁ فرشتوں کی شفاعت:

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ﴾ [الانبیاء : ۲۸] ''اور وہ (فرشتے) کسی کی بھی شفاعت نہیں کرتے سوائے ان کے جن سے اللہ خوش ہو، وہ تو خود ہیبت الٰہی سے لرزاں وترساں ہیں۔''

(2) ایک اور مقام پر ارشاد ہے کہ ﴿ وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِن بَعْدِ أَن يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَن يَشَاءُ وَيَرْضَى ﴾ [النجم : ۲٦] ''اور بہت سے فرشتے آسمانوں میں ہیں جن کی شفاعت کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی خوشی اور اپنی چاہت سے جس کے لیے چاہے اجازت دے دے۔''

ان آیات سے معلوم ہوا کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کی اجازت سے بعض فرشتے بھی شفاعت فرمائیں گے۔ لیکن ان کو یہ حق صرف انہی لوگوں کے لیے ملے گا جن کے لیے اللہ تعالیٰ پسند فرمائیں گے۔ علاوہ ازیں آئندہ عنوان ''اللہ ارحم الراحمین کی آخری شفاعت'' کے تحت حدیث سے بھی فرشتوں کی شفاعت ثابت ہوتی ہے۔

❁ چند اعمالِ صالحہ کی شفاعت:

جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ﴿ الصِّيَامُ وَ الْقُرآنُ يُشَفِّعَانِ لِلْعَبْدِ ... ﴾ ''روزہ اور قرآن مومن بندے کی شفاعت کریں گے (اور بالآخر بندے کو جنت میں داخل کرا دیں گے)۔''[1] اسی طرح ایک روایت میں سورۂ ملک کے متعلق ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرے گی۔[2] مزید برآں ایک روایت میں سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی شفاعت کا بھی ذکر ہے (یعنی یہ سورتیں اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کریں گی)۔[3]

❁ اللہ ارحم الراحمین کی آخری شفاعت:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ﴿ شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ وَشَفَعَ النَّبِيُّونَ وَ شَفَعَ الْمُؤْمِنُونَ وَ لَمْ يَبْقَ إِلَّا أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَمْ يَعْمَلُوا قَطُّ ﴾ ''فرشتے، انبیاء اور اہل ایمان سب شفاعت کر چکے، اب صرف

---

(۱) [حسن صحیح : صحیح الترغیب (۹۸٤) کتاب الصوم : باب الترغیب فی الصوم مطلقا وما جاء فی فضله وفضل دعاء الصائم' هداية الرواة (۲/۳۱۳) تمام المنة (ص/۳۹٤) احمد (۲/۱۷٤) حاکم (۱/۵۵٤) امام حاکمؒ نے اسے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔]

(۲) [حسن لغيره : صحيح الترغيب (۱٤۷٤) صحيح الجامع (۲۰۹۱) ترمذی (۲۸۹۱) مسند احمد (۲/۲۹۹) شیخ شعیب ارناؤوط نے بھی اس روایت کو حسن لغیرہ کہا ہے۔[الموسوعة الحديثية (۷۹۷۵)]]

(۳) [مسلم (۸۰۵) کتاب فضائل القرآن : باب فضل قراءة القرآن وسورة البقرة]

ارحم الراحمین (یعنی خود اللہ تعالیٰ) ہی باقی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ مٹھی بھر کے کچھ ایسے موحد لوگوں کو جہنم سے نکال لیں گے جنہوں نے کبھی بھی کوئی نیک عمل نہیں کیا ہوگا۔''(۱)

شفاعت درست ہونے کی شرائط

❶ شفاعت وہی کر سکے گا جسے اللہ تعالیٰ اجازت دیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ﴾ [البقرۃ : ۲۵۵] ''کون ہے وہ جو اس کے پاس شفاعت کر سکے مگر اس کی اجازت کے ساتھ ہی۔'' اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ

﴿ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ﴾ [سبا : ۲۳] ''اور اس کے پاس شفاعت فائدہ نہیں دے گی مگر اسی کو جسے وہ اجازت دے۔'' ایک اور مقام پر فرمایا کہ

﴿ یَوْمَىِٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا ۝۱۰۹ ﴾ [طٰہٰ : ۱۰۹] ''قیامت کے روز کوئی سفارش فائدہ نہ دے گی سوائے اس شخص کے جسے رحمٰن نے اجازت دی ہو اور اس سفارشی کی بات اللہ تعالیٰ کو پسند بھی آئے۔''

❷ شفاعت اسی کو فائدہ دے گی جس کے حق میں شفاعت کے لیے اللہ تعالیٰ راضی ہوں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ وَلَا یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی ﴾ [الانبیاء : ۲۸] ''وہ صرف اسی کے حق میں شفاعت کر سکیں گے جس سے وہ (یعنی اللہ) راضی ہو۔'' اور متعدد دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی کافر و مشرک کے حق میں شفاعت کے لیے راضی نہیں ہوں گے۔ کفار کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ ﴿ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ ۝۴۸ ﴾ [المدثر : ۴۸] ''انہیں شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کوئی فائدہ نہیں دے گی۔'' اور ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی کو ایک دعا کا اختیار دیا گیا کہ وہ جو چاہے مانگ لے اسے عطا کر دیا جائے گا، تو سب پیغمبروں نے اپنی اپنی دعا مانگ لی مگر محمد ﷺ نے اپنی دعا روزِ قیامت امت کی شفاعت کے لیے روک لی ﴿ فَهِيَ نَائِلَةٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا ﴾ ''اب وہ ان شاء اللہ ہر اس شخص کو پہنچنے والی ہے جو آپ ﷺ کی امت میں سے اس حال میں فوت ہو کہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرتا ہو۔''(۲)

حصولِ شفاعت کے چند خصوصی اعمال

❁ اذان کے بعد مسنون دعا پڑھنا :

(۱) [مسلم (۱۸۲) کتاب الایمان : باب معرفة طريق الرؤية] .

(۲) [مسلم (۱۹۹) کتاب الایمان : باب اختباء النبي دعوة الشفاعة لأمته ، ترمذی (۳۶۰۲) ابن ماجه (۴۳۰۷)]

فرمانِ نبوی ہے کہ جو اذان سن کر یہ کلمات کہتا ہے" اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ و الصَّلاۃِ الْقَائِمَۃِ آتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَ الْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَہُ " قیامت کے روز اس کی شفاعت میرے ذمے ہوگی۔(۱)

❁ صبح و شام دس دس مرتبہ درود پڑھنا:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ "جس نے دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام کے وقت مجھ پر درود پڑھا اسے روزِ قیامت میری شفاعت نصیب ہوگی۔"(۲)

❁ چند مختلف اعمال:

1- بکثرت قرآن کریم کی تلاوت کرنا۔

2- سورۂ ملک کی بکثرت تلاوت کرنا۔

3- سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی تلاوت کرنا۔

4- رمضان میں روزے رکھنا اور قیام کرنا۔

5- تین تین مرتبہ جنت میں داخلے اور جہنم سے آزادی کی دعا کرنا۔(۳)

مقامِ محمود

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿عَسٰٓى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾[الاسراء : ۷۹] "قریب ہے کہ اللہ آپ کو مقامِ محمود پر فائز کرے۔"

امام ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اکثر اہل تفسیر کے نزدیک مقامِ محمود سے مراد حضرت محمد ﷺ کا قیامت کے دن لوگوں کی شفاعت کرنا ہے تاکہ رب تعالیٰ انہیں اس دن کی سختیوں سے نجات عطا فرما دے۔(۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مقامِ محمود سے مراد مقامِ شفاعت ہے۔(۵) امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی یہی نقل فرمایا ہے کہ اہل علم کی رائے میں اس آیت کریمہ میں مذکور مقامِ محمود سے مراد مقامِ شفاعت ہے۔(۶)

---

(۱) [بخاری (٦١٤) کتاب الأذان : باب الدعاء عند النداء ' أبو داود (٥٢٩) ترمذی (٢١١) نسائی (٢٦/٢) ابن ماجة (٧٢٢) أحمد (٣٥٤/٣) بیهقی (٤١٠/١) شرح السنة (٧٣/٢)]

(۲) [حسن : صحیح الجامع الصغیر (٦٣٥٧) صحیح کنوز السنة النبویة (١٤)]

(۳) [صحیح : صحیح الترغیب (٣٦٥٤) صحیح الجامع (٦٢٧٥) ابن ماجه (٤٣٤٠) کتاب الزهد : باب صفة الجنة ، ترمذی (٢٥٧٢)]

(٤) [تفسیر ابن جریر الطبری (١٧٩/١٥)]

(٥) [تفسیر ابن جریر الطبری (١٨٠/١٥)]

(٦) [تفسیر ابن کثیر (٦٩٧/٣)]

صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ روزِ قیامت نبی کریم ﷺ لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے، پھر آہستہ آہستہ چلتے ہوئے جنت کے دروازے کے کنڈے کو پکڑیں گے ﴿ فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّحْمَدُهُ اَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ ﴾ ''تو اس دن اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا تو میدانِ حشر میں جمع ہونے والے سب لوگ آپ کی تعریف کریں گے۔''(۱)

شفاعت سے متعلقہ چند مختلف مسائل

- جب شفاعت کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرمائیں گے تو کافر پچھتاوے کا اظہار کریں گے اور یہ خواہش کریں گے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے۔(۲)
- نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے آپ کے چچا ابو طالب کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی۔(۳)
- جنت کا دروازہ کھلوانے کے لیے سب سے پہلے نبی کریم ﷺ ہی شفاعت فرمائیں گے۔(٤)
- نبی کریم ﷺ کی شفاعت کے نتیجے میں اس قدر زیادہ افراد جنت میں داخل ہو جائیں گے کہ جنت کی نصف آبادی امتِ محمدیہ کے افراد پر ہی مشتمل ہو گی۔(٥)
- مدینہ میں رہائش اور وہاں آنے والی مشکلات پر صبر کرنے سے نبی ﷺ کی شفاعت نصیب ہو گی۔(٦)
- کافر و مشرک اور منافق کے حق میں نبی کی شفاعت بھی مقبول نہیں۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے (کافر) بیٹے کے حق میں شفاعت کی تو قبول نہ ہوئی۔(۷) اسی طرح نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن ابی منافق کے حق میں شفاعت کی لیکن وہ بھی قبول نہ ہوئی۔(۸) اسی طرح ابراہیم علیہ السلام اپنے مشرک باپ کے حق میں شفاعت کریں گے لیکن وہ بھی رد کر دی جائے گی۔(۹)

---

(۱) [بخاری (١٤٧٥) كتاب الزكاة : باب من سأل الناس تكثرا]
(۲) [ظلال الجنة للالبانی (٨٤٣) مستدرك حاكم (٣٨٤/٢) امام حاکمؒ اور امام ذہبیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔]
(۳) [بخاری (٣٨٨٥) كتاب المناقب : باب قصة ابی طالب]
(٤) [مسلم (١٩٦) كتاب الايمان : باب فی قول النبی : انا اول الناس يشفع فی الجنة ، ابو يعلى (٣٩٦٤)]
(٥) [بخاری (٣٣٤٨) كتاب الرقاق : باب قوله عز و جل إن زلزلة الساعة شيئ عظيم مسلم (٢٢٢)]
(٦) [مسلم (١٣٧٧) ، (٤٨٢) كتاب الحج : باب فضل المدينة ، مسند احمد (١١٣/٢)]
(۷) [هود : ٤٥-٤٧]
(۸) [بخاری (٤٦٧٠) كتاب التفسير]
(۹) [بخاری (٣٣٥٠) كتاب احاديث الانبياء]

قصاص اور حساب وجزا

حساب وجزا سے مراد یہ ہے کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اپنی عدالتِ عالیہ میں ہر انسان سے اس کے دنیا میں کیے ہوئے اعمال کے بارے میں باز پرس کریں گے۔ اس کے ہر قول اور ہر فعل کے متعلق پوچھیں گے۔ ہر انسان کی اچھائی اور برائی کا حساب کر کے نیکوکاروں کو اچھا بدلہ جبکہ بدوں کو ان کے کیئے کی سزا دیں گے۔

نیز اس روز ہر فیصلہ پورے عدل وانصاف کے ساتھ کیا جائے گا، کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم وزیادتی نہیں کی جائے گی اور ہر مظلوم کو ظالم سے پورا پورا بدلہ لے کر دیا جائے گا، اسی کا نام قصاص ہے۔

مقام حساب کی طرف آمد کا ایک منظر

اللہ عزوجل بادلوں کے سائے میں جلوہ افروز ہوں گے جبکہ فرشتے بھی صف درصف آ کھڑے ہوں گے:

﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّآ أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٢١٠﴾﴾[البقرة : ۲۱۰] ''کیا اب وہ اس انتظار میں ہیں کہ اللہ بادلوں کے سائے میں ان کے سامنے چلا آئے اور فرشتے بھی اور (ان کے) معاملے کا فیصلہ ہی کر ڈالا جائے؟ آخر سارے معاملات اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اگلے اور پچھلے لوگوں میں فیصلے کے لیے آئے اور ہر عمل کرنے والے کو اسکے اچھے یا برے عمل کے مطابق صلہ دے اور اسی لیے تو فرمایا ''اور (ان کے) معاملے کا فیصلہ کر دیا جائے اور سب کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔'' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿كَلَّآ إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ... وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ﴾[الفجر : ۲۱-۲۳] ''ہرگز نہیں! جب زمین (کی بلندی) خوب کوٹ کر پست کر دی جائے گی اور آپ کا پروردگار جلوہ فرما ہوگا اور فرشتے صف درصف آ موجود ہوں گے اور دوزخ اس دن حاضر کی جائے گی تو انسان اس دن متنبہ ہوگا مگر (اب) انتباہ (سے) اسے (فائدہ) کہاں مل سکے گا؟'' اور فرمایا ''یہ اس کے سوا اور کس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا خود آپ کا پروردگار آئے یا آپ کے پروردگار کی کچھ نشانیاں۔''(۱)

اللہ کے عرش کو آٹھ فرشتوں نے اٹھایا ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد ہے کہ ﴿وَالْمَلَكُ عَلَىٰٓ أَرْجَآئِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَٰنِيَةٌ﴾[الحاقة : ۱۷] ''فرشتے اطراف وجوانب میں (کھڑے) ہوں گے اور اس روز تیرے رب کے عرش کو آٹھ فرشتوں نے اٹھایا ہوگا۔''

---

(۱) [تفسیر ابن کثیر (۱/۴٤۷)]

انبیاء ورسل بھی حاضر کیے جائیں گے اور پھر ان سے وحیِ الٰہی کے ابلاغ کا سوال کیا جائے گا۔ اس روز لوگوں کے اعمال لکھنے والے فرشتے بھی بطورِ گواہ حاضر کیے جائیں گے جیسے کہ انبیاء وعلماء بھی تبلیغ دین کی گواہی دیں گے حتیٰ کہ انسان کے اپنے اعضاء بھی گواہی دیں گے۔

تمام لوگوں کو صف بستہ حالت میں رب العالمین کے سامنے لا کھڑا کیا جائے گا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَعُرِضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفًّا﴾ [الکہف : ٤٨] ''اور سب کے سب تیرے رب کے سامنے صف بستہ حاضر کیے جائیں گے۔'' سرکشوں اور باغیوں کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے، آگ کے لباس میں اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا۔ (۱) جبکہ اس دن کی ہولناکی اور خوف ودہشت سے سب ہی کا یہ حال ہوگا کہ گھٹنوں کے بل جھکے ہوں گے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ﴿وَتَرَىٰ كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٨﴾﴾ [الجاثیۃ : ٢٨] ''اور آپ دیکھیں گے کہ ہر امت گھٹنوں کے بل گری ہوئی ہوگی۔ ہر گروہ اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جائے گا، آج تمہیں اپنے کیے کا بدلہ دیا جائے گا۔''

دنیا میں کیا ہوا لوگوں کا ہر عمل ان کے سامنے رکھ دیا جائے گا

(1) ﴿وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا ۚ وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا﴾ [الکہف : ٤٩] ''اور (ہر ایک کا) اعمال نامہ (سامنے) رکھ دیا جائے گا، پھر آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ اس کے مندرجات (تحریر) سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے: ہائے ہماری کم بختی! کیسا ہے یہ اعمال نامہ جو نہیں چھوڑ رہا کسی چھوٹے اور نہ بڑے (عمل) کو مگر اس نے اسے شمار کر رکھا ہے۔ اور انہوں نے جو عمل کیے تھے حاضر پائیں گے۔''

(2) ﴿فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴿٧﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿٨﴾﴾ [الزلزال : ٧۔٨] ''پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔''

(3) ﴿إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ [المائدۃ : ١٠٥] ''تم سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے پھر وہ تم سب کو بتلا دے گا جو کچھ تم سب کرتے تھے۔''

(4) ﴿وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا﴾

---

(۱) [ابراھیم : ٤٩۔٥١]

[الاسراء : ۱۳] ”ہم نے ہر انسان کی برائی بھلائی کو اس کے گلے لگا دیا ہے اور روزِ قیامت ہم اس کے سامنے اس کا نامہ اعمال نکالیں گے جسے وہ اپنے اوپر کھلا ہوا پالے گا۔ لے! خود ہی اپنی کتاب آپ پڑھ لے۔ آج تو تو خود ہی اپنا حساب لینے کے لیے کافی ہے۔“

(5) ﴿ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِن سُوءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا ﴾ [آل عمران : ۳۰] ”جس دن ہر نفس اپنی کی ہوئی نیکیوں کو اور اپنی کی ہوئی برائیوں کو موجود پالے گا، آرزو کرے گا کہ کاش! اس کے اور برائیوں کے درمیان بہت ہی دوری ہوتی۔“

پھر ان کے مابین پورے عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا، کچھ بھی ظلم نہ ہوگا

(1) ﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ﴾ [النساء : ٤٠] ”بے شک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔“

(2) ﴿ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴾ [البقرۃ : ۲۸۱] ”اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔“

(3) ﴿ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴾ [النساء : ۷۷] ”اور پرہیزگاروں کے لیے آخرت ہی بہتر ہے اور تم پر ایک دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔“

(4) ﴿ وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ﴾ [النساء : ۱۲٤] ”جو ایمان والا ہو مرد ہو یا عورت اور وہ نیک اعمال کرے، یقیناً ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور کھجور کی گٹھلی کے شگاف برابر بھی ان کا حق نہ مارا جائے گا۔“

(5) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ﴿ يَا عِبَادِي! إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوا ﴾ ”اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم حرام کیا ہے اور تمہارے مابین بھی اسے حرام قرار دیا ہے لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔“(۱)

حقوق العباد سے متعلقہ مقدمات میں بھی پورا پورا انصاف کیا جائے گا

(1) فرمانِ نبوی ہے کہ ”جس نے بھی جھوٹی قسم کھا کر کسی کا حق مارا تو (سمجھ لو کہ) اللہ تعالیٰ نے اس پر جہنم واجب کر دی اور جنت حرام کر دی۔ ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! خواہ وہ معمولی سی چیز ہو؟ آپ نے فرمایا، خواہ پیلو کی ایک شاخ ہی کیوں نہ ہو۔“(۲)

---

(۱) [مسلم (۲۵۷۷) كتاب البر والصلة والآداب : باب تحريم الظلم ' بخاري في الأدب المفرد (٤٩٠)]

(۲) [مسلم (۱۳۷) كتاب الإيمان : باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار ' ابن ماجه (۲۳۲٤)]

(2) ایک روایت میں ہے کہ ﴿ مَنْ ضَرَبَ بِسَوْطٍ ظُلْمًا اقْتُصَّ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾ ''جس نے (کسی کو) ناحق زیادتی کرتے ہوئے کوڑا مارا روزِ قیامت اس سے بھی بدلہ لیا جائے گا۔''(۱)

(3) حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ ضَرَبَ مَمْلُوكَهُ ظَالِمًا أُقِيدَ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾ ''جس نے اپنے غلام کو ظلم سے مارا اس سے بھی روزِ قیامت قصاص لیا جائے گا۔''(۲)

(4) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ بِالزِّنَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ ﴾ ''جس نے اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائی روزِ قیامت اس پر حد قائم کی جائے گی الا کہ اسی طرح ہو جیسے اس نے کہا (یعنی غلام نے واقعی زنا کا ارتکاب کیا ہو)۔''(۳)

انصاف کا یہ عالم ہوگا کہ جانوروں کو بھی پورا پورا بدلہ لے کر دیا جائے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقَ إِلَى أَهْلِهَا حَتَّى يُقْتَصَّ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ نَطَحَتْهَا ﴾ ''تم ضرور بضرور مستحق افراد کی طرف ان کے حقوق ادا کرو گے حتی کہ بغیر سینگ والی بکری کے لیے سینگ والی بکری سے بھی قصاص لیا جائے گا جس نے اسے سینگ مارا ہوگا۔''(٤)

ایک کا جرم دوسرے پر نہیں ڈالا جائے گا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ﴾ [الانعام: ١٦٤] ''اور جو شخص کوئی عمل کرتا ہے اس کا بوجھ اسی پر ہوتا ہے، اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا (یعنی لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق ہی بدلہ دیا جائے گا، اگر اعمال اچھے ہوئے تو اچھا صلہ ملے گا اور اگر اعمال برے ہوئے تو برا بدلہ ملے گا اور کسی کے گناہ کے بوجھ کو دوسرا کوئی نہیں اٹھائے گا)۔''

البتہ یہاں یہ واضح رہے کہ جو لوگ گناہوں کے ارتکاب کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی ان میں مبتلا کرنے کا ذریعہ بنے یا انہوں نے دوسروں کو بھی برائی کی دعوت دی اور انہیں گمراہ کیا یا دوسروں نے ان کی برائی کو دیکھ کر برائی شروع کر دی تو پھر ان سب کا گناہ بھی ان پہلے برائی پھیلانے والوں پر ہوگا جیسا کہ قرآن میں ہے کہ

---

(١) [**صحیح**: صحیح الجامع الصغیر (٦٣٧٤) بیہقی فی الکبری (٤٥/٨)]

(٢) [**حسن**: السلسلة الصحیحة (٢٣٥٢) صحیح الجامع (٦٣٧٦) مجمع الزوائد (٢٣٨/٤)]

(٣) [مسلم (١٦٦٠) کتاب الایمان: باب التغلیظ علی من قذف مملوکه بالزنا، ترمذی (١٩٤٧)]

(٤) [**صحیح**: الصحیحة (١٥٨٨) احمد (٢٣٥/٢) ابن حبان (٧٣٦٣) ترمذی (٢٤٢٠) بخاری فی الأدب المفرد (١٨٥) شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ [الموسوعة الحدیثیة (٧٢٠٤)]

﴿ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ ﴾ [العنکبوت : ۱۳] ''اور وہ البتہ ضرور اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور (لوگوں کے) بوجھ بھی۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ ﴿ مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُوْرِ مَنِ اتَّبَعَهُ ... ﴾ ''جو شخص ہدایت کی طرف دعوت دے، اسے ان لوگوں کے اجر و ثواب کے مثل اجر ملے گا جو اس کی اتباع کریں گے اور اتباع کرنے والوں کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جو شخص گمراہی کی طرف دعوت دے، اسے ان لوگوں کے گناہوں کے مثل گناہ ہوگا جو اس گمراہی پر عمل کریں گے اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔''[(۱)] اور جس روایت میں ہے ''جو شخص بھی ظلم و زیادتی سے قتل کیا جائے گا تو اس کے گناہ میں سے آدم کے پہلے بیٹے کو بھی حصہ ملے گا کیونکہ اس نے قتل کا طریقہ جاری کیا تھا'' وہ بھی اسی قبیل سے ہے۔[(۲)]

کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا

(1) ﴿ يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ ﴿٨﴾ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿٩﴾ وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ﴿١٠﴾ يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ﴿١١﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ﴿١٢﴾ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ﴿١٣﴾ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنجِيهِ ﴿١٤﴾ كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ﴿١٥﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ ﴾ [المعارج : ۸۔۱٦] ''جس دن آسمان مثل تیل کی تلچھٹ کے ہو جائے گا۔ اور پہاڑ مثل رنگین اُون کے ہو جائیں گے۔ اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا۔ (حالانکہ) ایک دوسرے کو دکھا دیئے جائیں گے (یعنی پہچان لیں گے لیکن ایک دوسرے کو نہیں پوچھیں گے کیونکہ انہیں صرف اپنی اپنی پڑی ہوگی)۔ گناہگار اس دن عذاب کے بدلے فدیئے میں اپنے بیٹوں کو، اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی کو اور اپنے کنبے کو جو اسے پناہ دیتا تھا۔ اور روئے زمین کے سب لوگوں کو دینا چاہے گا تاکہ یہ اسے نجات دلا دے (یعنی اولاد، بیوی، بھائی اور خاندان یہ ساری چیزیں انسان کو نہایت عزیز ہوتی ہیں، لیکن قیامت والے دن مجرم چاہے گا کہ اس سے فدیئے میں عزیز چیزیں قبول کر لی جائیں اور اسے چھوڑ دیا جائے)۔ (مگر) ہرگز ایسا نہ ہوگا، یقیناً وہ شعلہ والی (آگ) ہے۔ جو منہ اور سر کی کھال کھینچ لانے والی ہے۔''

(2) ﴿ فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ ﴿٣٣﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾ ﴾ [عبس : ۳۳۔۳۷] ''پس جب کان بہرے کر دینے

(۱) [مسلم (۲٦۷٤) کتاب العلم : باب من سن سنة حسنة ، ابن ماجه (۲۰٦)]

(۲) [بخاری (۳۳۳۵) کتاب احادیث الانبیاء : باب خلق آدم وذریته ، مسلم (۱٦۷۷)]

والی (قیامت) آجائے گی۔ اس دن آدمی اپنے بھائی سے۔ اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے۔ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔ ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایسی فکر (دامن گیر) ہوگی جو اس کے لیے کافی ہوگی۔''

(3) ﴿ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَىٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴾[الزخرف : ٦٧] ''اس (قیامت کے) دن (گہرے) دوست بھی ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے سوائے پرہیزگاروں کے۔''

کوئی فدیہ نفع نہیں دے گا

(1) ﴿ وَ اتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ۝۱۲۳ ﴾[البقرۃ : ١٢٣] ''اس دن سے ڈرو جس دن کوئی نفس کسی نفس کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے گا، نہ کسی شخص سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا، نہ اسے کوئی شفاعت نفع دے گی، نہ ان کی مدد کی جائے گی۔''

(2) ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّ لَوِ افْتَدٰى بِهٖ١ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۝۹۱ ﴾[آل عمران : ٩١] ''جو لوگ کفر کریں اور مرتے دم تک کافر رہیں ان میں سے کوئی اگر زمین بھر سونا دے، گو فدیے میں ہی ہو تو بھی ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے تکلیف دینے والا عذاب ہے اور جن کا کوئی مددگار نہیں۔''

(3) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ يُجَاءُ بِالْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ اَرَاَيْـــتَ ... ﴾ ''قیامت کے دن کافر کو لایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تمہارا کیا خیال ہے اگر زمین بھر کر تمہارے پاس سونا ہو تو کیا سب کو (اپنی نجات کے لیے) فدیہ میں دے دو گے؟ وہ کہے گا کہ ہاں، تو اس وقت اس سے کہا جائے گا کہ تم سے اس سے بہت آسان چیز کا (دنیا میں) مطالبہ کیا گیا تھا (یعنی احکامِ الٰہی کی پابندی کا)۔''(1)

لوگوں کا حق مارنے والے کو نیکیاں دینی یا گناہ لینے پڑیں گے

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَـنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِاَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْ شَيْءٌ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ ، اِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِـذَ مِـنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهٖ وَ اِنْ لَّمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ ﴾ ''اگر کسی شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا کسی طریقہ (سے ظلم کیا ہو) تو اسے آج ہی (یعنی دنیا میں ہی) اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرا لے جس دن نہ دینار ہوں گے نہ درہم، بلکہ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لے لیا جائے گا۔ اور اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہوگا تو اس کے ساتھی (مظلوم) کی

(1) [بخاری (٦٥٣٨) کتاب الرقاق : باب من نوقش الحساب عذب]

برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔‘‘ (۱)

(2) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَ صِيَامٍ وَ زَكَاةٍ وَ يَأْتِي قَدْ شَتَمَ هٰذَا ... ﴾ ’’یقیناً میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ سمیت حاضر ہوگا جبکہ اس نے کسی کو گالی دی ہے، کسی پر بہتان باندھا ہے، کسی کا مال کھایا ہے، کسی کا خون بہایا ہے اور کسی کو مارا ہے، چنانچہ اس (مظلوم) کو اس کی نیکیوں میں سے کچھ دیا جائے گا اور اُس کو بھی اس کی نیکیوں میں سے (دیا جائے گا)۔ پس اگر عائد شدہ حقوق کی مکمل ادائیگی ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان (مظلومین) کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیے جائیں گے، پھر اسے آگ میں پھینک دیا جائے گا۔‘‘ (۲)

ریا کار مجاہد، عالم اور سخی کو سخت باز پرس کے بعد عبرتناک انجام سے دوچار کیا جائے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ أُسْتُشْهِدَ ... ﴾ ’’لوگوں میں سے پہلا آدمی جس کے خلاف قیامت کے دن فیصلہ کیا جائے گا وہ ہوگا جو (اللہ کی راہ میں) شہید کیا گیا۔ اس کو (بارگاہِ الٰہی میں) پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنے انعامات یاد دلائے گا، وہ ان کا اقرار کرے گا۔ اللہ (اس سے) دریافت کرے گا کہ تو نے (انعامات کے بدلے) کیا عمل کیا تھا؟ وہ جواب دے گا، میں نے (فقط) تیرے لیے لڑائی لڑی یہاں تک کہ میں شہید ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، تو جھوٹ کہتا ہے۔ تو نے صرف اس لیے جنگ لڑی تھی کہ تجھے بہادر کہا جائے چنانچہ تجھے بہادر کہا گیا، پھر اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں حکم دیں گے، اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں گرا دیا جائے گا اور (دوسرا) وہ آدمی جس نے (شریعت کا) علم حاصل کیا، اسے (لوگوں کو) سکھایا اور قرآن پاک کی تلاوت کی۔ اس کو (بارگاہِ الٰہی میں) پیش کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے انعامات یاد دلائے گا۔ وہ ان کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا کہ تو نے ان انعامات کے مقابلہ میں کیا عمل کیا۔ وہ جواب دے گا، میں نے علم حاصل کیا، اسے (لوگوں کو) سکھایا اور میں تیری رضا کے لیے قرآن کریم کی تلاوت کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو جھوٹ بولتا ہے البتہ تو نے اس لیے (شریعت کا) علم حاصل کیا تاکہ تجھے معلم کہا جائے اور تو قرآن کی اس لیے تلاوت کرتا رہا تاکہ تجھے قاری کہا جائے، چنانچہ تجھے کہا گیا۔ اس کے بعد اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا، اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں گرا دیا جائے گا اور (تیسرا) وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے وافر مال دیا، اس کو ہر قسم کے مال و دولت سے نوازا گیا۔ اسے پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنے انعامات یاد کرائے گا۔ وہ ان کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ

(۱) [بخاری (۲٤٤۹) كتاب المظالم : باب من كانت له مظلمة عن الرجل فليتحللها له]

(۲) [مسلم (۲٥٨۱) كتاب البر والصلة والآداب : باب تحريم الظلم]

دریافت کرے گا، تم نے انعامات کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا؟ وہ جواب دے گا، میں نے ایسا کوئی راستہ نہیں چھوڑا جسے تو پسند کرتا تھا کہ اس میں مال خرچ کیا جائے، میں نے اس میں تیری رضا جوئی کے لیے مال خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے محض اس لیے مال خرچ کیا تا کہ تجھے سخی کہا جائے۔ چنانچہ تجھے کہا گیا۔ اس کے بعد اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا کہ اسے اوندھے منہ گھسیٹ کر دوزخ میں گرا دیا جائے۔'' (۱)

بعض لوگوں کو کلمہ شہادتین ہی بخشوا دے گا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ اللّٰهَ يَسْتَخْلِصُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِيْ عَلَى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ... ﴾ ''بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے میری اُمت میں سے ایک شخص کا انتخاب فرمائیں گے، اس کے سامنے اس کے اعمال کے ننانوے (99) رجسٹر کھولے جائیں گے۔ ہر رجسٹر کا طول وعرض انسان کی حدِ نظر کے برابر ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تجھے ان (تحریر کردہ باتوں میں سے) کسی ایک بات پر اعتراض ہے؟ (کہ تو نے وہ فعل نہ کیا ہو) کیا میرے کراما کاتبین فرشتوں نے تجھ پر ظلم تو نہیں کیا؟ وہ جواب دے گا نہیں اے پروردگار! اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا تجھے کوئی عذر تھا؟ وہ جواب دے گا 'نہیں اے پروردگار! پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا 'ہاں ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے اور آج کے دن تجھ پر ظلم نہ ہوگا چنانچہ ایک چھوٹا سا کاغذ کا پرزہ نکالا جائے گا اس میں لکھا ہوگا کہ [اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ] ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو اعمال کے وزن کے وقت موجود رہنا۔ وہ کہے گا، اے میرے پروردگار ان بہت سے رجسٹروں کے مقابلے میں اس ایک پرزے کی کیا حیثیت ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، بلاشبہ تجھ پر ظلم نہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمام رجسٹروں کو ایک پلڑے میں اور کاغذ کے پرزے کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا تو رجسٹروں کا وزن تھوڑا ہوگا اور کاغذ کا پرزہ ان پر بھاری پڑ جائے گا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے زیادہ کوئی شے وزن والی نہیں ہوگی۔'' (۲)

بعض لوگوں کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ يُدْنِي اللّٰهُ الْعَبْدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

---

(۱) [مسلم (۱۹۰۵) کتاب الامارۃ : باب من قاتل للرياء والسمعة استحق النار]

(۲) [صحیح : هداية الرواة (۵/۴/۱۴) السلسلة الصحيحة (۱۳۵) ترمذی (۲۶۳۹) کتاب الإيمان : باب فيمن يموت وهو يشهد أن لا إله إلا الله ' حاکم (۶۸) ابن ماجة (۴۳۰۰) امام حاکمؒ اور امام ذہبیؒ نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔]

فَیُقَرِّرُہُ بِذُنُوبِہِ کُلِّھَا ... ﴾ ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندے کو اپنے قریب کرے گا، اس سے تمام گناہوں کا اقرار کروائے گا حتیٰ کہ بندہ جب یہ دیکھے گا کہ بس وہ تو ہلاک ہو گیا تو اللہ فرمائے گا کہ دنیا میں میں نے تیرے گناہوں پر پردہ ڈالے رکھا اور آج تیرے وہ تمام گناہ معاف کرتا ہوں، پھر نیکیوں کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں پکڑا دیا جائے گا۔ جہاں تک کافروں اور منافقوں کا تعلق ہے تو گواہی دینے والے ان کے بارے میں کہیں گے ''یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھوٹ بولا، خبردار! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔''(۱)

بعض لوگوں کے گناہوں کو نیکیاں بنا دیا جائے گا

قرآن کریم میں ایک مقام پر ارشاد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ لوگوں کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں تو بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ﴿ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ ﴾ [الفرقان : ۷۰] ''ان کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیتے ہیں۔''

اس کمال شفقت ورحمت کا اظہار اللہ تعالیٰ روزِ قیامت بھی فرمائیں گے۔ چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اِنِّی لَاَعْرِفُ آخِرَ اَھْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنَ النَّارِ ... ﴾ ''میں اس شخص کو جانتا ہوں جو دوزخ سے سب سے آخر میں نکلے گا اور جنت میں سب سے آخر میں داخل ہوگا، ایک شخص کو لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کے بڑے گناہوں سے چشم پوشی کرو اور چھوٹے گناہوں کے بارے میں اس سے پوچھو۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے فلاں دن فلاں فلاں گناہ کیے تھے اور فلاں دن فلاں فلاں گناہ کیے تھے، وہ کہے گا، ہاں اور وہ اپنے کسی گناہ کا انکار نہ کر سکے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ تجھے ہر گناہ کے عوض ایک نیکی دی جا رہی ہے تو وہ عرض کرے گا کہ اے میرے رب! میں نے تو ایسے بھی بہت سے گناہ کیے تھے جنہیں میں یہاں نہیں دیکھ رہا (اس کی مراد کبیرہ گناہوں سے ہوگی جن سے چشم پوشی کی گئی ہوگی اور انہیں نیکیوں میں تبدیل نہیں کیا گیا ہوگا)۔ یہ فرمانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ہنسے کہ آپ کی داڑھیں نمایاں ہوگئیں۔''(۲)

بعض لوگوں سے حساب ہی نہیں لیا جائے گا

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِی سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَیْرِ حِسَابٍ ، ھُمُ الَّذِیْنَ لَا یَتَطَیَّرُوْنَ وَلَا یَکْتَوُوْنَ وَلَا یَسْتَرْقُوْنَ ﴾ ''امتِ محمدیہ کے ستر (۷۰) ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں

---

(۱) [بخاری (۲۴۴۱)، (۴۶۸۵) کتاب المظالم : باب قول اللہ تعالیٰ "الا لعنۃ اللہ علی الظالمین"، مسلم (۲۷۶۸) ابن ماجہ (۱۸۳) مسند احمد (۷۴/۲)]

(۲) [مسلم (۱۹۰) کتاب الایمان : باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا، مسند احمد (۱۷۰/۵)]

جائیں گے اور وہ ایسے لوگ ہوں گے جو نہ بدشگونی پکڑتے ہوں گے، نہ داغ لگواتے ہوں گے اور نہ ہی دم کراتے ہوں گے بلکہ اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہوں گے۔"(۱) اہل علم کا کہنا ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اسباب کو بالکل ہی ترک کر دینا چاہیے اور علاج معالجہ توکل کے منافی ہے بلکہ یہاں صرف یہ مراد ہے کہ وہ نیک لوگ اسباب کی سخت ضرورت کے باوجود بھی بدشگونی، داغ یا ہر وقت دم طلب کرنے کی جستجو میں نہیں رہتے بلکہ غیر شرعی اُمور کو اپنانے کی بجائے اللہ تعالیٰ پر توکل کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔ اور اگر علاج معالجہ توکل کے منافی ہوتا تو نبی ﷺ خود دواء لینے کی ہرگز ترغیب نہ دلاتے۔(۲)

علاوہ ازیں ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ساری زندگی جہاد فی سبیل اللہ میں وقت بسر کرنے والے اور پھر اسی راہ میں وفات پانے والے بھی بغیر حساب کے ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ چنانچہ اس روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ "کیا تو جانتا ہے کہ میری اُمت کا کونسا گروہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا؟" انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا' اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والے قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آئیں گے اور اس کو کھٹکھٹائیں گے تو جنت کا دربان ان سے پوچھے گا کیا تمہارا حساب و کتاب ہو چکا ہے؟ وہ جواب دیں گے ﴿ بِأَيِّ شَيْءٍ نُحَاسَبُ؟ وَإِنَّمَا كَانَتْ أَسْيَافُنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَتَّى مُتْنَا عَلَى ذَالِكَ ﴾ "ہمارا حساب کس چیز کا؟ ہمارا حال تو یہ تھا کہ تلواریں مسلسل اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) ہمارے شانوں پر رہیں حتی کہ ہمیں موت آ گئی۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا "ان کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور وہ لوگوں کے جنت میں داخل ہونے سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہو کر اس میں آرام کریں گے۔"(۳)

نیکیوں میں اضافہ کر دیا جائے گا جبکہ گناہوں میں نہیں

(1) ﴿ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾ [الانعام : ١٦٠] "جو شخص (وہاں) ایک نیکی لے کر آئے گا تو اس کے لیے دس گنا (ثواب) ہوگا اور جو شخص ایک برائی لے کر آئے گا تو اسے بس اس کے برابر ہی سزا دی جائے گی اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔"

---

(١) [بخاری (٥٧٥٢) کتاب الطب : باب من لم یرق ، مسلم (٢٢٠) کتاب الایمان]

(٢) [صحیح : الصحیحة (٤٣٣) صحیح ترمذی ، ترمذی (٢٠٣٨) ابن ماجه (٣٦٣٦)]

(٣) [صحیح : السلسلة الصحیحة (٨٥٣) صحیح الجامع الصغیر (٩٦) مسند ابو عوانة (٤٩٧/٤) کنز العمال (٣٧٩٢٢) شعب الایمان للبیهقی (٤٢٦٠) مستدرك حاکم (٢٣٨٩)] امام حاکمؒ نے اسے شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔]

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ﴿ اِنَّ رَبَّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى رَحِيْمٌ ، مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً ... ﴾ ''بے شک تمہارا رب تبارک وتعالیٰ رحم فرمانے والا ہے جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اسے عملی جامہ نہ پہنا سکے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر وہ اسے عملی جامہ پہنا دے تو اس کے لیے دس سے سات سو گناہ بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور جو شخص کسی برائی کا ارادہ کرے، پھر اسے عملی جامہ نہ پہنائے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر اسے عملی جامہ پہنا دے تو اس کے لیے ایک ہی برائی لکھ دی جاتی ہے یا اللہ تعالیٰ اسے بھی معاف فرما دیتا ہے۔''(۱)

(3) ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ مَنْ عَمِلَ حَسَنَةً فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَ اَزِيْدُ وَ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَجَزَاؤُهَا مِثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ ﴾ ''جو شخص نیک عمل کرے تو اسے دس گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے اور جو شخص کوئی برا عمل کرے تو اسے اس کے برابر ہی گناہ ہوتا ہے یا میں اسے معاف کر دیتا ہوں۔''(۲)

روزِ قیامت مختلف اشیاء کی گواہیاں

❁ انبیاء کی گواہی کہ انہوں نے پیغامِ الٰہی مکمل طور پر پہنچا دیا تھا:

(1) ﴿ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴾ [النساء : ٤١] ''پس کیا حال ہوگا جس وقت کہ ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے۔''

معلوم ہوا کہ ہر امت میں سے اس کا پیغمبر اللہ کی بارگاہ میں گواہی دے گا کہ یا اللہ! ہم نے تو تیرا پیغام اپنی قوم کو پہنچا دیا تھا، اب انہوں نے نہیں مانا تو ہمارا کیا قصور؟ پھر ان سب پر نبی کریم ﷺ گواہی دیں گے کہ یا اللہ! یہ سچے ہیں۔ آپ ﷺ یہ گواہی اُس قرآن کی وجہ سے دیں گے جو آپ پر نازل ہوا اور جس میں گزشتہ انبیاء اور ان کی قوموں کی سرگزشت بھی حسبِ ضرورت بیان کی گئی ہے۔ یہ ایک سخت مقام ہوگا، اس کا تصور ہی لرزہ براندام کر دینے والا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآن سننے کی خواہش کا اظہار کیا، وہ سناتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا، بس اب کافی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔(۳)

(2) ﴿ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ ﴾

(۱) [بخاری (٦٤٩١) كتاب الرقاق : باب من هم بحسنة او بسيئة ، مسلم (١٣١) مسند احمد (٢٧٩/١)]

(۲) [مسلم (٢٦٨٧) كتاب الذكر والدعاء : باب فضل الذكر والدعاء ... ، مسند احمد (١٥٣/٤)]

(۳) [بخاری (٥٠٥٠) كتاب فضائل القرآن : باب قول المقرى للقارى : حسبك] ، [تفسير احسن البيان (ص : ٢٢٣)]

[النحل : ۸۹] ”اور جس دن ہم ہر امت میں انہی میں سے ان کے مقابلے پر گواہ کھڑا کریں گے اور تجھے ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔“

❁ امت محمدیہ گواہی دے گی:

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ [البقرۃ : ۱۴۳] ”(اور جیسے تمہیں ہدایت دی) اسی طرح ہم نے تمہیں افضل امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہوں۔“

(2) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿يَجِيءُ النَّبِيُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ مَعَهُ الرَّجُلُ ...﴾ ”قیامت کے دن ایک نبی آئے گا اور اس کے ساتھ صرف ایک آدمی ہوگا اور کسی کے ساتھ دو یا دو سے زیادہ آدمی ہوں گے، پھر اس کی قوم کو بلایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کیا اس نبی نے تم تک (دین) پہنچایا تھا؟ وہ کہیں گے نہیں۔ پھر اس نبی سے کہا جائے گا: کیا آپ نے اپنی قوم کو (دین) پہنچا دیا تھا؟ وہ فرمائیں گے، ہاں۔ ان سے پوچھا جائے گا کہ آپ کا گواہ کون ہے؟ وہ جواب دیں گے کہ میرے گواہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت ہیں۔ پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا، کیا انہوں نے اپنی قوم کو (دین) پہنچا دیا تھا؟ تو وہ جواب دیں گے، ہاں پہنچا دیا تھا۔ تو ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں اس بات کا کیسے علم ہوا؟ وہ جواب دیں گے کہ ہمارے پاس جب ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے ہمیں یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبروں نے (اللہ کے دین کو) پہنچا دیا تھا۔“ (۱)

❁ انسانی اعضاء گواہی دیں گے:

ہر انسان دنیا میں جو کچھ کرتا رہا کسی اور کو بتانے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی بلکہ انسان کے اپنے اعضاء ہی بول بول کر بتائیں گے کہ یہ شخص ہم سے یہ اور یہ کام کراتا رہا۔ چند دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾

[یٰس : ۶۵] ”آج کے دن (یعنی روز قیامت) ہم ان کے مونہوں پر مہریں لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہیاں دیں گے، اُن کاموں کی جو وہ کرتے تھے۔“

(2) ﴿يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ يَوْمَئِذٍ

---

(۱) [صحیح : السلسلة الصحيحة (۲۴۴۸) مسند احمد (۳/۵۸) شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے۔[الموسوعة الحديثية (۱۱۰۵۸)]

﴿يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ﴿٢٥﴾﴾ [النور: ٢٤-٢٥] ''جس دن ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ اس دن اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا بدلہ حق وانصاف کے ساتھ دے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے (اور وہی) ظاہر کرنے والا ہے۔''

(3) ﴿وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿١٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٠﴾ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٢٣﴾﴾ [حم السجدة: ١٩-٢٣] ''اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف لائے جائیں گے اور ان (سب) کو جمع کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب بالکل جہنم کے پاس آ جائیں گے ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے اعمال کی گواہی دیں گی۔ یہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ جواب دیں گی کہ ہمیں اُس اللہ نے قوتِ گویائی عطا فرمائی ہے جس نے ہر چیز کو بولنے کی طاقت بخشی ہے، اسی نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔ اور تم (اپنی بداعمالیاں) اس وجہ سے پوشیدہ رکھتے ہی نہ تھے کہ تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں گواہی دیں گی، ہاں تم یہ سمجھتے رہے کہ تم جو کچھ بھی کر رہے ہو اس میں سے بہت سے اعمال سے اللہ بے خبر ہے۔'' تمہاری اسی بدگمانی نے 'جو تم نے اپنے رب سے کر رکھی تھی' تمہیں ہلاک کر دیا اور بالآخر تم خسارہ پانے والوں میں سے ہو گئے۔''

(4) حضرت یسیرہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولَاتٌ وَمُسْتَنْطَقَاتٌ ﴾ ''(انگلیوں کے) پوروں پر گنتی کرو کیونکہ (روزِ قیامت) ان سے سوال ہو گا اور انہیں بلوایا جائے گا۔''(۱)

(5) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ إِنَّ أَوَّلَ عَظْمٍ مِّنَ الْإِنْسَانِ يَتَكَلَّمُ يَوْمَ يُخْتَمُ عَلَى الْأَفْوَاهِ فَخِذُهُ ﴾ ''جس روز مونہوں پر مہر لگا دی جائے گی اس روز سب سے پہلا کلام کرنے والا انسانی عضو اس کی ران ہو گی۔''(۲)

---

(۱) [حسن: هداية الرواة (٢٢٥٦) ترمذى (٣٥٨٣) كتاب الدعوات: باب فى فضل التسبيح والتهليل والتقديس' ابو داود (١٥٠١) كتاب الصلاة: باب التسبيح بالحصى]

(۲) [حسن لغيره: مسند احمد (١٥١/٤) شیخ شعیب ارناؤوط نے اسے حسن لغیرہ کہا ہے۔[الموسوعة الحديثية (١٧٣٧٤)] مزید دیکھئے: السلسلة الصحيحة (٢٧١٣)]

(6) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَضَحِكَ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا أَضْحَكُ ؟ ... ﴾ ''ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے آپ مسکرائے۔ آپ نے دریافت کیا' تم جانتے ہو کہ میں کس لیے مسکرایا ہوں؟ ہم نے جواب دیا اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے بتایا (مسکرانے کا سبب یہ ہے) کہ جب بندہ اپنے رب سے مخاطب ہو کر کہے گا، اے پروردگار! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی؟ اللہ تعالیٰ جواب دیں گے' درست ہے۔ وہ شخص کہے گا کہ میں اپنے آپ پر گواہ اپنے سے ہی تسلیم کروں گا۔ اللہ فرمائے گا کہ تو خود ہی اپنے آپ پر اور کراما کاتبین فرشتے تجھ پر گواہ ہیں۔ اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء کو حکم دیا جائے گا کہ تم کلام کرو۔ چنانچہ (اس کے اعضاء) اس کے اعمال کے بارے میں خبر دیں گے بعد ازاں اس کے منہ پر سے مہر اٹھالی جائے گی۔ وہ کلام کرے گا اور (اپنے اعضاء سے) کہے گا کہ تمہارے لیے تباہی اور بربادی ہو میں تمہاری جانب سے مدافعت کرتا رہا۔''(۱)

❁ مؤذن کی اذان سننے والے شجر و حجر اور جن و انس گواہی دیں گے:

فرمانِ نبوی ہے کہ ''مؤذن کی آواز جن، انسان اور جو چیز بھی سنتی ہے وہ قیامت کے روز اس مؤذن کے حق میں گواہی دے گی۔''(۲) ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''جن، انسان، درخت اور پتھر جو بھی مؤذن کی اذان سنتا ہے وہ (روزِ قیامت) گواہی دے گا۔''(۳)

❁ فرشتے گواہی دیں گے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ﴾ [ق : ۲۱] ''ہر نفس آئے گا، اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہی دینے والا ہوگا۔'' یعنی ایک فرشتہ اسے محشر کی طرف لے جائے گا اور دوسرا فرشتہ اس کے اعمال کے بارے میں گواہی دے گا۔ آیت کریمہ کا بظاہر یہی مفہوم معلوم ہو رہا ہے اور ابن جریر طبری نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔(۴)

❁ زمین گواہی دے گی:

---

(۱) [مسلم (۲۹۶۹) كتاب الزهد : باب الدنيا سجن المؤمن وجنة الكافر]

(۲) [بخاری (۶۰۹) كتاب الأذان : باب رفع الصوت بالنداء]

(۳) [صحيح : صحيح ابن ماجه (۵۹۱) ابن ماجه (۷۲۳) كتاب الاذان والسنة فيها : باب فضل الاذان وثواب المؤذنين ـ صحيح كنوز السنة النبوية (ص : ۲۰۹)]

(۴) [تفسير ابن كثير (۵٦۵/۵) تفسير ابن جرير الطبري (۲٦/۲۰۷)]

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ① وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ② وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا ③ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ④ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ⑤ ﴾ [الزلزال : ۱ ۔ ۵] ''جب زمین پوری طرح جھنجھوڑ دی جائے گی۔ اور اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی۔ انسان کہنے لگے گا کہ اسے کیا ہو گیا۔ اس دن زمین اپنی سب خبریں بیان کر دے گی۔ اس لیے کہ تیرے رب نے اسے حکم دیا ہوگا (یعنی جس طرح انسانی اعضاء کو اللہ تعالیٰ قوتِ گویائی عطا فرمائے گا اسی طرح زمین کو بھی عطا فرما دے گا اور پھر وہ اللہ کے حکم سے بولنے لگے گی اور اپنے اوپر کیے جانے والے تمام کاموں کی خبر دے گی)۔''

ہر شخص کو حساب دینا ہوگا

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ ﴾ [الحجر : ۹۲ ۔ ۹۳] ''قسم ہے تیرے پروردگار کی! ہم ان سے ضرور باز پرس کریں گے۔ ہر اس کام کی جو وہ کرتے تھے۔''

علی بن ابوطلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ان آیات کی تلاوت کی، پھر اس آیت کریمہ کو پڑھا ﴿ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْأَلُ عَن ذَنبِهِ إِنسٌ وَلَا جَانٌّ ○ ﴾ [الرحمن : ۳۹] ''اس روز نہ تو کسی انسان سے اس کے گناہوں کے بارے میں پرسش کی جائے گی اور نہ کسی جن سے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ یہ سوال نہیں کرے گا، کیا تم نے یہ عمل کیا تھا؟ کیونکہ اپنے بندوں کے اعمال کو وہ ان سے بھی زیادہ جانتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ یہ سوال کرے گا کہ تم نے یہ یہ کام کیوں کیے تھے۔ (۱)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ﴿ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ... ﴾ ''تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ انسان اپنے گھر کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے، اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔'' (۲)

ہر شخص سے اللہ تعالیٰ خود حساب لیں گے

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا وَسَيُكَلِّمُهُ

(۱) [تفسير ابن جرير الطبري (۱٤/۹۰) تفسير ابن كثير (۳/۵۲٦)]

(۲) [بخاری (۸۹۳) كتاب الجمعة : باب الجمعة في القرى والمدن ' مسلم (۱۸۲۹)]

اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَیْسَ بَیْنَ اللّٰہِ وَبَیْنَهُ تَرْجُمَانٌ ... ﴾ ''تم میں ہر ہر فرد سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس طرح کلام کرے گا کہ اللہ اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ پھر وہ دیکھے گا تو اس کے آگے کوئی چیز نظر نہیں آئے گی۔ پھر وہ اپنے سامنے دیکھے گا اور اس کے سامنے آگ ہوگی۔ پس تم میں سے جو شخص بھی چاہے کہ وہ آگ سے بچے تو وہ راہِ خدا میں خیرات کرتا رہے خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے سے ہی ممکن ہو۔''(1)

سب سے پہلے امتِ محمدیہ کا حساب ہوگا

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ فَنَحْنُ الْآخِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ ، نَحْنُ آخِرُ الْاُمَمِ وَ اَوَّلُ مَنْ یُّحَاسَبُ ﴾ ''ہم آخری اور پہلے ہیں یعنی ہم آخری امت ہیں جبکہ ہم سے حساب سب سے پہلے لیا جائے گا۔''(2)

فقراء کو بھی جلد حساب لے کر اغنیاء سے پہلے جنت میں داخل کر دیا جائے گا

(1) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ اِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِیْنَ یَسْبِقُوْنَ الْاَغْنِیَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَی الْجَنَّةِ بِاَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا ﴾ ''روزِ قیامت فقیر مہاجرین مالداروں سے چالیس خزاں (سال) پہلے جنت میں چلے جائیں گے۔''(3)

(2) ایک دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ یَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِیَاءِ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ ﴾ ''فقیر لوگ مالداروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔''(4)

پہلی روایت میں چالیس سال جبکہ دوسری روایت میں پانچ سو سال کا ذکر ہے۔ اہل علم نے ان میں یوں تطبیق دی ہے کہ فقراء بھی قوتِ ایمانی میں مالداروں کی طرح مختلف ہوں گے لہٰذا اگر یوں حساب لگایا جائے کہ پہلے جنت میں داخل ہونے والے فقیر اور آخری جنت میں داخل ہونے والے مالدار کے درمیان کتنا فاصلہ ہے تو پھر یہ فاصلہ پانچ سو سال پر محیط ہوگا اور اگر یوں حساب لگایا جائے کہ آخری فقیر اور پہلے مالدار کے جنت میں داخلے کے درمیان کتنا فاصلہ ہے تو پھر یہ فاصلہ چالیس سال کا ہوگا۔ (واللہ اعلم)(5)

---

(١) [بخاری (٦٥٣٩) کتاب الرقاق : باب فی نوقش الحساب عذب]

(٢) [صحیح : السلسلة الصحیحة (٢٣٧٤) مسند احمد (٢٨١/١) ابن ماجه (٤٢٩٠) کتاب الزهد : باب صفة امة محمد ، شیخ شعیب ارناؤوط نے اس روایت کو حسن لغیرہ کہا ہے۔[الموسوعة الحدیثیة (٢٥٤٦)]]

(٣) [مسلم (٢٩٧٩) کتاب الزهد والرقائق]

(٤) [حسن صحیح : صحیح الترغیب (٣١٨٩) ترمذی (٢٣٥٣) کتاب الزهد : باب ما جاء ان فقراء المهاجرین یدخلون الجنة قبل اغنیائهم ، مسند احمد (٤٥١/٢) مسند بزار (٧٩٣١) شیخ شعیب ارناؤوط نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔[الموسوعة الحدیثیة (٩٨٢٣)]]

(٥) [التذکرة للقرطبی (ص : ٤٧٠) النهایة لابن کثیر (٣٤٥/٢)]

کس کس چیز کا حساب لیا جائے گا؟

کفر و شرک:

(1) ﴿وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ﴾ [القصص : ٦٢]
''اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں پکار کر فرمائے گا کہ تم جنہیں اپنے گمان میں میرا شریک ٹھہراتے رہے تھے کہاں ہیں۔''

(2) ﴿وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ۝ مِن دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنصُرُونَكُمْ أَوْ يَنتَصِرُونَ﴾ [الشعراء : ٩٢۔٩٣] ''ان سے پوچھا جائے گا کہ جن کی تم پوجا کرتے تھے وہ کہاں ہیں؟ جو اللہ کے سوا تھے، کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا کوئی بدلہ لے سکتے ہیں۔''

دنیا میں کیے ہوئے اعمال:

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''قسم ہے تیرے پروردگار کی! ہم ان سے ضرور باز پرس کریں گے۔ ہر اس کام کی جو وہ کرتے تھے۔'' [الحجر : ٩٢۔ ٩٣]

(2) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿لَا تَزُولُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ ...﴾ ''روز قیامت جب تک انسان سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال نہیں کر لیا جائے گا اس کے قدم ہل نہیں سکیں گے (وہ پانچ چیزیں یہ ہیں:) اس کی عمر کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اس نے اپنی عمر کہاں گزاری؟ اس کی جوانی کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ اس نے اسے کہاں صرف کیا؟ اس کے مال کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اس نے اسے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اور یہ پوچھا جائے گا کہ اس نے جو علم حاصل کیا تھا اس پر کتنا عمل کیا؟۔''[1]

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں :

انسان دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ جن نعمتوں (مال و دولت، خوشحالی، امن و اطمینان، صحت و سلامتی وغیرہ) سے لطف اندوز ہوتا رہا ان کے متعلق بھی سوال ہوگا کہ کیا انسان ان نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کرتا رہا یا اس نے ناشکری کا ہی رویہ اختیار کیے رکھا۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ﴿ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ [التکاثر : ٨]
''پھر تم سے (روزِ قیامت) ضرور نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو صحابہ کسی کے ہاں تشریف لے گئے اور پھر

---

(١) [صحیح : السلسلة الصحيحة (٩٤٦) صحيح الجامع (٧٢٩٩) ترمذی (٢٤١٦) ابواب صفة القيامة : باب في القيامة ، مسند ابو يعلى (٥٢٧١) طبرانی (٩٧٧٢)]

وہاں انہیں کچھ کھانے کی اشیا مل گئیں (جبکہ وہ پہلے بھوکے تھے) تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ﴿ لَتُسْأَلُنَّ عَنْ هٰذَا ... ﴾ ''ان نعمتوں کے بارے میں قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا، بھوک کی شدت نے تمہیں گھروں سے نکالا تھا مگر اب ان نعمتوں سے شادکام ہو کر اپنے گھروں کو واپس جا رہے ہو۔''(۱)

❁ کان، آنکھ اور دل:

﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴿٣٦﴾ ﴾ [الاسراء : ٣٦] ''اور جس بات کا آپ کو علم ہی نہیں اس کے پیچھے نہ لگیں، بیشک کان، آنکھ اور دل، ان میں سے ہر ایک کی بابت سوال کیا جائے گا۔''

❁ معاهدات و مواثیق:

﴿ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ﴾ [الاسراء : ٣٤] ''اور عہد کو پورا کرو، عہد کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔'' اہل علم کا کہنا ہے کہ عہد سے وہ میثاق بھی مراد ہے جو اللہ اور اس کے بندے کے درمیان ہے اور وہ بھی جو انسان آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔ دونوں قسم کے عہدوں کو پورا کرنا ضروری ہے اور نقضِ عہد کی صورت میں باز پرس ہوگی۔

حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا؟

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ فَإِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ لَهُ سَائِرُ عَمَلِهِ وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهِ ﴾ ''قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر نماز درست ہوئی تو اس کے باقی سارے اعمال بھی درست ہو جائیں گے اور اگر نماز ہی خراب ہوئی تو باقی سارے اعمال بھی خراب ہو جائیں گے۔''(۲)

حقوق العباد میں سب سے پہلے قتل وخون کا فیصلہ کیا جائے گا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ ﴾ ''قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے خونوں ہی کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔''(۳)

حساب کے لیے ہر لمحہ تیار رہنا چاہیے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ﴾

---

(۱) [مسلم (۲۰۳۸) كتاب الأشربة : باب جواز استتباعه وغيره ، تفسير ابن جرير الطبرى (۳۰/۳٦٦)]

(۲) [صحيح : السلسلة الصحيحة (۱۳۵۸) نسائى (٤٦٥) ترمذى (٤١٣)]

(۳) [بخارى (٦٨٦٤) كتاب الديات : باب قول الله " ومن يقتل مومنا متعمدا " ، مسلم (۱٦٧٨)]

[الحشر : ۱۸] ’’اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور (ہر) شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے (یعنی قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جائے، تم اپنا محاسبہ خود کر لو اور خوب غور کرو کہ تم نے روزِ قیامت اور اپنے رب تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے دن کے لیے اپنی خاطر کون سے اعمالِ صالحہ جمع کیے ہیں)۔‘‘

آسان حساب کی دعا مانگتے رہنا چاہیے

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا هَلَكَ ، فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى " فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا " [الانشقاق : ۸] ... ﴾ ’’جس شخص سے بھی قیامت کے دن حساب لیا گیا پس وہ ہلاک ہوا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ نے خود نہیں فرمایا کہ ’’پس جس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو عنقریب اس سے ایک آسان حساب لیا جائے گا۔‘‘ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو صرف پیشی ہوگی۔ (اللہ تعالیٰ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ) قیامت کے دن جس کے بھی حساب میں کھود کرید کی گئی (یعنی یہ پوچھا گیا کہ تم نے فلاں فلاں کام کیوں کیا تھا؟ تو) اس کو عذاب یقینی ہوگا۔‘‘ (۱)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے ﴿ اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيرًا ﴾ ’’اے اللہ! میرا حساب آسان فرما۔‘‘ (۲)

میزان اور نامہ اعمال

حساب کتاب کے بعد میزان (ترازو) میں ہر ایک کے اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ پھر جس کی نیکیوں کا وزن زیادہ ہوگا اسے دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دے دیا جائے گا اور اس کا ٹھکانہ جنت ہوگا۔ اور جس کی برائیوں کا وزن زیادہ ہوگا اس کا نامۂ اعمال اسے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ اعمال کا وزن لوگوں پر حجت قائم کرنے کے لیے کیا جائے گا کہ آج جسے جو بھی بدلہ ملے گا وہ پورے عدل وانصاف پر مبنی ہوگا اور اسی کا نتیجہ ہوگا جو اس نے دنیا میں کیا ہے۔

میزان میں اعمال تولے جانے کا ثبوت قرآن کریم سے

(1) ﴿ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ﴾ [الانبیاء : ۴۷]

---

(۱) [بخاری (۶۵۳۷) کتاب الرقاق : باب من نوقش الحساب عذب]

(۲) [جید : ھدایۃ الرواۃ (۱۷۵/۵) احمد (۴۸/۶) مستدرک حاکم (۲۵۵۔۵۷/۱) ، (۱۷۹۔۲۴۱/۴) امام

''قیامت کے دن ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو کو درمیان میں لا کر رکھ دیں گے، پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا (یعنی قیامت کے دن ہم میزانِ عدل قائم کریں گے، یہاں اگرچہ ''موازین'' جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے لیکن اکثر ائمہ کا قول ہے کہ میزان ایک ہی ہوگا)۔''

(2) ﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ⑧ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ⑨﴾ [الاعراف : ۸-۹]

''قیامت کے روز اعمال کا وزن کیا جانا برحق ہے، جن کے اعمال کا پلڑا بھاری ہوگا وہی فلاں پائیں گے اور جن کے اعمال کا پلڑا ہلکا ہوگا وہی لوگ خسارہ پانے والے ہوں گے، یہ اس لیے ہوگا کہ وہ ہماری آیات کے ساتھ (جھٹلانے کا) ظلم کرتے تھے۔''

(3) ﴿فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ⑥ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ⑦ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ⑧ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ⑨ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ ⑩ نَارٌ حَامِيَةٌ ⑪﴾ [القارعة : ٦-١١] ''اور جس کے پلڑے بھاری ہوں گے۔ وہ تو دل پسند آرام کی زندگی میں ہوگا۔ اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔ اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے۔ تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے۔ وہ تند و تیز آگ (ہے)۔''

میزان میں اعمال تولے جانے کا ثبوت احادیث سے

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں، اور میزان میں بھاری ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کو بہت ہی محبوب ہیں (اور وہ یہ ہیں): سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ ۔''[1]

(2) فرمانِ نبوی ہے کہ ''طہارت نصف ایمان ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ میزان کو (نیکیوں سے) بھر دیتا ہے۔''[2]

(3) روزِ قیامت میزان قائم کیا جائے گا اس کی دلیل وہ روایت بھی ہے جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک آدمی کے گناہوں کے رجسٹر میزان کے ایک پلڑے میں جبکہ کلمہ شہادتین والی پرچی دوسرے پلڑے میں رکھ دیں گے اور اللہ کے حکم سے کلمہ شہادتین والی پرچی تمام رجسٹروں کے مقابلے میں بھاری ہو جائے گی۔[3]

(4) لوگ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی باریک پنڈلیوں کو دیکھ کر ہنستے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس ذات کی قسم

---

(۱) [بخاری (٦٦٨٢) کتاب الایمان والنذور : باب اذا قال : واللہ لا اتکلم الیوم ، مسلم (٢٦٩٤)]

(۲) [مسلم (٢٢٣) کتاب الطهارة : باب فضل الوضوء]

(۳) [**صحیح** : هداية الرواة (٥/٧١٤) الصحيحة (١٣٥) ترمذی (٢٦٣٩) ابن ماجة (٤٣٠٠)]

جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ تو میزان میں اُحد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہوں گی۔''(۱)

(5) فرمانِ نبوی ہے کہ ''بلاشبہ قیامت کے دن ایک موٹا تازہ آدمی آئے گا مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا وزن مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگا۔''(۲)

(6) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ''میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں۔''(۳)

(7) فرمانِ نبوی ہے کہ ''جس نے اللہ کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے گھوڑا رکھا تو اس گھوڑے کا کھانا پینا اور لید اور پیشاب (سب) قیامت کے دن اس (مجاہد) کے میزان میں نیکیوں کی صورت میں تولے جائیں گے۔''(٤)

درج بالا تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ روزِ قیامت میزان قائم کیا جائے گا اور اس میزان میں پورے عدل وانصاف کے ساتھ لوگوں کے اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ اگرچہ اعمال کا کوئی ظاہری وجود نہیں ہوتا کہ جسے تولا جائے لیکن اللہ تعالیٰ تولنے کے لیے اعمال کو اجسام عطا فرما دیں گے جنہیں تولا جائے گا۔ نیز اعمال کے تولے جانے کا صرف اس بنیاد پر انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اعمال کا کوئی حسی وجود نہیں کیونکہ آج سائنسی ایجادات نے اسے بھی ممکن بنا دیا ہے۔ تو جب انسان ایسی اشیاء کا وزن کر سکتا ہے تو اللہ رب العزت بالاولیٰ ایسا کرنے پر قادر ہے۔

علاوہ ازیں یہ بھی یاد رہے کہ سلف صالحین اور ائمہ اہل السنہ کے نزدیک میزان سے مراد حقیقی میزان (ترازو) ہے جس میں بندوں کے اعمال تولے جائیں گے۔ امام احمد بن حنبل، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، حافظ ابن حجر اور امام قرطبی رحمہم اللہ نے دلائل سے اسی رائے کو ثابت کیا ہے۔(٥)

میزان میں اعمال تولنے کے بعد ہر ایک کو اس کا نامۂ اعمال دے دیا جائے گا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَـٰبَهُۥ بِيَمِينِهِۦ فَيَقُولُ هَآؤُمُ ٱقْرَءُوا۟ كِتَـٰبِيَهْ ۝١٩ إِنِّي ظَنَنتُ أَنِّي مُلَـٰقٍ

(۱) [صحیح: السلسلة الصحيحة (۳۱۹۲) مسند احمد (۱/۴۲۰) شیخ شعیب ارناؤوط نے اسے صحیح لغیرہ کہا ہے۔ [الموسوعة الحديثية (۳۹۹۱)]

(۲) [بخاری (٤٧٢٩) كتاب التفسير: باب "أولئك الذين كفروا بآيات ربهم ..."]

(۳) [صحیح: صحیح ابو داود، ابو داود (٤٧٩٩) كتاب الأدب: باب في حسن الخلق، بخاری في الأدب المفرد (۲۷۱) ترمذی (۲۰۰۲) احمد (٦/٤٤٢) ابن حبان (۱۹۲۰-۱۹۲۱) بزار (۱۹۷۵)]

(٤) [صحیح: صحیح الجامع الصغير (٥٩٦٧) مسند احمد (۲/۳۷٤) مستدرك حاكم (۲/۱۰۱) السنن الكبرى للنسائي (۳/٤١) شیخ شعیب ارناؤوط نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ [الموسوعة الحديثية (۸۸٦٦)]

(٥) [فتح الباری (۱۳/٥٣٨) مجموع الفتاوى لابن تيمية (٤/٣٠٢) التذكرة للقرطبي (ص: ٣١٤)]

حِسَابِيَهْ ﴿٢٠﴾ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٢١﴾ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ... لَّا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ﴿٣٧﴾ [الحاقة : ۱۹ ـ ۳۷] ''سو جسے اس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہنے لگے گا کہ لو میرا نامۂ اعمال پڑھو۔ مجھے تو کامل یقین تھا کہ مجھے اپنا حساب ملنا ہے۔ پس وہ ایک دل پسند زندگی میں ہوگا۔ بلند و بالا جنت میں۔ جس کے میوے جھکے پڑے ہوں گے۔ (ان سے کہا جائے گا) کہ مزے سے کھاؤ، پیو اپنے اُن اعمال کے بدلے جو تم نے گزشتہ زمانے میں کیے۔ لیکن جسے اُس (کے اعمال) کی کتاب اس کے بائیں ہاتھ میں دی جائے گی، وہ تو کہے گا کہ کاش کہ مجھے میری کتاب دی ہی نہ جاتی۔ اور میں جانتا ہی نہ کہ حساب کیا ہے۔ کاش! کہ موت (میرا) کام ہی تمام کر دیتی۔ میرے مال نے بھی مجھے کچھ نفع نہ دیا۔ میرا غلبہ بھی مجھ سے جاتا رہا۔ (حکم ہوگا) اسے پکڑ لو پھر اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر اسے ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر ہاتھ کی ہے جکڑ دو۔ بیشک یہ اللہ عظمت والے پر ایمان نہ رکھتا تھا۔ اور مسکین کے کھلانے پر رغبت نہ دلاتا تھا۔ پس آج اس کا نہ کوئی دوست ہے۔ اور نہ سوائے پیپ کے اس کی کوئی غذا ہے۔ جسے گناہ گاروں کے سوا کوئی نہیں کھائے گا۔''

حوضِ کوثر

روزِ قیامت ہر نبی کو ایک حوض عطا کیا جائے گا جس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوگا اور جو بھی ایک مرتبہ وہ پانی پی لے گا پھر اسے پیاس نہیں لگے گی۔ ہر حوض میں جنت کی نہر 'کوثر' سے پانی آرہا ہوگا، اسی لیے اسے حوضِ کوثر کہا جاتا ہے۔ ہر نبی اپنے ایماندار امتیوں کو اس حوض سے پانی پلائے گا جبکہ کافر، مشرک، مرتد اور بدعتی لوگ اس پانی سے محروم رہیں گے۔ اس حوالے سے چند دلائل حسب ذیل ہیں۔

حوضِ کوثر کے اثبات اور اس کے اوصاف سے متعلقہ چند دلائل

(1) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ﴿١﴾﴾ [الکوثر : ۱] ''(اے نبی!) یقیناً ہم نے آپ کو کوثر عطا کی۔''

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان مسجد میں تشریف فرما تھے کہ آپ پر ہلکی سی اُونگھ طاری ہوگئی، پھر آپ نے مسکراتے ہوئے سر مبارک اٹھایا تو ہم نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا ''مجھ پر ابھی ابھی ایک سورت نازل ہوئی ہے'' اور پھر آپ نے پڑھا ﴿بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ـ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ... الخ﴾ پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا ﴿فَإِنَّهُ نَهْرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ ،

عَلَيْهِ خَيْرٌ كَثِيْرٌ ، وَ هُوَ حَوْضٌ تَرِدُ عَلَيْهِ أُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، آنِيَتُهُ عَدَدُ النُّجُوْمِ ﴾ ''یہ ایک نہر ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے، اس میں خیر کثیر ہے، درحقیقت یہ ایک حوض ہے جس پر میری امت قیامت کے دن آئے گی، اس کے برتنوں کی تعداد آسمان کے ستاروں جتنی ہوگی۔''(١)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اَلْكَوْثَرُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ حَافَتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ وَ الْمَاءُ يَجْرِيْ عَلَى اللُّؤْلُؤِ وَ مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ ﴾ ''کوثر جنت کی ایک ایسی نہر ہے جس کے کنارے سونے سے بنے ہوئے ہیں، اس میں پانی موتیوں پر چلتا ہے جو کہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔''(٢)

(4) ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ ... فِيْهِ طُيُوْرٌ أَعْنَاقُهَا كَأَعْنَاقِ الْجُزُرِ ﴾ ''اس (حوضِ کوثر) میں ایسے پرندے ہوں گے جن کی گردنیں اونٹوں کی طرح ہوں گی۔'' یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ پرندے بہت خوش وخرم ہوں گے؟ آپ نے فرمایا ''عمر! ان کے کھانے والے ان سے بھی زیادہ خوش وخرم ہوں گے۔''(٣)

(5) ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے ایک نہر دیکھی جس کے کناروں پر موتیوں کے خیمے بنے ہوئے تھے، میں نے وہاں ہاتھ مارا جہاں پانی چل رہا تھا تو اس سے کستوری کی نہایت تیز خوشبو آ رہی تھی، میں نے پوچھا، جبرئیل! یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہی کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔''(٤)

(6) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا ﴾ ''جو اس (حوضِ کوثر) سے ایک گھونٹ پانی پی لے گا پھر اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔''(٥)

(7) حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ﴿ حَوْضِيْ مَسِيْرَةُ شَهْرٍ ... ﴾ ''میرا حوض ایک مہینے کی

---

(١) [مسلم (٤٠٠) كتاب الصلاة : باب حجة من قال البسملة آية من اول كل سورة ، ابو داود (٧٨٤) نسائی (٩٠٥) مسند احمد (١٠٢/٣)]

(٢) [إسناده قوی : مسند احمد (٦٧/٢) ترمذی (٣٣٦١) ابن ماجه (٤٣٣٤) شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو قوی کہا ہے۔[الموسوعة الحديثية (٥٣٥٥)]

(٣) [صحيح : السلسلة الصحيحة (٢٥١٤) صحيح الترغيب (٣٧٢٤) ترمذی (٢٥٤٢) كتاب صفة الجنة : باب ما جاء في صفة طير الجنة ، مسند احمد (٢٢٠/٣)]

(٤) [بخاری (٤٩٦٤) كتاب التفسير ، مسند احمد (١٠٣/٣)]

(٥) [صحيح : صحيح الجامع (٢٠٦٠) الصحيحة (١٠٨٢) صحيح ترمذی ، ترمذی (٢٤٤٤)]

مسافت کے برابر ہوگا۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ عمدہ اور اس کے کوزے (برتن) آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ جو شخص اس میں سے ایک مرتبہ پی لے گا وہ پھر کبھی بھی (میدانِ حشر میں) پیاسا نہ ہوگا۔''(۱)

(8) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا وَإِنَّهُمْ يَتَبَاهَوْنَ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ وَارِدَةً وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ وَارِدَةً ﴾ ''(روزِ قیامت) ہر نبی کو ایک حوض عطا کیا جائے گا اور تمام انبیاء اس بات پر آپس میں فخر کریں گے کہ کس کے حوض پر پینے والے زیادہ آتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر سب سے زیادہ پینے والے آئیں گے۔''(۲)

سب سے پہلے حوضِ کوثر کا پانی پینے والے لوگ

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ أَوَّلُ النَّاسِ وُرُودًا عَلَيْهِ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ الشُّعْثُ رُؤُوسًا الدُّنْسُ ثِيَابًا الَّذِينَ لَا يَنْكِحُونَ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَلَا تُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ ﴾ ''فقراء و مہاجرین سب سے پہلے میرے حوض پر آئیں گے، پراگندہ سر، میلے کپڑے، ناز و نعم میں پلنے والی عورتوں سے نکاح کی طاقت نہ رکھنے والے اور ایسے کہ جن کے لیے (حکام اور امراء کے) دروازے نہیں کھولے جاتے۔''(۳)

حوضِ کوثر کے پانی سے محروم رہنے والے لوگ

❁ کافر و مشرک:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَذُودُ عَنْهُ الرِّجَالَ كَمَا يَذُودُ الرَّجُلُ الْإِبِلَ الْغَرِيبَةَ عَنْ حَوْضِهِ ﴾ ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں حوض سے (کافر و مشرک) لوگوں کو یوں ہٹاؤں گا جیسے اونٹوں کا مالک (دوسرے) اونٹوں کو گھاٹ سے ہٹاتا ہے۔'' صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا آپ ہمیں پہچان لیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ نَعَمْ! تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ ﴾ ''ہاں! تم میرے پاس آؤ گے تو تمہارے اعضائے وضو (ہاتھ، پاؤں اور پیشانی) وضو کی وجہ سے چمک رہے ہوں گے، یہ حالت تمہارے

---

(۱) [بخاری (۶۵۷۹) کتاب الرقاق]

(۲) [صحیح : السلسلة الصحیحة (۱۵۸۹) صحیح الجامع (۲۱۵۶) ترمذی (۲۴۴۳) کتاب صفة القیامة والرقائق والورع : باب ما جاء فی صفة الحوض]

(۳) [صحیح : صحیح الجامع (۲۰۶۰) الصحیحة (۱۰۸۲) صحیح ترمذی ، ترمذی (۲۴۴۴) کتاب صفة القیامة والرقائق والورع : باب ما جاء فی صفة اوانی الحوض ، مسند احمد (۲۷۵/۵)]

علاوہ کسی اور کی نہیں ہوگی۔"(۱)

❁ مرتد:

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے دن میرے ساتھیوں میں سے ایک جماعت مجھ پر پیش کی جائے گی۔ پھر وہ حوض سے دور کر دیے جائیں گے۔ میں عرض کروں گا کہ اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی چیزیں گھڑ لی تھیں ﴿ اِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا عَلٰى اَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى ﴾ "(اور) یہ لوگ (دین سے) الٹے پاؤں واپس لوٹ گئے تھے (یعنی مرتد ہو گئے تھے)۔"(۲)

(2) ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں (حوض پر) کھڑا ہوں گا کہ ایک جماعت میرے سامنے آئے گی حتی کہ جب میں انہیں پہچان لوں گا (کہ یہ میرے امتی ہیں) تو ایک شخص (فرشتہ) میرے اور ان کے درمیان نکلے گا (یعنی حائل ہو جائے گا) اور انہیں کہے گا کہ اِدھر آؤ۔ میں کہوں گا کہ انہیں تم کہاں لے جا رہے ہو؟ وہ جواب دے گا کہ جہنم کی طرف ﴿ اِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا بَعْدَكَ عَلٰى اَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى ﴾ "بلاشبہ یہ لوگ آپ کے بعد (دین سے) الٹے پاؤں واپس لوٹ گئے تھے (یعنی مرتد ہو گئے تھے)۔"(۳)

❁ بدعتی:

(1) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَ لَيُرْفَعَنَّ رِجَالٌ مِّنْكُمْ ثُمَّ لَيُخْتَلَجُنَّ دُوْنِيْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اَصْحَابِيْ ؟ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ ﴾ "میں اپنے حوض پر تم سے پہلے ہی موجود رہوں گا اور تم میں سے کچھ لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے پھر انہیں میرے سامنے سے ہٹا دیا جائے گا تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں۔"(٤)

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ فَيُخْتَلَجُ الْعَبْدُ مِنْهُمْ فَاَقُوْلُ رَبِّ! اِنَّهُ مِنْ اُمَّتِيْ ، فَيَقُوْلُ : مَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ ﴾ "حوض پر آنے والوں میں سے (بعض) بندوں کو پکڑ کر دور ہٹا دیا جائے گا تو میں کہوں گا کہ میرے پروردگار! یہ بھی میرے امتی ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ

---

(۱) [مسلم (۲٤۸) کتاب الطهارة : باب استحباب اطالة الغرة و التحجيل فی الوضوء ، ابن ماجه (٤٣٠٢)]

(۲) [بخاری (٦٥٨٥) کتاب الرقاق : باب فی الحوض]

(۳) [بخاری (٦٥٨٧) کتاب الرقاق : باب فی الحوض]

(٤) [بخاری (٦٥٧٦) کتاب الرقاق]

آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعات ایجاد کر لی تھیں۔'' (۱)

○ یہاں یہ واضح رہے کہ حوضِ کوثر کا پانی پینے کا مرحلہ پل صراط سے گزرنے سے پہلے آئے گا یا بعد میں اس حوالے سے اہل علم کی مختلف آراء ہیں لیکن قابل ترجیح رائے یہ ہے کہ پہلے لوگ حوضِ کوثر کا پانی پییں گے اور بعد میں پل صراط پر سے گزریں گے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ اور بعض دیگر کبار اہل علم نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے۔ [فتح الباری ، از ابن حجر عسقلانی (۱۱/ ٤٦٦)]

پل صراط

حشر نشر، حساب کتاب اور حوضِ کوثر کا پانی پینے کے بعد تمام لوگوں کو ایک پل کے اوپر سے گزارا جائے گا۔ اسی پل کو پل صراط کہتے ہیں۔ لغت میں صراط کا معنی ہے واضح راستہ جبکہ اصطلاحِ شرع میں صراط سے مراد وہ پل ہے جو جنت تک پہنچنے کے لیے جہنم کے اوپر بنایا گیا ہے۔ اس پل کے اوپر سے گزارنے کے لیے لوگوں کو اپنے اپنے معبود اور پیشوا کے پیچھے لگا دیا جائے گا چنانچہ جو لوگ جس باطل معبود کی بھی پوجا کرتے تھے اس کے پیچھے لگ جائیں گے اور پھر اپنے تمام باطل معبودوں کے ساتھ جہنم میں گر جائیں گے۔ فرعون کے متعلق قرآن کریم میں ہے کہ

﴿ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۖ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴾ [هود : ۹۸]

''وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے چلے گا، پھر ان کو دوزخ میں جا داخل کرے گا اور جس مقام پر وہ (اور اس کی قوم) داخل کی جائے گی بہت برا ہے۔''

پل صراط کے وصف کے متعلق بہت سی احادیث مروی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ پل صراط بال سے زیادہ باریک، تلوار سے زیادہ تیز اور بہت زیادہ پھسلنے والا ہے کہ جس پر صرف اسی کا قدم ثابت رہے گا جسے اللہ تعالیٰ ثابت رکھے گا۔ نیز اس پل کو اندھیرے میں نصب کیا گیا ہے، لوگوں کو ان کے ایمان کے لحاظ سے روشنی دی جائے گی اور وہ اپنی اپنی روشنی میں اس پر سے گزریں گے۔ پل صراط پر سے اپنے اپنے اعمال کے حساب سے کچھ مومن تو پلک جھپکتے ہی گزر جائیں گے، کچھ بجلی کی کڑک کی طرح گزریں گے، کچھ تیز آندھی کی طرح، کچھ تیز رفتار گھوڑوں کی طرح، کچھ آہستہ آہستہ، کچھ جہنم کی آگ سے زخمی ہو کر حتی کہ ان میں سے آخری گروہ گھسٹ گھسٹ کر پل صراط پر سے گزرے گا۔ اس کے گزرنے کے بعد باقی سب لوگ جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے۔ پل صراط کے حوالے سے چند دلائل پیش خدمت ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

قرآن کریم میں پل صراط کا ذکر

(۱) [مسلم (٤٠٠) كتاب الصلاة : باب حجة من قال البسملة آية من اول كل سورة ، ابوداود (٧٨٤)]

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾﴾ [مریم : ۷۱۔۷۲] ''تم میں سے ہر ایک وہاں (یعنی آتشِ جہنم میں) ضرور وارد ہونے والا ہے، یہ تیرے پروردگار کے ذمے قطعی، فیصل شدہ امر ہے۔ پھر ہم پرہیزگاروں کو تو بچالیں گے اور نافرمانوں کو اسی میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔'' مفسرین کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ یہاں جہنم میں وارد ہونے سے مراد پل صراط پر سے گزرنا ہے۔(۱) عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہ اللہ نے آیت ﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ کے متعلق کہا ہے کہ مسلمانوں کا وارد ہونا یہ ہوگا کہ وہ پل صراط کے اوپر سے گزر جائیں گے اور مشرکوں کا وارد ہونا یہ ہوگا کہ وہ جہنم میں گر جائیں گے۔(۲)

(2) جنت کا راستہ بآسانی طے کرانے کے لیے پل صراط پر اہل ایمان کو نور عطا کر دیا جائے گا۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ﴿يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾﴾ [الحدید : ۱۲] ''(روزِ قیامت) تو دیکھے گا کہ مومن مردوں اور عورتوں کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا۔ آج تمہیں ان جنتوں کی خوشخبری ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، جن میں ہمیشہ کی رہائش ہے، یہ ہے بڑی کامیابی۔''

(3) جبکہ منافقین (کو اگرچہ نور تو عطا کیا جائے گا لیکن ان) کا نور راستے میں بجھا دیا جائے گا۔ ارشاد ہے کہ ﴿يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِن قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿١٣﴾ يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنَّكُمْ فَتَنتُمْ أَنفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتَّىٰ جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَغَرَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ ﴿١٤﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ مَأْوَاكُمُ النَّارُ ۖ هِيَ مَوْلَاكُمْ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٥﴾﴾ [الحدید : ۱۳۔۱۵] ''اس دن منافق مرد و عورت ایمان والوں سے کہیں گے کہ ہمارا انتظار تو کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کر لیں (یہ منافقین نور کی روشنی میں کچھ دیر چلیں گے لیکن پھر اللہ تعالیٰ ان کے آگے اندھیرا مسلط فرما دے گا)۔ جواب دیا جائے گا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور روشنی تلاش کرو (یعنی دنیا میں جا کر اسی طرح ایمان

---

(۱) [دیکھئے : تفسیر طبری (۲۲۹/۱۸) تفسیر ابن کثیر (۲۵۲/۵) تفسیر بغوی (۲۴۶/۵)]

(۲) [تفسیر ابن کثیر (۸۵۴/۳)]

اور عمل صالح کی پونجی لے کر آؤ جس طرح ہم لائے ہیں لیکن تب یہ ممکن نہ ہوگا)۔ پھر ان کے اور ان (یعنی مومنوں اور منافقوں) کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس میں دروازہ بھی ہوگا۔ اس کے اندرونی حصہ میں (یعنی جنت کی جانب) تو رحمت ہوگی جبکہ باہر (یعنی جہنم) کی طرف عذاب ہوگا۔ یہ (منافق) چلا چلا کر ان سے کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے (یعنی ہم نمازیں وغیرہ اکٹھے ہی ادا کرتے تھے) وہ کہیں گے کہ ہاں تھے تو سہی لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں پھنسائے رکھا تھا (یعنی دلوں میں کفر ونفاق چھپا رکھا تھا) اور انتظار میں ہی رہے (کہ شاید مسلمان کسی گردش کا شکار ہو جائیں) اور (دین کے بارے میں) شک وشبہ کرتے رہے اور تمہیں تمہاری فضول تمناؤں نے دھوکے میں ہی رکھا یہاں تک کہ اللہ کا (موت کا) حکم آن پہنچا اور تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دینے والے (شیطان) نے دھوکے میں ہی رکھا۔ الغرض، آج تم سے نہ فدیہ (اور نہ بدلہ) قبول کیا جائے گا اور نہ کافروں سے، تم (سب) کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ وہی تمہاری رفیق ہے اور بہت برا ٹھکانہ ہے۔"

(4) جب منافقین کی روشنی بجھا دی جائے گی تو اہل ایمان اپنے نور کی بقا کی دعا کریں گے۔ جیسا کہ ارشاد ہے کہ ﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۖ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٨﴾﴾ [التحريم : ٨] "جس دن اللہ تعالیٰ نبی اور اہل ایمان جو ان کے ساتھ ہیں کو رسوا نہیں کرے گا۔ ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا اور یہ دعائیں کرتے ہوں گے، اے ہمارے رب! ہمارا نور باقی رکھنا (جب تک کہ ہم جنت میں نہ داخل ہو جائیں) اور ہمیں بخش دے، یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

احادیث نبویہ میں پل صراط کا ذکر

(1) پل صراط کی باریکی اور تیزی کے متعلق فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿إِنَّ الْجِسْرَ أَدَقُّ مِنَ الشَّعْرَةِ وَ أَحَدُّ مِنَ السَّيْفِ﴾ "پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔"(1)

(2) پل صراط پھسلنے کی جگہ ہوگی اور اس پر کنڈے بھی لگے ہوں گے جو لوگوں کو ان کے گناہوں کے مطابق کھینچیں گے اور جہنم میں پھینک دیں گے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿وَ يُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ ...﴾ "پل صراط جہنم کی پشت پر رکھا جائے گا، تمام پیغمبروں میں سے میں ہی سب سے پہلے اپنی امت کے ساتھ پل صراط کو عبور کروں گا۔ اس روز صرف پیغمبر ہی بات کر پائیں گے اور وہ بھی صرف یہی کہہ رہے ہوں گے کہ "یا اللہ! بچانا، یا اللہ! سلامت رکھنا"۔ جہنم میں سعدان (کانٹے دار درخت)

(1) [مسلم (١٨٣) كتاب الايمان : باب اثبات معرفة طريق الرؤية]

کے کانٹوں کی طرح کے کنڈے ہوں گے۔ نبی ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا کہ جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا بس جہنم کے کنڈے اسی سعدان کے کانٹوں جیسے ہوں گے البتہ اس بات کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے کہ وہ کتنے بڑے ہوں گے۔ وہ کنڈے لوگوں کو ان کے گناہوں کے مطابق اُچک لیں گے (اور جہنم میں گرا دیں گے)۔ لوگوں میں سے کچھ تو ایسے ہوں گے جو ہیں پر اپنے گناہوں کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے البتہ کچھ زخمی ہو جائیں گے لیکن پل کو عبور کر لیں گے۔''(۱)

(3) پل صراط پر اندھیرا ہوگا۔ چنانچہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا تھا کہ ایک یہودی عالم آیا اور کہنے لگا، میں آپ سے کچھ پوچھنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، پوچھو۔ اس نے کہا ''جس روز یہ زمین (وآسمان) کسی دوسری زمین و آسمان سے بدل دیئے جائیں گے اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ هُمْ فِي الظُّلْمَةِ دُوْنَ الْجِسْرِ ﴾ ''وہ پل صراط کے پاس اندھیرے میں ہوں گے۔'' اس نے پھر پوچھا ''لوگوں میں سب سے پہلے پل صراط کون عبور کرے گا؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا ''فقراء ومہاجرین۔''(۲)

(4) اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نور کی روشنی میں بآسانی پل صراط کو عبور کر لیں گے۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ﴿ يُعْطَى كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مُنَافِقٌ أَوْ مُؤْمِنٌ نُوْرًا ... ﴾ ''(روز قیامت پل صراط کو عبور کرنے کے لیے) ہر ایک کو خواہ مومن ہو یا منافق' ایک نور عطا کیا جائے گا اور تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوں گے۔ جہنم کے پل پر کنڈے اور کانٹے ہوں گے، وہ کنڈے اور کانٹے ان لوگوں کو پکڑیں گے جنہیں اللہ چاہے گا۔ منافقوں کا نور (دورانِ راہ ہی) بجھ جائے گا اور اہل ایمان (کا نور باقی رہے گا جس کی روشنی میں وہ بآسانی) پل صراط کو عبور کر لیں گے۔''(۳)

(5) لوگوں کی پل صراط کو عبور کرنے کی رفتار اعمال کے حساب سے مختلف ہوگی۔ جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ﴿ فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُوْنَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ ... ﴾ ''(پل صراط پر سے) بعض مومن پلک جھپکنے میں گزر جائیں گے' بعض بجلی کی طرح تیزی سے' بعض تیز ہوا کی مانند' بعض پرندوں کی تیزی کی طرح' بعض تیز رفتار گھوڑوں کی طرح' بعض اونٹوں کی رفتار سے' بعض (عام رفتار سے) سلامتی کے ساتھ پل صراط عبور کر لیں گے۔ کچھ ایسے بھی ہوں گے جو زخمی ہو کر پل صراط عبور کریں گے اور کچھ ٹھوکریں کھا کر جہنم میں جا گریں

(۱) [مسلم (۱۸۲) كتاب الايمان : باب معرفة طريق الرؤية]

(۲) [مسلم (۳۱۵) كتاب الحيض : باب بيان صفة منى الرجل والمرأة]

(۳) [مسلم (۱۹۱) كتاب الايمان : باب ادنى اهل الجنة منزلة فيها]

گے۔''(۱)

(6) اسی طرح حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ ﴿ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَ الرَّحِمُ فَتَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَ شِمَالًا ... ﴾ ''امانت اور رحم کو بھیجا جائے گا اور وہ پل صراط کے دائیں اور بائیں جانب جا کر کھڑے ہو جائیں گے۔تم میں سے پہلا شخص بجلی کی تیزی کی طرح پل صراط سے گزرے گا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، بجلی کی رفتار سے کون سی چیز گزر سکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم نے غور نہیں کیا کہ کس طرح بجلی پلک جھپکنے میں آتی اور جاتی ہے۔اس کے بعد کچھ لوگ ہوا کی تیزی سے گزریں گے، کچھ پرندے کی رفتار سے گزریں گے، کچھ لوگ آدمی کی دوڑ کی رفتار سے گزریں گے، اسی طرح باقی لوگ بھی اپنے اپنے اعمال کے مطابق پل صراط سے گزریں گے اور تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پل صراط پر کھڑے ہو کر (اپنی امت کے حق میں) دعا کر رہے ہوں گے رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ ''اے میرے رب! میری امت کو سلامت رکھنا''، حتی کہ نیک اعمال والے لوگ کم ہونے لگیں گے، پھر ایک آدمی آئے گا وہ (کھڑا ہو کر) چل بھی نہ سکے گا بلکہ اپنے آپ کو پل صراط پر گھسیٹے گا، پل کے دونوں طرف (امانت اور رحم کے) کنڈے لٹک رہے ہوں گے، جس کے بارے میں حکم ہو گا اسے پکڑ لیں گے (اور جہنم میں گرادیں گے) بعض لوگ زخمی ہو کر پل صراط عبور کر لیں گے اور بعض ٹھوکریں کھا کر جہنم میں جا گریں گے۔''(۲)

(7) اپنی امت کی امداد کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پل صراط پر بھی موجود رہیں گے۔چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! (روزِ قیامت) میں آپ کو کہاں تلاش کروں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے مجھے پل صراط پر دیکھنا۔انہوں نے عرض کیا کہ اگر میں آپ کو وہاں نہ پاؤں تو پھر کہاں تلاش کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر مجھے میزان کے پاس دیکھنا۔انہوں نے عرض کیا، اگر میں آپ کو وہاں بھی نہ پاؤں تو پھر کہاں تلاش کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر مجھے حوض پر دیکھنا۔میں ان تین مقامات کے علاوہ اور کہیں نہیں جاؤں گا۔(۳)

پل صراط سے گزرنے کے بعد

❁ پل صراط کو عبور کرنے کے بعد جنت میں داخلے سے پہلے اہل ایمان کو ایک مقام (قنطرہ) پر روک لیا جائے گا اور وہاں ان کے دلوں سے دنیاوی نفرتیں، کدورتیں اور بغض و کینہ ختم کر کے، انہیں باہم بھائی بھائی بنا کے،

---

(۱) [مسلم (۱۸۳) كتاب الايمان : باب معرفة طريق الرؤية]

(۲) [مسلم (۱۹۵) كتاب الايمان : باب ادنى أهل الجنة منزلة فيها]

(۳) [صحيح : السلسلة الصحيحة (۲۶۳۰) ترمذى (۲۴۳۳) كتاب صفة القيامة : باب ماجاء فى شان الصراط]

بالکل پاک صاف حالت میں جنت میں داخل کیا جائے گا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿٤٥﴾ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿٤٧﴾ ﴾ [٤٥-٤٧] ''بے شک متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ (کہا جائے گا) تم ان میں سلامتی سے باامن داخل ہو جاؤ۔ اور ان کے سینوں میں جو کینہ وحسد ہوگا (اسے) ہم نکال دیں گے، (وہ) تختوں پر آمنے سامنے (بیٹھے) بھائی بھائی ہوں گے۔''

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَيُحْبَسُوْنَ عَلٰى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَ النَّارِ ... ﴾ ''مومن دوزخ سے نجات پا جائیں گے اور انہیں دوزخ اور جنت کے درمیان ایک پل پر کھڑا کیا جائے گا اور ایک دوسرے سے ان زیادتیوں کا بدلہ لیا جائے گا جو انہوں نے دنیا میں کی تھیں حتی کہ جب وہ پاک صاف ہو جائیں گے تو پھر انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دی جائے گی۔''(۱)

❁ پل صراط کے مرحلے کے بعد جب جہنمی جہنم میں اور جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو پھر موت کو ایک جانور کی صورت میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا اور یہ اعلان کر دیا جائے گا کہ آج کے بعد کسی کو موت نہیں آئے گی، جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں ہمیشہ ابدالآباد تک رہیں گے۔

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ﴿ اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ وَ اَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ جِيْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَ النَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَ يَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَيَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰى فَرَحِهِمْ وَ يَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰى حُزْنِهِمْ ﴾ ''جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو موت کو (مینڈھے کی شکل میں) لایا جائے گا حتی کہ اسے جنت اور دوزخ کے درمیان رکھ کر ذبح کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد ایک منادی پکارے گا، اے جنتیو! اب موت نہیں ہے (بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہے) اے دوزخ والو! اب موت نہیں ہے۔ یہ سن کر اہل جنت کی خوشیوں میں اور اہل دوزخ کے غموں میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔''(۲)

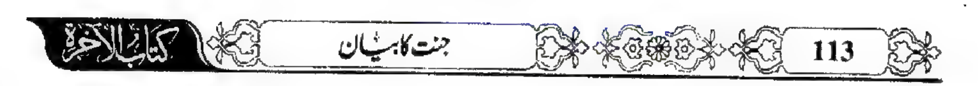
ایک دوسری روایت میں یہ وضاحت ہے کہ موت کو ایک چتکبرے مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا اور پھر جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کر کے ذبح کر دیا جائے گا۔(۳)

---

(۱) [بخاری (٦٥٣٥) کتاب الرقاق : باب القصاص یوم القیامۃ]

(۲) [بخاری (٦٥٤٨) کتاب الرقاق : باب صفۃ الجنۃ والنار، مسلم (٢٨٥٠)]

(۳) [صحیح ترمذی، ترمذی (٢٥٥٨) کتاب صفۃ القیامۃ : باب ما جاء فی خلود اہل الجنۃ واہل النار]



باب الجنة — جنت کا بیان

لفظِ جنت کی جمع جَنَّات اور جَنَان ہے۔اس کا معنی باغ ہے۔یعنی ایسا باغ جہاں ہر قسم کے پھل، سایہ دار درخت، پانی، دودھ اور شہد کی نہریں، پرندوں کا گوشت، سونے چاندی کے محلات، قیمتی موتیوں کے بنے خیمے، سونے کے تنوں والے درخت، انتہائی خوبصورت، شرم وحیا کی مالک پاکباز عورتیں، ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی، غرض عیش وعشرت اور انسانی خواہشات کی تکمیل کا سارا سامان موجود ہے۔ لیکن یہ حسین مناظر اور نعمتوں والی جنت صرف اُن لوگوں کے لیے ہے جو دنیا میں کتاب وسنت کی تعلیمات پر عمل پیرا رہے، تقویٰ و پرہیز گاری کا دامن کبھی نہ چھوڑا اور ہر طرح کے حالات میں اپنے رب کے شکر گزار اور باج گزار بندے بنے رہے۔

یقیناً یہ ان لوگوں کا حق بھی ہے کہ انہیں ایسے انعامات سے نوازا جائے کیونکہ انہوں نے دنیا میں قید خانے کی مانند زندگی گزاری، جیسے ایک قیدی احکامات کا پابند ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی احکامِ الٰہی کے پابند تھے۔انہوں نے کفار کی طرح دنیا میں جنت تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی اور دنیا میں من پسند زندگی اور ہر جائز و ناجائز خواہش کی تکمیل پر مصر نہیں رہے بلکہ امیری غریبی، خوشی غمی، تندرستی بیماری، عروج وزوال، الغرض ہر حال میں نمازی، دیانتدار، سچے اور پاکباز بندے بنے رہے۔لوگوں کے طعنے انہیں روک نہ سکے، تکلیفیں اور مصائب ان کے قدموں کی زنجیر نہ بن سکے، مشقت اور تھکاوٹ نے کبھی ان کی راہ نہ روکی بلکہ یہ تمام آزمائشوں کا سامنا کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں دینی احکامات پر عمل اور ان کی سربلندی کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔جس کا بدلہ انہیں دنیا میں نہیں ملا۔یقیناً یہ لوگ مستحق ہیں کہ انہیں آخرت میں ان کی نیکیوں کا اچھا بدلہ ملے۔تو اللہ تعالیٰ جنت کی صورت میں انہیں بہترین جزا عطا فرمائیں گے، جہاں وہ ہمیشہ خوشی وراحت اور امن وسکون سے رہیں گے، وہاں سے کبھی نکالے نہ جائیں گے، ہمیشہ زندہ رہیں گے کبھی انہیں موت نہ آئے گی، ہمیشہ جوان رہیں گے کبھی انہیں بڑھاپا نہ آئے گا، ہمیشہ تندرست رہیں گے کوئی بیماری انہیں کبھی بھی تکلیف نہیں پہنچائے گی۔

جنت کی عظمت کا کوئی ادراک نہیں کرسکتا

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾﴾ [السجدة: ١٧]

”پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے اعمال کے بدلے میں ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کی کون کون سی چیزیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں (یعنی کوئی شخص ان چیزوں کی عظمت کو نہیں جانتا جو جنت میں ان کے لیے ابدی وسرمدی

نعمتوں کی صورت میں چھپا کر رکھی گئی ہیں اور ان زبردست لذتوں کی شکل میں جن سے کوئی مطلع نہیں ہے)۔''

حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جس طرح ان لوگوں نے نیک اعمال چھپ چھپ کر کیے تھے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے لیے ایسی نعمتوں کو چھپا رکھا ہے جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہیں اور کسی انسان کے دل میں ان کا تصور تک نہیں آیا۔(۱)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے (ایسی ایسی) نعمتیں تیار کی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہیں، کسی کان نے سنا نہیں اور کسی انسان کے دل میں ان کا تصور تک نہیں آیا۔''(۲)

(3) حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيهَا ﴾ ''جنت میں ایک کوڑے (چھڑی) کے برابر جگہ دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہے۔''(۳)

(4) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قیامت کے دن... جنتیوں میں سے ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ تنگ حالات میں رہا ہوگا، اسے جنت میں ایک غوطہ لگایا جائے گا اور پھر پوچھا جائے گا کہ کیا تو نے کبھی تنگی دیکھی تھی اور کیا تجھ پر کبھی سختی کا دور آیا تھا؟ وہ جواب دے گا نہیں اللہ کی قسم! اے میرے رب! مجھ پر کبھی تنگی نہیں آئی اور نہ ہی میں نے کبھی سختی کا دور دیکھا تھا۔''(٤)

اصل بڑی کامیابی جہنم سے نجات اور جنت میں داخلہ ہے

(1) ﴿ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ﴾[آل عمران:۱۸۵] ''پس جو شخص دوزخ سے دور کر دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے بے شک وہ کامیاب ہو گیا۔''

(2) ﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا وَمَسٰكِنَ

(۱) [تفسیر ابن ابی حاتم (۳۱۰۷/۹)]

(۲) [بخاری (٤٧٧٩) كتاب التفسير : باب قوله تعالى " فلا تعلم نفس ما اخفى لهم من قرة اعين" ، مسلم (٢٨٢٤) ترمذی (٣١٩٧)]

(۳) [بخاری (۳۲۵۰) كتاب بدء الخلق]

(٤) [مسلم (٢٨٠٧) كتاب صفة القيامة والجنة والنار : باب صبغ انعم اهل الدنيا في النار وصبغ اشدهم بؤسا في الجنة ، بغوی (٤٤٠٤) عبد بن حميد (١٣١٣)]

طَيِّبَةً فِي جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ [التوبة : ۷۲]

''ایمان دار مردوں اور عورتوں سے اللہ تعالیٰ نے ان جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اور (اللہ نے وعدہ فرمایا ہے) ان صاف ستھرے پاکیزہ محلات کا جو ان ہمیشگی والی جنتوں میں ہیں اور اللہ کی رضا مندی سب سے بڑی چیز ہے، یہی عظیم کامیابی ہے۔''

جنت میں داخل ہونے والوں پر فرشتے سلام بھیجیں گے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴾ [الزمر : ۷۳] ''اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ہوں گے وہ جنت کی طرف گروہ در گروہ (یعنی ایک کے بعد دوسری جماعت، پہلے مقربین، پھر ابرار، پھر درجہ بدرجہ) جائیں گے حتی کہ جب وہ اس کے پاس پہنچیں گے (یعنی پل صراط عبور کر کے جنت کے دروازوں کے پاس آئیں گے) تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس کے دربان ان سے کہیں گے تم پر سلام ہو، تم پاکیزہ رہے، پس تم اس میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ۔''

سب سے پہلے محمد ﷺ جنت کے دروازے پر دستک دیں گے

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ ﴾ ''اور جنت کے دروازے پر سب سے پہلے میں دستک دوں گا۔''[1] حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ آتِي بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ : مَنْ اَنْتَ ؟ فَاَقُوْلُ : مُحَمَّدٌ قَالَ فَيَقُوْلُ : بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ ﴾ ''میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آ کر اسے کھلواؤں گا، تو خازن پوچھے گا، تم کون ہو؟ میں کہوں گا، میں محمد ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ خازن کہے گا کہ مجھے یہی حکم دیا گیا تھا کہ میں آپ سے پہلے کسی کے لیے (جنت کا دروازہ) نہ کھولوں۔''[2]

امتِ محمدیہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ نَحْنُ اَوَّلُ النَّاسِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ ﴾ ''ہم (یعنی امتِ محمدیہ کے افراد) لوگوں میں

(۱) [مسلم (۱۹۶) کتاب الایمان : باب فی قول النبی ﷺ : انا اول الناس یشفع]

(۲) [مسلم (۱۹۷) کتاب الایمان : باب فی قول النبی ﷺ : انا اول الناس یشفع، مسند احمد (۱۳۶/۳)]

سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔''(۱)

سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والوں کے اوصاف

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿ اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُوَرُهُمْ عَلَى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ، لَا يَبْصُقُوْنَ ... ﴾''پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ،ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند جیسی ہوں گی ، وہ نہ اس میں تھوکیں گے ، نہ کھنگاریں گے اور نہ بول و براز کریں گے ،ان کے برتن اور کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی ،ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگتا ہوگا ،ان کا پسینہ کستوری کی طرح ہوگا ، ان میں سے ہر ایک کو دو دو ایسی بیویاں ملیں گی کہ حسن کی وجہ سے گوشت کے پیچھے سے ان کی پنڈلیوں کی چربی تک نظر آتی ہوگی ، ان میں آپس میں کوئی اختلاف اور بغض نہ ہوگا ، ان سب کے دل ایک دل جیسے ہوں گے اور وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے۔''(۲)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ ﴿ اَوَّلُ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلَى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ، وَالَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ عَلَى (ضَوْءِ) اَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ ... ﴾''سب سے پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کی صورتیں چودھوی رات کے چاند جیسی ہوں گی اور جو ان کے بعد ہوں گے جن کی جگمگاہٹ آسمان میں سب سے زیادہ جگمگانے والے ستارے کی طرح ہوگی ، وہ نہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ ، نہ تھوکیں گے اور نہ کھنگاریں گے ، ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی ، ان کا پسینہ کستوری کی طرح ہوگا ، ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگتا ہوگا ، ان کی بیویاں حورعین ہوں گی ، ان سب کے اخلاق ایک ہی شخص جیسے ہوں گے ، ان سب کی صورت اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام جیسی ہوگی اور ان کے قد ساٹھ ہاتھ بلند ہوں گے۔''(۳)

جنت میں داخل ہونے والے نافرمان مومن

یہ وہ موحد مسلمان ہوں گے جو اپنے گناہوں کی سزا پا کر بالآخر جنت میں داخل ہو جائیں گے اور وہ جو شفاعت کی وجہ سے جہنم سے نکالے جائیں گے اور جنت میں داخل کیے جائیں گے۔

(1) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا﴿ يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ ،

---

۱) [صحیح : مسند احمد (۲/۲۷٤) تفسیر عبد الرزاق (۱/۸۲) نسائی فی السنن الکبری (۱٦۵۳) شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے۔[الموسوعة الحديثية (۷۷۰٦)]

۲) [بخاری (۳۲٤۵) کتاب بدء الخلق : باب ما جاء فی صفة الجنة ، مسلم (۲۸۳٤) احمد (۲/۳۱٦)]

۳) [بخاری (۳۳۲۷) کتاب احادیث الانبیاء : باب خلق آدم وذریته ، مسلم (۲۸۳٤) ابن ماجه (٤۳۳۳) مسند ابو یعلی موصلی (۱۰/٤۷۰)]

وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى : اَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ ... ﴾ ''جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے۔ اللہ پاک فرمائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر (بھی) ایمان ہو اس کو بھی دوزخ سے نکال لو۔ تب (ایسے لوگ) دوزخ سے نکال لئے جائیں گے اور وہ جل کر کوئلے کی طرح سیاہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر نہر حیات میں یا بارش کے پانی میں ڈالے جائیں گے، اس وقت وہ دانے کی طرح اُگ آئیں گے جس طرح ندی کے کنارے دانے اُگ آتے ہیں کیا تم نے نہیں دیکھا کہ دانہ زردی مائل پیچ در پیچ نکلتا ہے؟۔''(۱)

(2) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ ﴾ ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی وجہ سے ایک ایسی قوم بھی آتشِ جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہو گی جنہیں 'جہنمی' نام دے دیا گیا ہو گا۔''(۲)

(3) ایک روایت میں ہے کہ شفاعت کے ذریعے کچھ ایسے لوگ بھی جہنم سے نکالے جائیں گے جو جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے، پھر ان پر آبِ حیات ڈالا جائے گا جس سے وہ ایسے اُگیں گے جیسے سبزہ۔(۳)

(4) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ شفاعت کے ذریعے لوگوں کو جہنم سے نکالا جائے گا حتی کہ اُن کو بھی نکال لیا جائے گا جنہوں نے (صرف) کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا ہو گا اور جن کے دل میں جو برابر بھی خیر ہو گی۔(٤)

جنت میں داخل ہونے والا آخری شخص

(1) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ اِنِّي لَاَعْلَمُ آخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا ' وَآخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا ... ﴾ ''میں خوب جانتا ہوں کہ اہل جہنم میں سے کون سب سے آخر میں وہاں سے نکلے گا اور اہل جنت میں کون سب سے آخر میں اس میں داخل ہو گا۔ ایک شخص جہنم سے گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے نکلے گا اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ جنت کے پاس آئے گا لیکن اسے ایسا معلوم ہو گا کہ جنت بھری ہوئی ہے چنانچہ وہ واپس آئے گا اور عرض کرے گا اے میرے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا۔ اللہ تعالیٰ پھر اس سے کہے گا کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ وہ پھر آئے گا لیکن ایسا معلوم ہو گا کہ جنت بھری ہوئی ہے وہ واپس لوٹے گا اور عرض کرے گا کہ اے میرے

---

(۱) [بخاری : کتاب الإیمان : باب تفاضل اهل الإیمان فی الاعمال ، مسلم (۱۸٤) ابن حبان (۱۸۲)]

(۲) [بخاری (٦٥٦٦) کتاب الرقاق : باب صفة الجنة والنار]

(۳) [بخاری (۲۲) کتاب التوحید : باب قول الله تعالی : "وجوه یومئذ ناضرة..." مسلم (۱۸۳)]

(٤) [مسلم (۱۹۱) کتاب الایمان : باب ادنی اهل الجنة منزلة]

رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ تمہیں دنیا اور اس سے دس گنا مزید دیا جاتا ہے یا (اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ) تمہیں دنیا کے دس گنا دیا جاتا ہے۔ وہ شخص کہے گا تو میرا مذاق بناتا ہے حالانکہ تو شہنشاہ ہے۔ اس بات پر نبی کریم ﷺ ہنس دیئے اور آپ کے سامنے کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور کہا جاتا ہے کہ وہ جنت کا سب سے کم درجے والا شخص ہوگا۔''(۱)

(2) صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ ﴿ آخِرُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ يَمْشِي مَرَّةً وَ يَكْبُو مَرَّةً ... ﴾ ''جو شخص سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا وہ ایسا ہوگا جو کبھی چلتا ہوگا اور کبھی رک جاتا ہوگا اور (دوزخ کی) آگ نے اس کو جھلسا دیا ہوگا جب وہ دوزخ سے (نکل کر) آگے گزر جائے گا تو (مڑ کر) دوزخ کی جانب دیکھے گا اور کہے گا کہ وہ ذات بابرکت ہے جس نے مجھ کو تجھ سے نجات عطا کی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے (ایسی) نعمت سے ہمکنار کیا ہے جس سے اس نے اگلے اور پچھلے لوگوں میں سے کسی کو نہیں نوازا۔ چنانچہ اس کے قریب ایک درخت کھڑا کیا جائے گا (جس کے نیچے ایک چشمہ ہوگا) وہ التجا کرے گا، اے میرے رب! مجھے اس درخت کے نزدیک کر، تاکہ میں اس کے سائے میں آرام حاصل کروں اور اس کا پانی پیوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے آدم کے بیٹے! ممکن ہے کہ اگر میں تیری یہ خواہش پوری کر دوں تو تو مجھ سے اس کے علاوہ (کچھ اور) مانگنا شروع کر دے گا۔ وہ اقرار کرے گا نہیں، اے میرے رب! اور وہ اللہ تعالیٰ سے معاہدہ کرے گا کہ وہ اس کے علاوہ (اور کسی چیز کا) سوال نہیں کرے گا جبکہ اس کا پروردگار اسے معذور گردانے گا، اس لیے کہ وہ ایسی نعمتوں کا مشاہدہ کر رہا ہے جن پر وہ صبر نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو اس (درخت) کے قریب لے جائے گا، وہ اس کے سائے میں آرام کرے گا اور اس کے پانی سے سیراب ہوگا۔ اس کے بعد اس کے سامنے ایک اور درخت دکھائی دینے لگے گا جو پہلے درخت سے بھی زیادہ خوبصورت ہوگا۔ وہ عرض کرے گا، اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کر، تاکہ میں اس کے (نیچے موجود) پانی سے سیراب ہو سکوں اور اس کے سائے کے نیچے آرام کر سکوں، میں تجھ سے اس کے علاوہ (اور کسی چیز کا) سوال نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو مجھ سے اس کے علاوہ (اور کچھ) نہیں مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ممکن ہے کہ اگر میں نے تجھ کو اس کے قریب کر دیا تو تو مجھ سے اس کے علاوہ (اور چیزوں کا) مطالبہ کرنا شروع کر دے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے پختہ وعدہ کرے گا کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور چیز کا سوال نہیں کرے گا جبکہ اس کا پروردگار اسے معذور شمار کرے گا اس لیے کہ وہ جن انعامات کا مشاہدہ کر رہا ہے وہ ان پر صبر ہی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ اسے اس کے قریب کر دے گا، وہ اس کے سائے میں محوِ آرام ہوگا اور اس کا پانی نوش کرے گا۔ اس کے بعد اس کے سامنے جنت کے دروازے کے

---

(۱) [بخاری (٦٥٧١) كتاب الرقاق : باب صفة الجنة و النار مسلم (١٨٦) ابن ماجه (٢٥٩٥)]

قریب ایک درخت دکھائی دے گا جو پہلے دونوں درختوں سے زیادہ خوبصورت ہوگا۔ وہ التجا کرے گا، اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کرتا کہ میں اس کے سائے میں آرام کر سکوں اور اس کے پانی سے سیراب ہو سکوں۔ میں تجھ سے اس کے علاوہ کچھ نہیں مانگوں گا۔ اس کا پروردگار اس کو معذور گردانے گا اس لیے کہ وہ جن نعمتوں کو دیکھ رہا ہے ان پر صبر نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اسے اس درخت کے قریب لے جائے گا۔ جب وہ اس کے قریب جائے گا تو اہل جنت کی آوازیں سنے گا چنانچہ وہ درخواست کرے گا کہ اے میرے رب! اب مجھے جنت میں بھی داخل فرما دے۔ اللہ تعالیٰ جواب دے گا، اے آدم کے بیٹے! کونسی ایسی نعمت ہے جو تجھے مجھ سے سوال کرنے میں رکاوٹ ہوگی؟ کیا تو خوش ہوگا کہ اگر میں تجھے دنیا اور اس کے مثل عطا کر دوں، وہ اس کو ناممکن تصور کرتے ہوئے عرض کرے گا، اے میرے رب! کہیں آپ میرے ساتھ مذاق نہیں کر رہے؟ حالانکہ آپ دونوں جہانوں کے رب ہیں۔ (یہ بات ذکر کرنے کے بعد) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہنس پڑے اور پھر بولے کہ کیا تم مجھ سے ہنسنے کا سبب نہیں پوچھو گے؟ چنانچہ لوگوں کے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح ہنسے تھے، پھر لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنسنے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ (اس کی وہ بات سن کر) ہنس پڑیں گے اور کہیں گے کہ میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا بلکہ میں قادرِ مطلق ہوں، جو چاہوں کر سکتا ہوں۔''(۱)

قیامت سے پہلے ہی جنت میں داخل ہونے والے افراد

سب سے پہلے تمام انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں داخل ہوئے تھے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿ وَقُلْنَا يَآدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّٰلِمِينَ ﴾ [البقرة : ٣٥] ''اور ہم نے کہا: اے آدم! تو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور اس میں سے سیر ہو کر کھاؤ جہاں سے چاہو (لیکن) اس درخت کے قریب مت جانا ورنہ تم دونوں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔''

پھر انہوں نے شیطان کے بہکاوے میں آ کر ممنوعہ درخت کا پھل کھا لیا اس لیے جنت سے نکال دیے گئے۔

علاوہ ازیں دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ شہداء ایسے معزز لوگ ہیں جو قیامت سے پہلے ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴾

[آل عمران : ١٦٩] ''ان لوگوں کو مردہ خیال مت کرو، جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیے گئے ہیں بلکہ وہ زندہ

(۱) [مسلم (۱۸۷) كتاب الايمان : باب آخر اهل النار خروجا ، ابو يعلى (٤٩٨٠) ابو عوانة (١٤٢/١)]

ہیں، انہیں ان کے رب کے ہاں رزق دیا جاتا ہے۔''

مسروق رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم نے اس آیت کے متعلق حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا تھا ﴿ اَرْوَاحُھُمْ فِیْ جَوْفِ طَیْرٍ خُضْرٍ ، لَھَا قَنَادِیْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ ، تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ شَاءَتْ ثُمَّ تَاْوِیْ اِلٰی تِلْكَ الْقَنَادِیْلِ ... ﴾ ''ان (شہداء) کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں ہوتی ہیں اور ان کے لیے عرش الٰہی کے ساتھ قندیلیں معلق ہوتی ہیں اور جنت سے جہاں چاہتی ہیں کھاتی پیتی ہیں، پھر عرش کے نیچے لٹکی ہوئی انہی قندیلوں کو اپنا ٹھکانا بنا لیتی ہیں۔ تب ان کا پروردگار ان کی طرف دیکھتا ہے اور فرماتا ہے: کیا تم کچھ چاہتے ہو؟ تو یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم اور کیا چاہیں کہ ہم جنت میں جہاں سے چاہتے ہیں کھاتے پیتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ یہ تین بار فرمائے گا۔ پھر جب وہ یہ دیکھیں گے کہ جب تک یہ کوئی سوال نہ کریں، انہیں چھوڑا نہیں جا رہا تو یہ عرض کریں گے، یا رب! ہم یہ چاہتے ہیں کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دے تاکہ تیرے راستے میں ہم ایک بار پھر شہید ہو جائیں۔ جب اللہ تعالیٰ یہ دیکھتا ہے کہ ان کی کوئی ضرورت وحاجت باقی نہیں رہی تو انہیں چھوڑ دیا جاتا ہے۔''(۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ ﴿ اَلشُّھَدَاءُ عَلٰی بَارِقِ نَھْرٍ بِبَابِ الْجَنَّةِ فِیْ قُبَّةٍ خَضْرَاءَ یَخْرُجُ عَلَیْھِمْ رِزْقُھُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ بُکْرَةً وَّ عَشِیًّا ﴾ ''شہداء جنت کے دروازے پر، نہر کے کنارے سبز رنگ کے قبے میں ہوں گے اور انہیں صبح وشام جنت سے رزق ملے گا۔''(۲)

(امام ابن کثیر رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا شہداء کی کئی قسمیں ہیں؛ ایک تو وہ ہیں جن کی روحیں جنت میں آتی جاتی ہیں اور دوسرے وہ ہوں گے جو جنت کے دروازے پر اس نہر کے کنارے ہوں گے، اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اس نہر کے پاس آ کر ان کی سیر ختم ہو جاتی ہو، پھر وہ یہاں جمع ہو جاتے ہیں اور یہاں انہیں صبح وشام رزق دیا جاتا ہو۔ (واللہ اعلم)(۳)

مزید برآں ایک روایت کے مطابق فوت ہو جانے والے ہر شخص کو اس کی قبر میں ہی صبح وشام اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔ اگر جنتی ہو تو جنتی ٹھکانہ اور اگر جہنمی ہو تو جہنمی ٹھکانہ۔(۴)

---

(۱) [مسلم (۱۸۸۷) کتاب الامارة : باب بیان ان ارواح الشهداء فی الجنة]

(۲) [حسن : مسند احمد (۲۶۶/۱) شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔[الموسوعة الحدیثیة (۲۳۹۰)]

(۳) [تفسیر ابن کثیر (۷۳۳/۱)]

(۴) [بخاری (۱۳۷۹) کتاب الجنائز : باب المیت یعرض علیه مقعده بالغداة والعشی ' مسلم (۲۸۶۶) ترمذی (۱۰۷۲) طبرانی صغیر (۹۳۰) عبد الرزاق (۶۷۴۵) ابن حبان (۳۱۳۰)]

جنت میں داخلہ ابدی ہوگا

یعنی جو بھی ایک مرتبہ جنت میں داخل ہو گیا وہ ہمیشہ وہیں رہے گا، اسے کبھی بھی جنت سے نکالا نہیں جائے گا۔ اس کے چند دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾﴾ [الکھف: ۱۰۸-۱۰۷] ''یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے ان کے لیے الفردوس (جنت کا اعلیٰ مقام) کے باغات کی مہمانی ہے۔ جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، جس جگہ کو بدلنے کا کبھی بھی ان کا ارادہ ہی نہ ہوگا۔''

(2) ﴿لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿٥٦﴾﴾ [الدخان: ۵۶] ''وہاں (جنت میں) وہ موت (کا مزہ) نہ چکھیں گے سوائے پہلی موت کے اور وہ (اللہ) انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے گا۔''

(3) موت کو ایک مینڈھے کی صورت میں لاکر ذبح کر دیا جائے گا اور یہ اعلان کر دیا جائے گا کہ جنتیو! تم ہمیشہ ہمیشہ رہو گے کبھی موت نہیں آئے گی اور جہنمیو! تم بھی ہمیشہ رہو گے کبھی موت نہیں آئے گی۔(۱)

(4) ایک روایت میں ہے کہ جنت میں ایک منادی یہ اعلان کر دے گا کہ ﴿إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا أَبَدًا ، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا﴾ ''یقیناً اب تم تندرست رہو گے کبھی بھی بیمار نہیں ہو گے، یقیناً تم زندہ رہو گے کبھی بھی نہیں مرو گے، بلاشبہ تم سدا جوان رہو گے کبھی بھی بوڑھے نہ ہو گے، بے شک تم عیش و عشرت کی زندگی بسر کرو گے کبھی بھی پریشانی نہیں دیکھو گے۔''(۲)

(5) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿مَنِ اتَّقَى اللَّهَ دَخَلَ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ فِيهَا لَا يَبْؤُسُ وَيَحْيَى فَلَا يَمُوتُ لَا تَبْلَى ثِيَابُهُ وَلَا يَفْنَى شَبَابُهُ﴾ ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈر گیا وہ جنت میں داخل ہوگا، اس میں ہمیشہ خوش وخرم رہے گا اور کبھی پریشان حال نہ ہوگا، زندہ رہے گا اور کبھی فوت نہیں ہوگا، نہ اس کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ اس کا شباب کبھی ختم ہوگا۔''(۳)

جنت میں داخلہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مہربانی اور رحمت کا ہی نتیجہ ہوگا

---

(۱) [بخاری (۴۷۳۰) کتاب التفسیر: باب قوله عزوجل "وانذرهم يوم الحسرة"، مسلم (۲۸۴۹)]

(۲) [مسلم (۲۸۳۷) کتاب الجنة وصفة نعيمها: باب في دوام نعيم اهل الجنة]

(۳) [مسلم (۲۸۳۶) کتاب الجنة وصفة نعيمها: باب في دوام نعيم اهل الجنة، طبراني اوسط (۲۱/۹)]

جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿ اِعْمَلُوْا قَارِبُوْا وَ سَدِّدُوْا وَ اعْلَمُوْا فَاِنَّهُ لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ اَحَدًا عَمَلُهُ ، قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَا اَنْتَ ؟ قَالَ وَلَا اَنَا ، اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ فَضْلٍ ﴾ ''عمل کرو، میانہ روی اختیار کرو اور صحیح صحیح عمل کرو، جان لو کہ کسی کو اس کا عمل ہرگز جنت میں داخل نہیں کرے گا، صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اور آپ کو بھی نہیں؟ فرمایا، مجھے بھی نہیں، الا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت اور فضل کے ساتھ ڈھانپ لے۔''(۱)

اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ جنت کا سوال کرتے رہنا چاہیے

نبی کریم ﷺ اپنی مختلف دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کیا کرتے تھے جیسا کہ ایک دعا میں یہ الفاظ ہیں﴿ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَ مَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ وَ عَمَلٍ ﴾ ''اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور ہر ایسے قول و عمل کا جو جنت کے قریب لے جائے۔''(۲) ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں ﴿ ... وَ مِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ ... ﴾ ''(اے اللہ!) ہمیں ایسی اطاعت عطا فرما جو ہمیں تیری جنت تک پہنچا دے۔''(۳) علاوہ ازیں ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کرنے سے جنت خود اللہ کے حضور سفارش کرتی ہے کہ ''اے اللہ! اسے جنت میں داخل فرما دے۔''(۴)

یہاں یہ بھی واضح رہے کہ جب بھی جنت کا سوال کیا جائے تو جنت الفردوس کا سوال کرنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''جب تم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو تو اس سے فردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ سب سے اعلیٰ اور افضل جنت ہے اور اسی کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے، اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔''(۵)

جنت کے اوصاف

جنت کی وسعت

(1) ﴿ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾

---

(۱) [بخاری (۶۴۶۳،۶۴۶۴) کتاب الرقاق : باب القصد والمداواة علی العمل ، مسلم (۲۸۱۶،۲۸۱۸)]

(۲) [صحیح : صحیح ابن ماجه ' ابن ماجه (۳۸۴۶) کتاب الدعاء : باب الجوامع من الدعاء ' الأدب المفرد (۶۳۹) حاکم (۵۲۱/۱) ابن حبان (۸۶۹)]

(۳) [حسن : صحیح الجامع الصغیر (۱۲۶۸) المشکاۃ (۲۴۹۲) ترمذی (۳۵۰۲) کتاب الدعوات]

(۴) [صحیح : صحیح الترغیب (۳۶۵۴) صحیح الجامع (۶۲۷۵) التعلیقات الحسان علی صحیح ابن حبان (۱۰۱۰) ترمذی (۲۵۷۲) کتاب صفة الجنة : باب ما جاء فی صفة انهار الجنة ، ابن ماجه (۴۳۴۰)]

(۵) [بخاری (۷۴۲۳ ، ۲۷۹۰) کتاب التوحید : باب "وکان عرشه علی الماء"]

[آل عمران : ۱۳۳] ''اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو متقی و پرہیزگار لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

(2) ﴿وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا﴾ [الدھر : ۲۰] ''اور جب تو وہاں (کسی بھی طرف) دیکھے گا تو نعمتیں ہی نعمتیں اور بہت بڑی سلطنت دیکھے گا (یعنی وہاں اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان مملکت اور زبردست بادشاہت ہوگی)۔''

(3) صحیح حدیث میں ہے کہ جنت میں داخل ہونے والے آخری شخص سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ''تجھے جنت میں تمام دنیا سے دس گنا زیادہ جگہ ملے گی۔''(۱) اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جنت کی وسعت کس قدر زیادہ ہوگی کہ جب سب سے ادنیٰ جنتی کو دس زمینوں کے برابر جگہ ملے گی تو ارفع و اعلیٰ مقام والے اور تقربِ الٰہی کے بلند مقام پر فائز جنتیوں کو کتنی زیادہ جگہ ملے گی، یقیناً اس کا حساب لگانا ممکن نہیں۔

(4) جنت کی وسعت کا اندازہ اس فرمانِ نبوی سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ''جنت میں ایک درخت کا سایہ اتنا طویل ہوگا کہ اس کے سائے میں ایک سوار سو (۱۰۰) سال تک سفر کرے گا لیکن اس کا سایہ ختم نہیں ہوگا۔''(۲)

جنت کے دروازے

(1) ﴿وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ ۝ سَلَامٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ [الرعد : ۲۳۔۲۴] ''ان (اہل جنت) کے پاس فرشتے ہر ہر دروازے سے آئیں گے۔ کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو، صبر کے بدلے، کیا ہی اچھا (بدلہ) ہے اس آخرت کے گھر کا۔''

(2) ﴿جَنَّاتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ﴾ [ص : ۵۰] ''ہمیشگی والی جنتیں، جن کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوئے ہیں۔''

(3) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ فِيهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانَ لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُونَ﴾ ''جنت کے آٹھ دروازے ہیں؛ ان میں سے ایک دروازے کا نام ریان ہے، اس میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔''(۳)

(4) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ مَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ ...﴾ ''جو شخص اپنے مال میں سے دو جوڑے اللہ تعالیٰ کے راستے میں

---

(۱) [بخاری (۶۵۷۱) كتاب الرقاق : باب صفة الجنة والنار ، مسلم (۱۸۶)]
(۲) [بخاری (۳۲۵۱) كتاب بدء الخلق : باب ما جاء في صفة الجنة وانها مخلوقة]
(۳) [بخاری (۳۲۵۷) كتاب بدء الخلق : باب صفة ابواب الجنة ، مسلم (۱۱۵۲)]

خرچ کرے تو اسے جنت کے دروازوں میں سے داخل ہونے کی دعوت دی جائے گی اور جنت کے مختلف دروازے ہیں، جو اہل نماز سے ہوا سے باب الصلاۃ سے پکارا جائے گا اور جو اہل صدقہ میں سے ہوا سے باب الصدقہ سے آواز دی جائے گی اور جو اہل جہاد میں سے ہوا سے باب الجہاد سے بلایا جائے گا اور جو اہل صیام میں سے ہوا سے باب الریان سے صدا دی جائے گی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جس شخص کو جس دروازے سے بھی بلایا جائے گا اسے کوئی اور ضرورت تو باقی نہیں رہتی لیکن اے اللہ کے رسول! کیا کوئی ایسا (سعادت مند) بھی ہوگا جسے جنت کے سارے دروازوں سے بلایا جائے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ہوگے۔"(۱)

(5) ایک روایت میں ہے کہ جو خوب اچھی طرح وضو کرتا ہے اور پھر یہ کلمات کہتا ہے " اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ " تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔(۲)

(6) حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ "جنت کے (دروازوں کے) کواڑوں میں سے دو کواڑوں کا درمیانی فاصلہ چالیس سال کی مسافت کے برابر ہوگا اور اس پر ضرور ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ گھما گھمی کی وجہ سے بھرا ہوا ہوگا۔"(۳)

جنت کی مٹی اور بناوٹ

(1) ایک طویل روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جنت میں داخل کیا گیا ﴿ فَاِذَا فِيْهَا حَبَايِلُ اللُّؤْلُؤِ وَ اِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ ﴾ "اس میں موتیوں کے ہار تھے اور اس کی مٹی کستوری تھی۔"(٤)

(2) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جنت کو کس چیز سے بنایا گیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَبِنَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَ لَبِنَةٌ مِّنْ فِضَّةٍ وَ مَلَاطُهَا الْمِسْكُ الْاَذْفَرُ وَ حَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْيَاقُوْتُ وَ تُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ ﴾ "(اس کی) ایک اینٹ سونے کی، ایک چاندی کی، اس کا سیمنٹ تیز خوشبودار کستوری جیسا ہے۔ اس کے سنگریزے موتی اور یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے۔"(٥)

---

(۱) [بخاری (۱۸۹۷) كتاب الصوم : باب الريان للصائمين ، مسلم (۱۰۲۷)]

(۲) [مسلم (۲۳٤) كتاب الطهارة : باب الذكر المستحب....]

(۳) [مسلم (۲۹٦۷) كتاب الزهد : باب الدنيا سجن المومن وجنة الكافر]

(٤) [بخاری (۳٤۹) كتاب الصلاة : باب كيف فرضت الصلاة ، مسلم (۱٦۳)]

(٥) [**حسن لغيره** : صحيح الترغيب (۳۷۱۱) الصحيحة (٦۹۲/۲) ترمذی (۲٥۲٦) كتاب صفة الجنة : باب ما جاء في صفة الجنة ونعيمها ، مسند عبد بن حميد (۱٤۲۰) مسند احمد (۳۰٤/۲) شیخ شعیب ارناؤوط نے اسے مختلف شواہد اور طرق کی بنا پر صحیح کہا ہے۔ [الموسوعة الحديثية (۸۰٤۳)]

جنت کی نہریں

(1) ﴿ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ﴾ [البقرۃ : ۲۵] ”ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لیے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔“

(2) ﴿ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّاۗءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ڬ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَاۗءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاۗءَهُمْ ⑮ ﴾ [محمد : ۱۵]
”اس جنت کی صفت جس کا متقین سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو بد لنے والا نہیں ،اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا ذائقہ (کبھی) تبدیل نہ ہوگا ،اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہے اور صاف شفاف شہد کی نہریں ہیں ،اور وہاں ان (متقین) کے لیے ہر طرح کے پھل ہوں گے ،اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہوگی ۔ (کیا یہ لوگ) ان لوگوں کے مانند ہو سکتے ہیں جو آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور انہیں گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا ،تو وہ ان کی آنتیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔“

(3) ایک روایت میں ہے کہ ﴿ فِي الْجَنَّةِ بَحْرُ اللَّبَنِ وَ بَحْرُ الْمَاءِ وَ بَحْرُ الْعَسَلِ وَ بَحْرُ الْخَمْرِ ثُمَّ تَشَقَّقُ الْاَنْهَارُ مِنْهَا بَعْدُ ﴾ ”جنت میں دودھ کا دریا ، پانی کا دریا ، شہد کا دریا اور شراب کا دریا ہے ، پھر بعد میں ان سے نہریں نکلتی ہیں۔“(۱)

(4) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا” سیحان ، جیحان ، فرات اور نیل ، یہ تمام جنت کی نہریں ہیں۔“(۲)

(5) متعدد صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کوثر بھی جنت کی ایک نہر ہے۔(۳)

جنت کے چشمے

(1) ﴿ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ㊶ ﴾ [المرسلات : ۴۱] ”بیشک پرہیزگار لوگ سایوں میں اور بہتے چشموں میں ہوں گے۔“

---

(۱) [حسن : مسند احمد (۵/۵) دارمی (۲۸۳۶) عبد بن حمید (۴۱۰) ابن حبان (۷۴۰۹) شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔[الموسوعة الحديثية (۲۰۰۵۲)]]

(۲) [مسلم (۲۸۳۹) كتاب الجنة : باب ما في الدنيا من انهار الجنة]

(۳) [مسلم (۴۰۰) كتاب الصلاة : باب حجة من قال البسملة آية من اول كل سورة ، ابو داود (۷۸۴)]

(2) ﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ﴿٥﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ﴿٦﴾﴾ [الدهر : ٥-٦] ''بے شک نیک لوگ وہ جام پئیں گے جس کی آمیزش کافور کی ہے۔ جو ایک چشمہ ہے، جس سے اللہ کے بندے پئیں گے، اس کی نہریں نکال لے جائیں گے (جدھر چاہیں گے)۔''

(3) ﴿وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ﴿١٧﴾ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ﴿١٨﴾﴾ [الدهر : ١٧-١٨] ''اور انہیں وہاں وہ جام پلائے جائیں گے جن کی آمیزش زنجبیل (سونٹھ/خشک ادرک) کی ہو گی۔ (یہ) جنت کا ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسلبیل ہے۔''

(4) ﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾﴾ [المطففين : ٢٢-٢٨] ''یقیناً نیک لوگ (بڑی) نعمتوں میں ہوں گے۔ تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔ تو ان کے چہروں سے ہی نعمتوں کی تروتازگی پہچان لے گا۔ یہ لوگ مہر لگی خالص شراب پلائے جائیں گے۔ جس کی مہر کستوری ہوگی، سبقت لے جانے والوں کو اسی میں سبقت کرنی چاہیے۔ اور اس کی آمیزش تسنیم کی ہوگی۔ (یعنی) وہ چشمہ جس کا پانی مقرب لوگ پئیں گے۔''

جنت کے درخت اور پھل

جنت میں ہر قسم کے پھلوں والے درخت ہوں گے، جو ہمیشہ سرسبز رہیں گے، جن پر کانٹے نہیں ہوں گے، جن کے سائے بہت طویل ہوں گے اور جن کے تنے سونے کے ہوں گے۔ چند دلائل ملاحظہ فرمائیے۔

(1) ﴿إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ﴿٣١﴾ حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا ﴿٣٢﴾﴾ [النبا : ٣١-٣٢] ''یقیناً پرہیز گار لوگوں کے لیے کامیابی ہے۔ باغات ہیں اور انگور ہیں۔''

(2) ﴿فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ﴿٦٨﴾﴾ [الرحمن : ٦٨] ''ان دونوں (جنتوں) میں میوے، کھجور اور انار ہوں گے۔''

(3) ﴿فِيهِمَا مِن كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ ﴿٥٢﴾﴾ [الرحمن : ٥٢] ''ان دونوں جنتوں میں ہر قسم کے میووں کی دو قسمیں ہوں گی (یعنی ذائقے اور لذت کے اعتبار سے ہر پھل دو قسم کا ہوگا)۔''

(4) ﴿وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ﴿٢٧﴾ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ﴿٢٨﴾ وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ ﴿٢٩﴾ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ﴿٣٠﴾ وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿٣١﴾ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿٣٢﴾﴾ [الواقعة : ٢٧-٣٢] ''اور دائیں ہاتھ والے، کیا

ہی اچھے ہیں داہنے ہاتھ والے۔ وہ بغیر کانٹوں کی بیریوں۔ اور تہ بہ تہ کیلوں۔ اور لمبے لمبے سایوں۔ اور بہتے ہوئے پانیوں۔ اور بہت زیادہ پھلوں میں (ہوں گے)۔''

(5) ﴿وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ﴾ [الواقعة: ۲۰] ''اور (جنت میں) ایسے میوے ہوں گے جو ان کی پسند کے ہوں گے۔''

(6) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا﴾ ''جنت میں ایک ایسا درخت ہوگا جس کے سائے میں شہسوار سو سال چلتا رہے گا تو پھر بھی اس کا سایہ ختم نہ ہوگا۔''(۱)

(7) ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا﴾ ''میں نے جنت کو دیکھا تو اس کے انگوروں کے ایک خوشے کو پکڑ لیا اور اگر میں اسے پکڑے رکھتا تو تم رہتی دنیا تک اسے کھاتے رہتے۔''(۲)

(8) ایک روایت میں سدرۃ المنتہیٰ کے درخت کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کی طرح تھے اور اس کے پھل مقامِ ہجر کے مٹکوں کی مانند تھے۔(۳)

(9) ایک روایت میں ہے کہ کسی اعرابی نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ (جنت میں) انگور کے گچھے کتنے بڑے ہوں گے تو آپ نے فرمایا ''اگر چتکبرا کوا ایک مہینے تک اڑتا رہے جو نہ تھکے (تو وہ اس کا احاطہ نہ کر سکے)۔''(۴)

(10) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿مَا فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ إِلَّا وَسَاقُهَا مِنْ ذَهَبٍ﴾ ''جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں جس کا تنا سونے کا نہ ہو۔''(۵)

⇦ جنت میں درخت لگوانے کا نسخہ نبی کریم ﷺ نے یہ بتایا ہے کہ ''جس نے سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ کہا اس کے لیے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔''(۶)

جنت کے محلات

(1) ﴿لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّن فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ﴾

---

(۱) [بخاری (٤٨٨١) كتاب التفسير: باب قوله "وظل ممدود"، مسلم (٢٨٢٦)]

(۲) [بخاری (٧٤٨) كتاب الاذان: باب رفع البصر الى الامام فى الصلاة، مسلم (٩٠٧)]

(۳) [بخاری (٣٨٨٧) كتاب مناقب الانصار: باب المعراج، مسلم (١٦٢)]

(٤) [صحيح لغيره: صحيح الترغيب (٣٧٢٩) التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان (٧٣٧٣) مسند احمد (١٨٣/٤) شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو قابل تحسین قرار دیا ہے۔ الموسوعة الحديثية (١٧٦٤٢)]

(٥) [حسن صحيح: صحيح الترغيب (٣٧٣٢) ترمذى (٢٥٢٤) كتاب صفة الجنة: باب ما جاء فى صفة شجر الجنة]

(٦) [صحيح: السلسلة الصحيحة (٦٤) ترمذى (٣٤٦٤) كتاب الدعوات: باب ما جاء فى فضل التسبيح]

وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيعَادَ ﴾ [الزمر : ٢٠] ''لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈر گئے ان کے لیے بالا خانے ہیں، ان کے اوپر (اور) بالا خانے بنے ہوئے ہیں، جبکہ ان کے نیچے نہریں جاری ہیں، (یہ) اللہ کا وعدہ ہے، اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔''

(2) ﴿ أُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴾ [الفرقان : ٧٥] ''انہی لوگوں (عباد الرحمٰن) کو ان کے صبر کے بدلے (جنت میں) بالا خانے جزا میں دیے جائیں گے اور وہاں دعا اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال ہوگا۔''

(3) ﴿ وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴾ [سبا : ٣٧] ''اور وہ (جنت کے) بالا خانوں میں امن سے رہیں گے۔''

(4) ﴿ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ﴾ [التوبة : ٧٢] ''اور ہمیشہ کی جنتوں میں پاکیزہ محلات کا (اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے وعدہ کر رکھا ہے)۔''

(5) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَغُرَفًا يُرَى بُطُونُهَا مِنْ ظُهُوْرِهَا ... ﴾ ''بے شک جنت میں ایسے بالا خانے ہیں کہ ان کا اندرونی منظر باہر سے اور بیرونی منظر اندر سے دیکھا جا سکتا ہے، ایک اعرابی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ بالا خانے کن لوگوں کے لیے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا، اس کے لیے جو پاکیزہ گفتگو کرے، کھانا کھلائے اور رات کو اس وقت اللہ کے لیے نماز پڑھے جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔''(١)

(6) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ الْغُرْفَةَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ فِي السَّمَاءِ ﴾ ''اہل جنت، جنت میں بالا خانوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسا کہ تم آسمان پر ستارہ دیکھتے ہو۔''(٢)

(7) فرمانِ نبوی ہے کہ ''جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے اسی جیسا گھر جنت میں بنا دیں گے۔''(٣)

(8) ایک روایت میں ہے کہ جس نے سورۂ اخلاص آخر تک دس مرتبہ تلاوت کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک محل بنا دیتے ہیں۔(٤)

---

(١) [حسن : المشكاة (١٢٣٣) صحيح ترمذي ، ترمذي (٢٥٢٧) مسند احمد (١٥٥/١) شیخ شعیب ارناؤوط نے اسے حسن لغیرہ کہا ہے۔ [الموسوعة الحديثية (١٣٣٨)]

(٢) [بخاري (٦٥٥٥، ٦٥٥٦) كتاب الرقاق : باب صفة الجنة والنار ، مسلم (١٨٣٠، ٢٨٣١)]

(٣) [صحيح : صحيح ترمذي ، ترمذي (٣١٨) كتاب الصلاة : باب ما جاء في فضل بنيان المسجد]

(٤) [حسن : السلسلة الصحيحة (٥٨٩) مسند احمد (٤٣٧/٥)]



جنت کے خیمے

(1) ﴿حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ﴾ [الرحمن : ۷۲] ''حوریں ہیں جو خیموں میں مستور ہیں۔''

(2) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِی الْجَنَّةِ لَخَیْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ ، طُوْلُهَا سِتُّوْنَ مِیْلًا (فِی السَّمَاءِ) لِلْمُؤْمِنِ فِیْهَا اَهْلُوْنَ یَطُوْفُ عَلَیْهِمُ الْمُؤْمِنُ فَلَا یَرٰی بَعْضُهُمْ بَعْضًا ﴾ ''بیشک مومن کے لیے جنت میں ایک خیمہ ہوگا جو ایک جوف دار موتی سے بنا ہوگا، اس کا طول آسمان میں ساٹھ میل ہوگا، اسی خیمے میں مومن کے اہل وعیال ہوں گے، وہ ان کے پاس جائے گا لیکن وہ ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکیں گے۔''(۱)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ﴿ ثَلَاثُوْنَ مِیْلًا ﴾ ''خیمے کی چوڑائی تیس میل ہوگی۔''

جنت کے جانور اور پرندے

متعدد دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں مختلف قسم کے جانور اور پرندے بھی ہوں گے جن کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

(1) ﴿وَلَحْمِ طَیْرٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ ﴾ [الواقعة : ۲۱] ''اور (جنتی) پرندوں کا گوشت جس قسم کا چاہیں گے (کھائیں گے)۔''

(2) ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿ ... فِیْهِ طُیُوْرٌ اَعْنَاقُهَا كَاَعْنَاقِ الْجُزُرِ ﴾ ''اس (حوضِ کوثر) میں ایسے پرندے ہوں گے جن کی گردنیں اونٹوں کی طرح ہوں گی۔''(۲)

(3) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ایک آدمی نکیل والی ایک اونٹنی لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اس نے کہا 'یہ اللہ کی راہ میں (وقف) ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' تجھے اس کے بدلے جنت میں سات سو اونٹنیاں ملیں گی اور وہ سب کی سب نکیل والی ہوں گی۔''(۳)

جنت کی خوشبو

جنت کی خوشبو بھی ہوگی جسے محسوس کیا جا سکے گا جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ﴿ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ یَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَ اِنَّ رِیْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَةِ اَرْبَعِیْنَ عَامًا ﴾ ''جس نے کسی ذمی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا اور بلاشبہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جا سکے گی۔''(۴)

---

(۱) [بخاری (۴۸۷۹،۳۲۴۳) کتاب بدء الخلق : باب ما جاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة ، مسلم (۲۸۳۸)]

(۲) [صحیح : السلسلة الصحیحة (۲۵۱۴) صحیح الترغیب (۳۷۲۴) ترمذی (۲۵۴۲) احمد (۲۲۰/۳)]

(۳) [صحیح : السلسلة الصحیحة (۶۳۴) صحیح الجامع الصغیر (۵۱۵۴)]

(۴) [بخاری (۳۱۶۶) کتاب الجزیة : باب اثم من قتل معاهدا بغیر جرم]

جنت کے درجات

(1) جیسے لوگ ایمان، تقویٰ اور عمل میں مختلف ہوتے ہیں اسی طرح جنت میں بھی ان کے لیے مختلف درجات ہوں گے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ ... ﴾''جنت میں سو درجے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار فرمایا ہے، ان میں سے ہر دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔''(۱)

(2) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَرَاءَوْنَ أَوْ تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَارِبَ ... ﴾''اہل جنت، جنت میں (بالا خانوں والوں کو) اس طرح دیکھیں گے جیسے تم اُفق میں طلوع وغروب ہونے والے چمکدار ستارے کو دیکھتے ہو، یعنی اہل درجات میں فرق اس طرح ہوگا (جیسے زمین سے آسمان تک کا فرق ہے) صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا وہ انبیاء ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''ہاں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اور کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اللہ کے ساتھ ایمان لائے اور انہوں نے پیغمبروں کی تصدیق کی۔''(۲)

(3) ایک اور روایت میں ہے کہ ﴿ فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ ﴾''جنت میں سو (۱۰۰) درجے ہیں، ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔''(۳)

(4) جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ وسیلہ ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر درود بھیجو تو اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلے کا سوال کرو۔ پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول! وسیلہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا﴿ أَعْلَى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنَالُهَا إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ ﴾''جنت کا سب سے بلند و بالا درجہ جو صرف ایک آدمی کو ملے گا اور امید ہے کہ وہ میں ہوں گا۔''(٤)

(5) سب سے ادنیٰ درجے والا جنتی وہ ہوگا جسے اللہ تعالیٰ جنت میں دس زمینوں کے برابر جگہ عطا فرمائیں گے جیسا کہ ایک طویل روایت میں ہے۔(٥)

---

(۱) [بخاری (۷٤۲۳) کتاب التوحید : باب " وكان عرشه على الماء"]

(۲) [صحیح : مسند احمد (۳۳۹/۲) شیخ شعیب ارناؤوط نے اسے صحیح کہا ہے۔[الموسوعة الحديثية (۸٤۷۱)]

(۳) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (٤۲٤٥) صحیح الترغیب (۳۷۱۰) الصحیحة (۹۲۲) المشكاة (٥٦۳۲) ترمذی (۲٥۲۹) كتاب صفة الجنة : باب ما جاء في صفة درجات الجنة ، احمد (۲۹۲/۲)]

(٤) [مسند احمد (۲٦٥/۲) مسلم (۳۸٤) كتاب الصلاة : باب استحباب القول...]

(٥) [بخاری (٦٥۷۱) كتاب الرقاق : باب صفة الجنة و النار ، مسلم (۱۸٦)]

جنت کا نور

قرآن کریم میں ہے کہ ''اور وہاں (جنت میں) ان کے لیے صبح وشام رزق ہوگا۔ یہی وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اسے بنائیں گے جو متقی ہوگا۔'' [مریم : ٦٢۔٦٣]

(ابن کثیر رحمہ اللہ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ صبح وشام کے اوقات کی طرح انہیں کھانا ملے گا لیکن وہاں رات دن نہیں ہوں گے۔ اوقات کے آنے جانے کو وہ روشنیوں اور انوار وتجلیات سے پہچانیں گے۔(۱)

(شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) جنت میں نہ تو شمس وقمر ہوں گے اور نہ ہی لیل ونہار بلکہ صبح وشام کی پہچان محض اُس نور سے ہوگی جو عرش کی جانب سے ظاہر ہوگا۔(۲)

(امام قرطبی رحمہ اللہ) اہل علم کا کہنا ہے کہ جنت میں دن اور رات نہیں ہوں گے بلکہ وہاں تو ابدی نور رہوگا اور لوگوں کی شام اس وقت ہوگی جب وہ پردے لٹکا لیں گے اور دروازے بند کر لیں گے جبکہ صبح اس وقت ہوگی جب وہ پردے ہٹا دیں گے اور دروازے کھول لیں گے۔(۳)

جنت کا بازار

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوقًا يَأْتُونَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ فَتَهُبُّ رِيحُ الشِّمَالِ ... ﴾ ''جنت میں ایک بازار ہے جس میں ہر جمعہ کے دن جنتی لوگ آیا کریں گے شمال کی طرف سے ایک ہوا چلے گی جس کا گرد وغبار (مشک اور زعفران پر مشتمل ہوگا جب وہ) جنتیوں کے چہروں اور کپڑوں پر پڑے گا تو اس سے ان کے حسن وجمال میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ جب وہ لوٹ کر اپنے گھر آئیں گے تو ان کی بیویوں کا حسن وجمال بھی پہلے سے زیادہ ہو چکا ہوگا۔ بیویاں اپنے مردوں سے کہیں گی، واللہ! تمہارا حسن وجمال ہمارے بعد تو اور بھی بڑھ گیا ہے۔ جنتی لوگ کہیں گے واللہ! ہمارے بعد تمہارا حسن وجمال بھی پہلے سے مزید بڑھ گیا ہے۔''(٤)

اہل جنت

اہل جنت کے چند اوصاف

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ كُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ

---

(۱) [تفسیر ابن کثیر (۸٤۸/۳)]
(۲) [مجموع الفتاوی لابن تیمیۃ (۳۱۲/٤)]
(۳) [التذکرۃ للقرطبی (ص : ٥٠٤)]
(٤) [مسلم (۲۸۳۳) کتاب الجنۃ : باب فی سوق الجنۃ]

آدَمَ وَ طُوْلُهُ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا ﴾ ''جنت میں داخل ہونے والے ہر شخص کی صورت آدم علیہ السلام جیسی ہوگی اور اس کا قد ساٹھ (۶۰) ہاتھ بلند ہوگا۔'' (۱)

(2) ایک روایت میں ہے کہ ﴿ لَا يَبْصُقُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ ... ﴾ ''وہ (اہل جنت) نہ اس میں تھوکیں گے، نہ کھنگاریں گے اور نہ بول و براز کریں گے ... ان کا پسینہ کستوری کی طرح ہوگا ... ان میں آپس میں کوئی اختلاف اور بغض نہ ہوگا، ان سب کے دل ایک دل جیسے ہوں گے اور وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے۔'' (۲)

(3) ایک اور روایت میں ہے کہ ﴿ اَخْلَاقُهُمْ عَلَى خُلُقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ ﴾ ''ان (اہل جنت) کے اخلاق ایک ہی شخص جیسے ہوں گے۔'' (۳)

(4) اہل جنت کو نیند نہیں آئے گی کیونکہ نیند موت کی ایک قسم ہے۔ چنانچہ فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ اَلنَّوْمُ اَخُو الْمَوْتِ وَلَا يَنَامُ اَهْلُ الْجَنَّةِ ﴾ ''نیند موت کی ایک قسم ہے اور اہل جنت کو نیند نہیں آئے گی۔'' (۴)

(5) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا مُكَحَّلِيْنَ اَبْنَاءَ ثَلَاثِيْنَ اَوْ ثَلَاثٍ وَ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً ﴾ ''اہل جنت، جنت میں داخل ہوں گے تو وہ بغیر داڑھی مونچھ کے تیس (۳۰) برس کے یا تینتیس (۳۳) برس کے ہوں گے، مزید ان کی آنکھیں سرمگیں ہوں گی۔'' (۵)

جنت کی بشارت پانے والے دس (عشرہ مبشرہ) صحابہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اَبُوْبَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ ... ﴾ ''ابوبکر (رضی اللہ عنہ) جنت میں جائیں گے، عمر (رضی اللہ عنہ) جنت میں جائیں گے، عثمان (رضی اللہ عنہ) جنت میں جائیں گے، علی (رضی اللہ عنہ) جنت میں جائیں گے، طلحہ (رضی اللہ عنہ) جنت میں جائیں گے، زبیر (رضی اللہ عنہ) جنت میں جائیں گے، عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہ) جنت میں جائیں گے، سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) جنت میں جائیں گے، سعید بن زید (رضی اللہ عنہ) جنت میں جائیں گے اور ابوعبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنہ) جنت میں جائیں گے۔'' (۶)

---

(۱) [مسلم (۲۸۴۱) کتاب الجنة : باب یدخل الجنة اقوام افئدتهم مثل افئدة الطیر]

(۲) [بخاری (۳۲۴۵) کتاب بدء الخلق : باب ما جاء فی صفة الجنة ، مسلم (۲۸۳۴) احمد (۳۱۶/۲)]

(۳) [بخاری (۳۳۲۷) کتاب احادیث الانبیاء : باب خلق آدم وذریته ، مسلم (۲۸۳۴) ابو یعلی (۴۷۰/۱۰)]

(۴) [**صحیح** : السلسلة الصحیحة (۱۰۸۷) طبرانی اوسط (۸۸۱۶)]

(۵) [**صحیح** : صحیح الجامع (۸۰۷۲) صحیح الترغیب (۳۶۹۸) ترمذی (۲۵۴۵) احمد (۲۹۵/۲)]

(۶) [**صحیح** : المشکاة (۶۱۱۰، ۶۱۱۱) ترمذی (۳۷۴۷) کتاب المناقب : باب مناقب عبد الرحمن بن عوف ، مسند احمد (۱۸۷/۱) شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ [الموسوعة الحدیثیة (۱۶۲۹)]

عشرہ مبشرہ کے علاوہ جنت کی بشارت پانے والے چند دیگر حضرات

اس حوالے سے چند احادیث ملاحظہ فرمائیے:

(1) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے دیکھا۔(۱)

(2) حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سید الشہداء (شہداء کے سردار) ہیں۔(۲)

(3) نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کے دو درجے دیکھے۔(۳)

(4) جنت میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی ایک نوجوان دوشیزہ نے نبی کریم ﷺ کا استقبال کیا۔(٤)

(5) عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بھی جنتیوں میں سے ہیں۔(٥)

(6) نبی ﷺ نے جنت میں حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی قرائت سنی۔(٦)

(7) فرمانِ نبوی ہے کہ ورقہ بن نوفل کو گالی مت دو میں نے اس کے لیے ایک جنت دیکھی ہے۔(۷)

(8) نبی ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو جنت میں اپنے آگے چلتے دیکھا۔(۸)

(9) فرمانِ نبوی ہے کہ ابوالدحداح رضی اللہ عنہ کے لیے جنت میں کتنے ہی پھلدار کھجور کے درخت ہوں گے۔(۹)

اہل جنت کے سردار

(1) نبی ﷺ نے فرمایا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اہل جنت کے بڑی عمر کے لوگوں کے سردار ہوں گے۔(۱۰)

(2) ایک روایت میں ہے کہ حسن وحسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔(۱۱)

(3) اہل جنت کی عورتوں میں سب سے افضل اور تمام جنتی عورتوں کی سردار چار عورتیں ہیں؛ خدیجہ بنت خویلد،

---

(۱) [**صحیح**: صحیح الجامع الصغیر (۳۳٦۳) مسند ابو یعلی (٦٤٦٤) مستدرك حاكم (٤٩٣٥)]

(۲) [**صحیح**: السلسلة الصحيحة (۳۷٤) صحيح الترغيب (۲۳۰۸) طبرانی اوسط (۲۳۸/٤)]

(۳) [**صحیح**: صحيح الجامع الصغير (۳۳٦۷) الصحيحة (۱٤۰٦) ابن عساكر (٥۱۲/۱۹)]

(٤) [**صحیح**: صحيح الجامع الصغير (۳۳٦٦) السلسلة الصحيحة (۱۸٥۹)]

(٥) [**صحیح**: صحيح الجامع الصغير (۳۹۷٥) صحيح ابن حبان (۷۱٦٥) طبرانی كبير (۲۳۸)]

(٦) [**صحیح**: السلسلة الصحيحة (۹۱۳) صحيح الجامع (۳۳۷۱) شرح السنة للبغوی (۲٥٦/٦)]

(۷) [**صحیح**: صحيح الجامع الصغير (۷۳۲۰) السلسلة الصحيحة (٤۰٥) حاكم (٦٦٦/۲) ديلمی (۱۳/٥)]

(۸) [**صحیح**: صحيح الجامع الصغير (۳۳٦۹) طبرانی اوسط (۱۸۸/٦) مسند احمد (۲٥۹/٥)]

(۹) [مسند احمد (۱٤٦/۳) مسلم (۹٦٥) كتاب الجنائز: باب ركوب المصلی علی الجنازة]

(۱۰) [**صحیح**: السلسلة الصحيحة (۸۲٤) ترمذی (۳٦٦٤) ابن ماجه (۹٥) ابن حبان (٦۸٦٥)]

(۱۱) [**صحیح**: صحيح الجامع الصغير (۳۱۸۲) الصحيحة (۷۹٦) ترمذی (۳۷۸۱) ابن ماجه (۱۱۸)]

فاطمہ بنت محمد، مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہن (فرعون کی بیوی)۔ (۱) ایک دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں کہ مریم بنت عمران کے بعد جنتی عورتوں کی سردار تین عورتیں ہیں؛ فاطمہ، خدیجہ اور آسیہ (فرعون کی بیوی)۔ (۲)

اکثر اہل جنت کمزور لوگ ہوں گے

(1) نبی کریم ﷺ نے صحابہ سے کہا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ اہل جنت کون ہیں؟ پھر فرمایا ﴿كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ﴾ "ہر ضعیف و ناتواں جو اگر اللہ تعالیٰ کو قسم دے دے تو وہ اس کی قسم کو پورا کر دے (وہ اہل جنت میں سے ہے)۔" (۳) امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہاں ایسے لوگ مراد ہیں جنہیں ان کے دنیوی کمزور حالات کی وجہ سے (عام) لوگ کمزور و حقیر سمجھتے ہیں اور ان پر جبر و زیادتی کرتے ہیں۔ اور حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اکثر جنتی ایسے لوگ ہی ہوں گے۔ (٤)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ﴾ "میں نے جنت میں جھانکا تو اس کے اکثر رہائشی فقیر لوگ تھے۔" (٥)

اکثر اہل جنت خواتین ہوں گی

اگرچہ بعض روایات میں ہے کہ اکثر عورتیں جہنم میں جائیں گی (٦) لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جنت میں مردوں کی تعداد عورتوں سے زیادہ ہوگی۔ کیونکہ جنت میں ہر عورت کا ایک شوہر ہوگا جب کہ ہر مرد کی دنیوی بیوی کے علاوہ مزید دو جنتی حوریں بھی ہوں گی اور پھر اعمال کے حساب سے ان جنتی حوروں میں اضافہ بھی ہوتا جائے گا جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ شہید کی ستر جنتی حوروں سے شادی کرائی جائے گی۔ لہٰذا جنت میں مردوں کی بہ نسبت عورتوں کی تعداد زیادہ ہی ہوگی۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے بھی یہی توضیح فرمائی ہے۔ (۷) علاوہ ازیں جس روایت میں ہے کہ "جنت میں عورتوں کی تعداد کم ہوگی"۔ (۸) علامہ عبدالرؤوف المناوی رحمہ اللہ اس

---

(۱) [صحيح: السلسلة الصحيحة (۱۵۰۸) ابن حبان (۷۰۱۰) مسند احمد (۲۹۳/۱)]

(۲) [صحيح: السلسلة الصحيحة (۱٤۲٤) صحيح الجامع (۳٦۷۸) طبراني اوسط (۱۱۰۷)]

(۳) [بخاری (٦٦٥٧، ٤٩١٨) كتاب التفسير: باب "عتل بعد ذالك زنيم"، مسلم (۲۸۵۳) ابو داؤد (٤٨٠١) ترمذی (۲٦۰۵) السنن الكبرى للنسائي (۱۱٦۱۵) مسند احمد (۳۰٦/٤)]

(٤) [شرح مسلم للنووی (۱۸۷/۱۷)]

(٥) [بخاری تعليقا (٦٤٤٩) مسلم (۲۷۳۷) عبد بن حميد (٦٩١) نسائی في السنن الكبرى (۹۲٦۲)]

(٦) [مسلم (۲۷۳۷) نسائی فی السنن الكبرى (۹۲٦۲)]

(۷) [مجموع فتاوی ابن باز (۳۵/۲)]

(۸) [مسلم (۲۷۳۸) كتاب الذكر والدعاء: باب اكثر اهل الجنة الفقراء]

کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب ابھی عورتیں جہنم سے اپنے گناہوں کی سزا پا کر جنت میں داخل نہیں ہوئی ہوں گی اور جب وہ جنت میں داخل ہو جائیں گی تو پھر ان کی تعداد بڑھ جائے گی۔(۱) کچھ اہل علم نے یہ بھی کہا ہے کہ جنت میں اُن عورتوں کی تعداد مردوں سے کم ہو گی جو دنیوی ہیں لیکن اگر جنتی حوروں کو بھی ان دنیوی عورتوں کے ساتھ ملایا جائے تو پھر عورتوں کی تعداد زیادہ ہو گی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

جنت میں امتِ محمدیہ کی تعداد

ایک طویل روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مجھے امید ہے کہ تم تمام اہل جنت کے ایک چوتھائی کے برابر ہو گے۔ صحابہ نے یہ سن کر اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا، مجھے امید ہے کہ تم تمام اہل جنت کے ایک تہائی کے برابر ہو گے۔ صحابہ نے پھر اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا ﴿اِنِّیْ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ﴾ ''مجھے امید ہے کہ تم تمام اہل جنت کا نصف ہو گے۔''(۲)

بلوغت سے پہلے فوت ہونے والے بچے

اہل ایمان کے فوت ہونے والے نابالغ بچے تو جنت میں ہوں گے۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ''چھوٹے بچے جنت میں بلا رکاوٹ چلتے پھرتے ہوں گے' وہ اپنے والد سے ملیں گے' اس کے لباس کو پکڑے رکھیں گے' اس سے جدا نہیں ہوں گے جب تک اس کو جنت میں داخل نہیں کرائیں گے۔''(۳) ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''جس مسلمان کے بھی تین نابالغ بچے مر جائیں تو اللہ تعالیٰ ان بچوں پر اپنے فضل و رحمت کی وجہ سے اسے جنت میں داخل فرما دیں گے۔''(٤) امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ علمائے اسلام کی ایک بڑی تعداد کا اس پر اجماع ہے کہ جو مسلمان بچہ فوت ہو جائے وہ جنتی ہے۔(۵)

تاہم ایک موقع پر نبی کریم ﷺ سے مشرکین کی نابالغ فوت ہونے والی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ''اللہ ہی خوب جانتا ہے جو بھی وہ عمل کرنے والے ہوتے۔''(٦) البتہ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صحیح مذہب محققین کا ہے اور وہ یہ ہے کہ مشرکین کی فوت ہونے والی نابالغ اولاد بھی جنتی ہے۔(۷)

---

(۱) [فیض القدیر (۲/۵٤۳)]

(۲) [بخاری (۳۳٤۸، ٦٥٣٠، ٦٥٢٨) كتاب احادیث الانبیاء : باب قصة یاجوج وماجوج، مسلم (۲۲۰) كتاب الایمان : باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین، ترمذی (۲٤٤٦)]

(۳) [مسلم (۲٦۳٥) كتاب البر والصلة والآداب : باب فضل من یموت له ولد فیحتسبه]

(٤) [بخاری (۱۳۸۱) كتاب الجنائز : باب ما قیل فی أولاد المسلمین]

(۵) [شرح مسلم للنووی (۸/۲٥٦)]

(٦) [بخاری (۱۳۸٤) مسلم (۲٦٥۸)]

(۷) [شرح مسلم للنووی (۸/۲٥٦)]

جنت کی نعمتیں

جنت کی نعمتیں دنیاوی اشیاء سے بہت بہتر ہیں

(1) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ ﴾ [النساء : ٧٧] ''(اے نبی!) کہہ دیجئے دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے اور آخرت ہی بہتر ہے اس کے لیے جس نے تقویٰ اختیار کیا۔''

(2) فرمانِ نبوی ہے کہ ''جنت میں ایک کوڑے (چھڑی) کے برابر جگہ دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہے۔''(١)

(3) ایک روایت میں ہے کہ ﴿ لَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ﴾ ''اور جنت میں تم میں سے ایک شخص کی کمان کی جگہ اُن تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے۔''(٢)

یہاں یہ یاد رہے کہ دنیا کے مقابلے میں آخرت و جنت کی اس فضیلت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ترکِ دنیا کی روش اپنائی جائے جیسا کہ بہت سے صوفی اور درویش قسم کے لوگ یہ رائے رکھتے ہیں کہ اُخروی نعمتوں کا حصول تب ہی ممکن ہے جب دنیا میں تمام نعمتوں اور لذتوں سے کنارہ کشی اختیار کی جائے، چنانچہ وہ پھٹے پرانے کپڑے پہنتے ہیں، بھوکے رہتے ہیں اور اپنے جسم کو مختلف قسم کی سختیوں سے گزارتے رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی حالت اپنانا بھی اسلام کے منافی ہے اور جن کھانے پینے اور پہننے کی اشیاء کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے ان سے حسبِ ضرورت فائدہ اٹھانا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ زیب و زینت اور رزق کو اپنے اوپر حرام کرنے والوں کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ

﴿ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ ۚ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾ [الاعراف : ٣٢] ''(اے نبی!) کہہ دیجئے، جو زینت اور کھانے پینے کی پاکیزہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں، وہ کس نے حرام کی ہیں؟ کہہ دیجئے: یہ (پاکیزہ چیزیں) دنیا کی زندگی میں ان لوگوں کے لیے بھی ہیں جو ایمان لائے، جبکہ قیامت کے دن یہ خالص مومنوں ہی کے لیے ہوں گی۔''

جنت میں بغیر حساب رزق اور ہر من چاہی نعمت ملے گی

(1) ﴿ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾ [المومن : ٤٠] ''یہی (باعمل

---

(١) [بخاری (٣٢٥٠) کتاب بدء الخلق]

(٢) [بخاری (٢٧٩٢، ٢٧٩٦) ابن ماجه (٢٧٥٧) ابو یعلی (٣٧٧٥)]

مومن) لوگ جنت میں داخل ہوں گے، وہاں انہیں بے حساب رزق دیا جائے گا۔"

(2) ﴿ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۖ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴾[الزخرف : ۷۱] "اور اس (جنت) میں جس چیز کو ان کے دل چاہیں گے اور (ان کی) آنکھیں متلذذ ہوں گی (وہ موجود ہوگی) اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔"

(3) ﴿ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴾[حمٓ السجدة : ۳۱] "اور اس (جنت) میں تمہارے لیے وہ (سب کچھ) ہے جو تمہارے جی چاہیں گے اور اس میں تمہارے لیے وہ (سب کچھ) ہے جو تم مانگو گے (یعنی جو چیز بھی طلب کرو گے وہ موجود ہوگی اور تمہاری طلب وخواہش کے مطابق تمہارے سامنے حاضر ہوگی)۔"

اہل جنت کا کھانا پینا

(1) ﴿ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ۝ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴾[الواقعة : ۲۰-۲۱] "اور (جنتیوں کے لیے) ایسے پھل ہوں گے جو وہ پسند کریں گے۔ اور پرندوں کا گوشت جو وہ چاہیں گے۔"

(2) ﴿ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴾[الحاقة : ۲۴] "(اہل جنت سے کہا جائے گا) مزے سے کھاؤ اور پیو ان (اعمال) کے بدلے جو تم نے گزرے دنوں میں آگے بھیجے۔"

(3) ﴿ يُطَافُ عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ۝ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ۝ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنزَفُونَ ﴾[الصافات : ۴۵-۴۷] "ان کے لیے جاری چشمے سے شراب (طہور) کا بھرا جام پھرایا جائے گا۔ سفید رنگ (بالکل صاف شفاف) پینے والوں کے لیے لذت (والی ہوگی)۔ نہ اس سے سر چکرائے گا اور نہ وہ اس سے مدہوش ہوں گے (یعنی ان کی عقلیں زائل نہیں ہوں گی)۔"

(4) ایک یہودی عالم نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا جب جنتی، جنت میں داخل ہوں گے تو انہیں کیا تحفہ ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ زِيَادَةُ كَبِدِ النُّوْنِ ﴾ "مچھلی کے جگر کا بڑھا ہوا حصہ۔" پھر اس نے پوچھا اس کے بعد انہیں کیا غذا دی جائے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، ان کے لیے جنت کے اس بیل کو ذبح کیا جائے گا جو جنت ہی کی اطراف واکناف میں چرا کرتا تھا۔ اس نے پوچھا، اس کے ساتھ وہ کیا پئیں گے؟ آپ نے فرمایا، وہ جنت کے ایک ایسے چشمے سے پانی پئیں گے جس کا نام سلسبیل ہے۔"(۱)

علاوہ ازیں جنت میں دودھ، شراب، شہد اور صاف پانی کی نہریں ہوگی جن سے جنتی پئیں گے۔ غرض جو وہ

(۱) [مسلم (۳۱۵) كتاب الحيض : باب صفة مني الرجل والمرأة]

چاہیں گے کھائیں پئیں گے اور ہر چیز ایسی بہترین وخوش ذائقہ ہوگی جس کے متعلق کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔

⇦ یہاں یہ واضح رہے کہ اہل جنت کا کھانا کسی گندگی یا نجاست کا ذریعہ نہیں بنے گا بلکہ پیشاب پاخانے کی بجائے ایک کستوری کی خوشبو والا ڈکار آئے گا جس سے کھانا ہضم ہو جائے گا اور وہ پھر دوبارہ کھانے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔ چنانچہ فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ يَأْكُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فِيهَا وَ يَشْرَبُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَ لَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَبُولُونَ وَلَكِنْ طَعَامُهُمْ ذَاكَ جُشَاءٌ (كَرِيحِ الْمِسْكِ) يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَ التَّقْدِيسَ كَمَا يُلْهَمُونَ النَّفَسَ ﴾ ''اہل جنت، جنت میں کھائیں گے، پئیں گے مگر نہ انہیں پاخانے کی حاجت ہوگی اور نہ ناک سے رینٹ نکالیں گے اور نہ انہیں پیشاب کی حاجت ہوگی بلکہ ان کا کھانا ایک ایسا ڈکار ہوگا (جس سے ہضم ہو جائے گا اور) جس کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی اور ان کی تسبیح وتقدیس کا الہام اس طرح جاری وساری ہوگا جس طرح (کسی تکلف یا انقطاع کے بغیر) سانس کی آمد ورفت کا سلسلہ جاری وساری ہوتا ہے۔''(۱)

اہل جنت کے برتن

(1) ﴿ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِآنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا۠ ﴾[الدهر : ۱۵] ''اور ان (اہل جنت) پر چاندی کے برتن اور شیشے کے ساغر پھرائے جائیں گے۔''

(2) ﴿ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّأَكْوَابٍ ﴾[الزخرف : ۷۱] ''اور ان پر سونے کی رکابیوں اور ساغروں کے دور چل رہے ہوں گے۔''

(3) ﴿ بِأَكْوَابٍ وَّأَبَارِيقَ ۙ وَكَأْسٍ مِّنْ مَّعِينٍ ﴾[الواقعة : ۱۸] ''ساغر، صراحیاں اور شراب کے جاری چشمے سے چھلکتے جام لیے ہوئے (جنتیوں کے خادم ان کے پاس آتے جاتے ہوں گے)۔''

دراصل اکواب ان کوزوں کو کہتے ہیں جن کے نہ دستے ہوں اور نہ ٹونٹی اور اباریق ان کوزوں کو کہتے ہیں جن کے دستے بھی ہوں اور ٹونٹی بھی اور کأس کا معنی گلاس ہے۔ علاوہ ازیں ان آیات سے معلوم ہوا کہ اہل جنت کے برتن سونے چاندی کے ہوں گے۔

(4) حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ ... ﴾ ''(جنت میں) دو باغ چاندی کے بنے ہوں گے، ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہوگا (سب چاندی کا بنا ہوگا) اور دو باغ سونے کے ہوں گے، ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہوگا (سب سونے کا ہوگا)۔''(۲)

---

(۱) [مسلم (۲۸۳۵) كتاب الجنة وصفة نعيمها : باب في صفات الجنة واهلها ، ابوداود طيالسي (۱۸۸۵)]

(۲) [مسلم (۱۸۰) كتاب الايمان : باب اثبات رؤية المؤمنين ، ترمذي (۲۵۲۸) ابن ماجه (۱۸۶)]

اہل جنت کے خادم

(1) ﴿ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ﴾ [الدھر : ۱۹] ''اوران (اہل جنت) کی خدمت میں سدا نوخیز ہی رہنے والے لڑکے پھرتے ہوں گے۔ جب تو انہیں دیکھے گا تو انہیں بکھرے ہوئے موتی سمجھے گا (یعنی جب آپ انہیں اہل جنت کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کثرت سے آتے جاتے دیکھیں گے اور پھر ان کے چہروں کی خوبصورتی اور ان کے رنگوں، کپڑوں اور زیورات کے حسن وجمال کو دیکھیں گے تو خیال کریں گے کہ گویا وہ بکھرے ہوئے موتی ہیں، اس سے زیادہ خوبصورت اور کوئی تشبیہ نہیں ہوسکتی کیونکہ خوبصورت مقام پر بکھرے ہوئے موتیوں سے بڑھ کر اور کوئی منظر حسین نہیں ہوسکتا)۔''

(2) ﴿ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۝ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ﴾ [الواقعۃ : ۱۷۔۱۸] ''ان کے پاس سدا لڑکے ہی رہنے والے لڑکے آتے جاتے ہوں گے (یعنی ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہنے والے، نہ بڑے ہوں گے نہ بوڑھے اور نہ ہی ان کی شکل وصورت میں کوئی تبدیلی آئے گی)۔ ساغر، صراحیاں اور شراب کے جاری چشمے سے چھلکتے جام لیے ہوئے۔''

اہل جنت کا لباس اور زیور

(1) ﴿ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴾ [الفاطر : ۳۳] ''ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں وہ (اہل جنت) داخل ہوں گے، وہاں انہیں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس ریشمی ہوگا۔''

(2) ﴿ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ ۖ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ ﴾ [الدھر : ۲۱] ''ان (اہل جنت کے تن) پر باریک، سبز اور دبیز ریشم کے کپڑے (لباس) ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔''

(3) ﴿ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ ﴾ [الکھف : ۳۱] ''وہاں (جنت میں) ان (اہل جنت) کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ باریک اور موٹے ریشم کے سبز کپڑے پہنیں گے۔''

(4) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوءُ ﴾ ''مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے۔''(۱)

---

(۱) [مسلم (۲۵۰) کتاب الطھارۃ : باب تبلغ الحلیۃ ...]

(5) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ ﴿ اَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَ رَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَ مَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ ﴾ ''ان (جنتیوں) کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی، ان کا پسینہ کستوری کا ہوگا، ان کی انگیٹھیوں میں اگر کی لکڑی ہوگی (لوبان کی خوشبودار لکڑی)۔''(۱)

(6) ایک روایت میں ہے کہ شہید کے سر پر عزت اور وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا صرف ایک ہی یاقوت دنیا اور اس میں جو ہے سب سے قیمتی ہے۔(۲)

اہل جنت کے بستر اور مسندیں

(1) ﴿مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ﴾[الرحمن : ٥٤] ''(اہل جنت) ایسی مسندوں پر تکیے لگائے (بیٹھے یا لیٹے) ہوں گے جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے (یعنی موٹے ریشم کے، بالفاظ دیگر ان بچھونوں کا ظاہر بھی بہت اعلیٰ اور باطن بھی بہت نفیس ہوگا)۔''

(2) ﴿مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ﴾[الرحمن : ٧٦] ''سبز اور نہایت نفیس و نادر قالینوں پر تکیے لگائے (بیٹھے یا لیٹے) ہوں گے۔''

(3) ﴿ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴾[الواقعة : ١٥-١٦] ''وہ زر و جواہر (لعل و یاقوت وغیرہ) سے جڑے تختوں پر (بیٹھے) ہوں گے۔ ان پر آمنے سامنے تکیے لگائے ہوئے۔''

(4) ﴿فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ وَّ نَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ وَّ زَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ﴾ [الغاشية : ١٣-١٦] ''اس میں اونچے تخت ہوں گے (یعنی ایسے تخت جو بلند، بہت ملائم اور بہت زیادہ بستروں والے ہوں گے)۔ اور جام رکھے ہوں گے۔ اور قطاروں میں گاؤ تکیے لگے ہوں گے۔ اور عمدہ غالیچے بچھے ہوں گے۔''

(5) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اہل جنت ایسے تختوں پر جلوہ افروز ہوں گے جو سونے سے بنے ہوئے ہوں گے۔(۳)

اہل جنت کی خواہشات

(1) ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اہل جنت میں سے ایک شخص اپنے رب سے کھیتی باڑی کرنے کی اجازت طلب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کیا تو اپنی موجودہ حالت پر راضی نہیں ہے؟ وہ کہے گا، کیوں

---

(۱) [بخاری (٣٣٢٧) كتاب احاديث الانبياء : باب خلق آدم وذريته ، مسلم (٢٨٣٤)]

(۲) [صحيح : صحيح الترغيب (١٣٧٥) ترمذى (١٦٦٣) ابن ماجة (٢٧٩٩) احمد (١٣١/٤)]

(۳) [تفسير ابن جرير الطبرى (٢٢٤/٢٧)]

نہیں! لیکن میرا جی کھیتی باڑی کرنے کو چاہتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر وہ بیج ڈالے گا، پلک جھپکنے میں ہی وہ اُگ آئے گا، پک جائے گا، کاٹ بھی لیا جائے گا اور اس کے دانے پہاڑوں کی طرح ہو جائیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے ابن آدم! اسے رکھ لے، تجھے کوئی چیز آسودہ نہیں کر سکتی۔ (۱)

(2) ایک مومن جنت میں اولاد کی خواہش کرے گا تو بچے کا حمل اور ولادت لمحہ بھر میں ہی واقع ہو جائے گی۔ (۲)

(3) شہدا یہ خواہش کریں گے کہ انہیں دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے اور وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے دوبارہ شہید ہوں۔ (۳)

اہل جنت کا اکٹھے ہونا اور باہم گفت وشنید کرنا

قرآن کریم میں مذکور ہے کہ جنتی جب جنت میں ایک دوسرے سے ملیں گے تو دنیا کے احوال کا تذکرہ کریں گے کہ وہ کن کن مصائب ومشکلات سے دوچار تھے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ شکر ادا کریں گے کہ جس نے انہیں دوزخ کے عذاب سے نجات دے کر لازوال نعمتوں والی جنت میں داخل فرما دیا۔

(1) ﴿فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ ... فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ۝﴾ [الصافات : ۵۰۔۶۱] ''وہ (جنتی) ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر باہم پوچھیں گے۔ ان میں سے ایک کہے گا بے شک میں (اور دنیا میں) میرا ایک ہم نشین تھا۔ جو کہتا تھا، کیا بھلا تو بھی (قیامت کی) تصدیق کرنے والوں میں سے ہے؟ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا واقعی ہم (اٹھا کر) بدلہ دیئے جائیں گے۔ وہ جنتی (ساتھیوں سے) کہے گا کیا تم (جہنم میں) جھانک کر دیکھو گے؟ پھر وہ جھانکے گا تو اسے جہنم کے درمیان میں (گرا ہوا) دیکھے گا۔ وہ (اس سے) کہے گا، اللہ کی قسم! یقیناً قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر ڈالتا۔ اور اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں ضرور حاضر کیے ہوؤں (مجرموں) میں سے ہوتا۔ (جنتی ساتھیوں سے کہے گا) تو کیا پس (اب) ہم مرنے والے نہیں۔ اپنے پہلی بار مرنے کے سوا اور نہ ہمیں عذاب ہی ہوگا۔ بلاشبہ یہ تو بہت بڑی کامیابی ہے۔ عمل کرنے والوں کو تو ایسی ہی (کامیابی) کے لیے عمل کرنے چاہییں۔''

(2) ﴿وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ... عَذَابَ السَّمُوْمِ ۝﴾ [الطور : ۲۵۔۲۷] ''اور وہ (اہل جنت) ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر باہم (حال) پوچھیں گے۔ وہ کہیں گے، بلاشبہ ہم (اس سے) پہلے اپنے اہل وعیال میں (اللہ سے) ڈرا کرتے تھے۔ پھر اللہ نے ہم پر احسان کیا اور اس

---

(۱) [بخاری (۲۳۴۸) کتاب المزارعة : باب]

(۲) [**صحیح** : صحیح ابن ماجه (۳۵۰۰) ابن ماجه (۴۳۳۸) کتاب صفة الجنة]

(۳) [مسلم (۱۸۸۷) کتاب الامارة : باب بیان ان ارواح الشهداء فی الجنة]

نے ہمیں (جھلسا دینے والی) لو کے عذاب سے بچا لیا۔''

اہل جنت کی بیویاں

جنت میں اہل ایمان کو پاکباز، نیچی نگاہوں والی، شرم وحیا کی پیکر، انتہائی خوبصورت بیویاں عطا کی جائیں گی۔ جنتی بیویاں دو طرح کی ہوں گی؛ ایک وہ جو دنیا میں بھی اہل ایمان کی بیویاں تھیں اور پھر اعمالِ صالحہ بجالا کر جنت میں داخل ہوئیں، وہ جنت میں بھی اپنے اپنے دنیوی شوہروں کی ہی بیویاں ہوں گی، اللہ تعالیٰ انہیں حسن وجمال میں جنتی عورتوں سے بھی زیادہ خوبصورت بنا دے گا اور دوسری قسم اُن بیویوں کی ہوگی جنہیں اللہ تعالیٰ نے جنت میں پیدا کر رکھا ہے، انہی کو حوریں کہا جاتا ہے۔ چند دلائل حسب ذیل ہیں۔

(1) ﴿ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ۝ ﴾ [الزخرف : ۷۰] ''تم جنت میں داخل ہو جاؤ، تم اور تمہاری بیویاں خوش حال ہو گے۔''

(2) ﴿ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ﴾ [البقرة : ۲۵] ''اور ان کے لیے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی۔''

(3) ﴿ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ ﴾ [الدخان : ۵٤] ''اور ہم نے ان کے نکاح موٹی موٹی آنکھوں والی حوروں سے کر دیے ہیں۔''

(4) ''بیشک متقی لوگوں کے لیے کامیابی ہے۔ باغات اور انگور ہیں۔ اور نوجوان (اُبھری ہوئی چھاتیوں والی) ہم عمر عورتیں (ہیں)۔'' [النباء : ۳۱۔۳۳]

(5) ''بلاشبہ ہم ان (کی بیویوں) کو ایک نئے سرے سے ہی پیدا کریں گے، پھر ہم انہیں کنواریاں ہی رکھیں گے، دل رُبا، ہم عمر۔'' [الواقعة : ۳۵۔۳۷]

(6) ''اور (اہل جنت کے لیے) موٹی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ جیسے غلاف میں لپٹے ہوئے موتی (یعنی سفیدی اور صفائی کے اعتبار سے وہ تروتازہ موتیوں کی طرح ہوں گی)۔'' [الواقعة : ۲۲۔۲۳]

(7) ''حوریں جو خیموں میں محفوظ ہوں گی ... ان سے پہلے انہیں کسی انسان اور کسی جن نے ہاتھ نہیں لگایا ہوگا۔'' [الرحمن : ۷۲۔۷٤]

(8) ''ان (جنتوں) میں جھکی نظروں والی (شرمیلی اور باحیا حوریں) ہوں گی، ان سے پہلے انہیں کسی انسان اور کسی جن نے ہاتھ نہیں لگایا ہوگا... گویا وہ ہیرے اور موتی ہیں۔'' [الرحمن : ۵٦۔۵۸]

(9) ایک حدیث میں ہے کہ ''ہر جنتی کو اللہ تعالیٰ دو دو ایسی بیویاں عطا فرمائے گا جن کی پنڈلیوں کی چربی گوشت میں سے نظر آ رہی ہوگی اور جنت میں کوئی شخص بھی بیوی کے بغیر نہ ہوگا۔''(۱)

---

(۱) [مسلم (۲۸۳٤) کتاب الجنة وصفة نعيمها : باب اول زمرة تدخل الجنة، بخاری (۳۲٤۵)]

(10) فرمانِ نبوی ہے کہ ''اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے ایک عورت دنیا کی طرف جھانک لے تو آسمان وزمین کے درمیان کا یہ سارا حصہ اس کی خوشبو سے بھر کر پاکیزہ ہو جائے، اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ قیمتی ہے۔''(۱)

(11) ایک روایت میں ہے کہ (جنت میں) مرد ایک دن میں سو کنواری دوشیزاؤں سے ہم بستری کرے گا۔(۲)

جنت میں کوئی لغو چیز نہ ہوگی

(1) ﴿لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا﴾ [مریم: ٦٢] ''وہ اس (جنت) میں سلام کے سوا کوئی بے ہودہ کلام نہ سنیں گے (یعنی ان باغہائے بہشت میں سلام کے سوا کوئی لغو یا بے ہودہ کلام نہیں ہوگا)۔''

(2) ﴿لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ﴿٢٣﴾﴾ [الطور: ٢٣] ''اس (جنت) میں نہ تو بے ہودہ گوئی ہوگی اور نہ گناہ (کا کام، یعنی اس میں نہ کوئی لغو کلام ہوگا جو فائدے سے خالی ہو اور نہ کوئی جھوٹ اور گناہ کا کام بلکہ وہ تو سلامتی کا گھر ہوگا اور اس میں ہر چیز نقص اور عیب سے پاک صاف ہوگی)۔''

اہل جنت کے خاندان کو بھی باہم اکٹھا کر دیا جائے گا

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ ﴿٢١﴾﴾ [الطور: ٢١] ''اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی، تو ہم ان کی اولاد کو (جنت میں) ان سے ملا دیں گے اور ہم ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہیں کریں گے۔ ہر شخص اس کے عوض جو اس نے کمایا گروی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا دیدار ایک عظیم نعمت ہوگی

(1) ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾﴾ [القیامة: ٢٢-٢٣] ''اس دن کچھ چہرے تروتازہ (یعنی بارونق، بڑے حسین وجمیل، روشن اور مسرور) ہوں گے۔ اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے (یعنی وہ اپنے رب تعالیٰ کا حقیقی طور پر دیدار کر رہے ہوں گے)۔''

(2) صحیح بخاری میں ایک حدیث ان لفظوں میں ہے کہ ﴿إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا﴾ ''بے شک تم

---

(۱) [بخاری (٢٧٩٦) کتاب الجهاد والسير: باب الحور العين، مسند احمد (١٤١/٣)]

(۲) [صحيح: السلسلة الصحيحة (٣٦٧) طبراني اوسط (٧٦/٤) ابو يعلى (٣٢٦/٤)]

عنقریب اپنے رب تعالیٰ کا کھلم کھلا سامنے دیدار کرو گے۔"(۱)

(3) ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا تو فرمایا﴿ إِنَّكُمْ تَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ ﴾ "یقیناً تم اپنے رب کا دیدار اسی طرح کرو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔"(۲)

(4) حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب اہل جنت، جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تم کچھ اور بھی چاہتے ہو؟ تو جنتی جواب دیں گے (اے اللہ! ہم اور کیا چاہیں؟) کیا تو نے ہمارے چہروں کو منور نہیں کر دیا؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں فرمادیا؟ کیا تو نے ہمیں جہنم سے نجات عطا نہیں فرمادی؟ اس وقت اللہ تعالیٰ حجاب کو دور فرمادے گا، تو اہل جنت کو کوئی ایسی نعمت نہیں ملی ہو گی جو انہیں اپنے رب کے دیدار سے بڑھ کر عزیز ہو اور یہی الزیادة (مزید) ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾ [یونس : ۲۶] "جن لوگوں نے نیک کام کیے ان کے لیے بھلائی اور مزید (دیدار الٰہی) ہے۔"(۳)

اللہ تعالیٰ کی رضامندی جنت کی سب سے بڑی نعمت ہوگی

(1) ﴿وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ [التوبة : ۷۲] "اور اللہ کی رضامندی تو سب سے بڑھ کر نعمت ہے (یعنی اہل جنت جن نعمتوں سے شادکام ہوں گا، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ان سب سے بڑی اور عظیم الشان نعمت ہوگی)۔"

(2) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ : يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ ! فَيَقُوْلُوْنَ : لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ ... ﴾ "بے شک اللہ عزوجل اہل جنت سے فرمائے گا، اے اہل جنت! وہ عرض کریں گے، اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں اور تیری فرمانبرداری کے لیے تیار ہیں اور ہر قسم کی خیر وخوبی تیرے ہی ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تم خوش ہو؟ وہ عرض کریں گے، اے ہمارے رب! ہم کیوں خوش نہ ہوں کہ تو نے ہمیں ان نعمتوں سے سرفراز فرمادیا ہے جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی عطا نہیں فرمائی ہوں گی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا میں تمہیں ان سے بھی افضل ایک اور نعمت عطا نہ فرما دوں؟ وہ عرض کریں گے، اے ہمارے رب! ان سے افضل نعمت کون سی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں تمہارے لیے اپنی رضامندی کو حلال قرار دیتا ہوں اور اس کے بعد تم سے کبھی بھی ناراض نہیں ہوں گا۔"(۴)

---

(۱) [بخاری (۷۴۳۵) کتاب التوحید : باب قول اللہ تعالی " وجوہ یومئذ ناضرہ"]

(۲) [بخاری (۵۵٤) کتاب مواقیت الصلاۃ : باب فضل صلاۃ العصر ، مسلم (۶۳۳)]

(۳) [مسلم (۱۸۱) کتاب الایمان : باب اثبات رؤیۃ المؤمنین ، طبرانی اوسط (۲۲۰/۱)]

(٤) [بخاری (۷۵۱۸) کتاب التوحید : باب کلام الرب مع اہل الجنۃ ، مسلم (۲۸۲۹)]

اہل جنت کا آخری قول اللہ کی حمد پر مشتمل ہوگا

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُم بِإِيمَانِهِمْ ۖ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٩﴾ دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۚ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠﴾ ﴾ [یونس : ۹۔۱۰] ''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے، ان کا رب ان کے ایمان کی وجہ سے انہیں (جنت کے باغوں کی) راہ دکھائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی نعمتوں کے باغات میں۔ اس (جنت) میں ان کی دعا (پکار یہ) ہوگی: پاک ہے تو اے اللہ! اور آپس میں ان کی دعا سلام علیکم ہوگی اور ان کا آخری قول یہ (ہوگا) کہ اللہ رب العالمین کی حمد (اور اس کا شکر) ہے (یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ ابدالآباد تک اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہی محمود (قابل تعریف) ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حمد سے ہی کتاب اللہ کا آغاز کیا، کائنات کی تخلیق کا ذکر فرمایا تو حمد سے آغاز کیا، کتاب اللہ کے نزول کا ذکر فرمایا تو حمد سے آغاز کیا۔ لہٰذا اول و آخر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کی ہر قسم کی تعریف و ستائش کے لائق ہے)۔''

جنت میں لے جانے والے اعمال

اللہ تعالیٰ نے متعدد بار قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور پھر انہوں نے نیک عمل کیے وہ جنت میں داخل ہوں گے (جیسا کہ سابقہ عنوان کے تحت آیت میں بھی یہی مذکور ہے)۔ اس لیے جنت کے مستحق وہی لوگ ہوں گے جو کفر و شرک سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان لائے اور پھر ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے رہے۔ یہ تصور کر لینا ہرگز درست نہیں کہ جنت میں داخلہ بہت آسان ہے، کیونکہ جنت ایک عظیم نعمت اور بہت بلند مقام ہے اور بلندی پر چڑھنے کے لیے بلاشبہ جہدِ مسلسل، پختہ ارادہ اور نفسانی خواہشات کو کچل دینے کی قوت درکار ہوتی ہے۔

اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ﴿ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ ' وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ ﴾ ''دوزخ خواہشاتِ نفسانی سے ڈھک دی گئی ہے اور جنت مشکلات اور دشواریوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔''(۱) مراد یہ ہے کہ جہنم میں لے جانے والے اعمال وہ ہیں جن کی انسان خواہش رکھتا ہے اور اسے مرغوب ہیں جیسے زنا اور دیگر فواحش وغیرہ کا ارتکاب اور جنت میں لے جانے والے اعمال وہ ہیں جو انسان پر گراں گزرتے ہیں جیسے نماز، زکوٰۃ اور دیگر اعمالِ صالحہ۔ بالفاظِ دیگر جنت چاہیے تو دنیا میں مشکل کام کرنے ہوں گے اور جس نے اپنی مرضی کی

(۱) [بخاری : کتاب الرقاق : باب حجبت النار بالشهوات ، مسلم (۲۸۲۳) ابن حبان (۷۱۹)]

وہ جہنم میں جائے گا۔ آئندہ سطور میں بالاختصار چند ایسے اعمال کی فہرست ذکر کی جا رہی ہے جن کی بدولت انسان کے لیے جہنم سے چھٹکارہ اور جنت میں داخلہ یقینی ہو سکتا ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

- شرک سے اجتناب اور ارکانِ اسلام پر مضبوطی سے عمل کرنا۔ (۱)
- ہر معاملے میں نبی کریم ﷺ کی کامل اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔ (۲)
- اللہ اور اس کے رسول پر کامل ایمان کے بعد نماز، روزہ کی پابندی کرنا۔ (۳)
- زبان اور شرمگاہ کی حفاظت جنت میں داخلے کا ذریعہ ہے۔ (۴)
- فضول گفتگو سے اجتناب۔ (۵)
- خفیہ و اعلانیہ اللہ سے ڈرنا' فقر و تونگری میں میانہ روی اختیار کرنا اور غضب و رضا میں عدل کرنا۔ (۶)
- اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا اور اچھا اخلاق اپنانا۔ (۷)
- قرآن حفظ کرنا اور پھر اسے مسلسل پڑھتے رہنا حتی کہ ہمیشہ اسے یاد رکھنا۔ (۸)
- سورۂ ملک کی تلاوت کرتے رہنا، کیونکہ یہ سورت روزِ قیامت اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرے گی۔ (۹)
- سورۂ اخلاص سے محبت کرتے ہوئے اس کی تلاوت کرنا۔ (۱۰)
- سلام پھیلانا' کھانا کھلانا' صلہ رحمی کرنا اور تہجد پڑھنا۔ (۱۱)
- جھوٹ' وعدہ خلافی اور امانت میں خیانت سے بچنا۔ (۱۲)
- دینی علم حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کرنا (حتی کہ دور دراز کے سفر کرنے سے بھی دریغ نہ کرنا)۔ (۱۳)

---

(۱) [**صحیح** : صحیح ترمذی' ترمذی (۲٦۱٦) كتاب الايمان ، ابن ماجه (۳۹۷۳)]

(۲) [بخاری (۷۲۸۰) كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة : باب الاقتداء بسنن رسول الله]

(۳) [بخاری (۲۷۹۰) كتاب الجهاد والسير : باب درجات المجاهدين في سبيل الله]

(٤) [بخاری (٦٤٧٤) كتاب الرقاق : باب حفظ اللسان ، مسند احمد (۲۱۷۵۷)]

(٥) [**صحیح** : صحیح ترمذی' ترمذی (٦٦٠) كتاب صفة القيامة ، صحيح الجامع (٦٣٦٧)]

(٦) [**حسن** : صحيح الجامع الصغير (۳۰۳۹) السلسلة الصحيحة (۱۸۰۲) الترغيب والترهيب (۱/۱٦۲)]

(۷) [**حسن** : صحیح ترمذی' ترمذی (۲۰۰٤) كتاب البر والصلة : باب ما جاء في حسن الخلق]

(۸) [**حسن صحيح** : صحیح ترمذی' ترمذی (۲۹۱٤) كتاب فضائل القرآن : باب' ابو داود (۱٤٦٤)]

(۹) [**حسن** : صحيح الجامع الصغير (٦٤٧۲) رواه الطبراني في الأوسط]

(۱۰) [**حسن صحيح** : صحیح ترمذی' ترمذی (۲۹۰۱) كتاب فضائل القرآن]

(۱۱) [**صحيح** : صحیح ابن ماجه' ابن ماجه (۱۳۳٤) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها ، ترمذی (۲٤۸٥)]

(۱۲) [**حسن** : السلسلة الصحيحة (۳/٤٥٥) رواه الحاكم (٤/۳٥۹)]

(۱۳) [مسلم (۲٦۹۹) كتاب الذكر والدعاء : باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر]

- غصہ نہ کرنا اور اگر غصہ آئے تو اسے حتی الامکان پینے کی کوشش کرنا۔(۱)
- صبح وشام سید الاستغفار (دعا) کا وِرد کرنا۔(۲)
- بکثرت تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کا وِرد کرنا۔(۳)
- بکثرت " لا حول و لا قوۃ الا باللہ " کا ورد کرنا۔(٤)
- عدل وانصاف کرنا، ہر مسلمان کے لیے نرم دل رہنا اور فقر و فاقے کے باوجود مانگنے سے بچنا۔(٥)
- ہمیشہ شرم وحیا کا پردہ قائم رکھنا اور بے حیائی سے بچنا۔(٦)
- اندھیرے کے اوقات (فجر اور عشاء وغیرہ) میں بھی مساجد کی طرف چل کر جانا۔(۷)
- ہمہ وقت نیک اعمال کی کوشش کرنا تاکہ جب بھی موت آئے کوئی نیک عمل کرتے ہوئے ہی آئے۔(۸)
- وفات کے وقت توحید الٰہی کا اقرار کرنا اور کلمہ پڑھنا۔(۹)

⇦ جنت میں لے جانے والے اعمال کی مزید تفصیل کے لیے راقم الحروف کی اس موضوع پر مستقل کتاب "جنت کی کنجیاں" ملاحظہ فرمائیے۔



---

(۱) [**صحیح** : صحیح الترغیب (۲۷٤۹) کتاب الأدب : باب الترھیب من الغضب]
(۲) [بخاری (٦۳۲۳) کتاب الدعوات : باب ما یقول اذا أصبح]
(۳) [**حسن** : صحیح ترمذی ' ترمذی (۳٤٦۲) کتاب الدعوات : الصحیحة (۱۰٥)]
(٤) [مسلم (۲۷۰٤) کتاب الذکر والدعاء : باب استحباب خفض الصوت بالذکر ' بخاری (٦۳۸٤)]
(٥) [مسلم (۲۸٦٥) کتاب الجنة وصفة نعیمها وأھلها : باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا أھل الجنة]
(٦) [**صحیح** : صحیح ترمذی ' ترمذی (۲۰۰۹) کتاب البر والصلة ، ابن ماجه (٤۱۸٤) الصحیحة (٤۹٥)]
(۷) [**صحیح** : صحیح ترمذی ' ترمذی (۲۲۳) أبواب الصلاة ، ابن ماجه (۷۸۱)]
(۸) [**صحیح** : أحکام الجنائز (ص/٥۸) أحمد (۳۹۱/٥) فتح الباری (٤۳/٦)]
(۹) [**صحیح** : صحیح ابن ماجه ' ابن ماجه (۳۷۹٤) الصحیحة (۱۳۹۰) ابو داود (۳۱۱٦) ترمذی (۹۷۷)]



باب النار　　　جہنم کا بیان

جہنم ایک ایسا مقام ہے جہاں لوگوں کو عذاب اور سزائیں دینے کی اللہ تعالیٰ نے مختلف شکلیں تیار کر رکھی ہیں ، جہاں لوگوں کو کھانے کے لیے کانٹے دار جھاڑیاں ، بد بودار درخت اور تھوہر کے زہریلے کانٹے ملیں گے، پینے کے لیے زخموں سے نکلنے والی پیپ اور اُبلتا و کھولتا گرم پانی ملے گا ، زنجیروں سے جکڑ کر لوگوں کو عذاب دیا جائے گا ، منہ کے بل گھسیٹا جائے گا ، آگ کا لباس پہنایا جائے گا ، چہروں پر آگ کے شعلے برسائے جائیں گے ، لوہے کے گرزوں اور ہتھوڑوں سے مارا جائے گا ، آگ کے بستروں پر لٹایا جائے گا ، زہریلے اور گرم دھوئیں کا عذاب دیا جائے گا ، غرض ہر ایسی سزا دی جائے گی جس کے متعلق کوئی انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس کا اندازہ صرف اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہاں جس آگ سے عذاب دیا جائے گا وہ دنیوی آگ سے اُنہتر (۶۹) گنا زیادہ سخت ہوگی۔ لیکن یہ یاد رہے کہ ان تمام تر عذابوں سے دو چار ان لوگوں کو کیا جائے گا جنہوں نے دنیا میں خود کو کفر و شرک کی غلاظت سے نہ بچایا ، منافقت کو اپنا شعار بنائے رکھا اور شب و روز اللہ کی نافرمانی اور بغاوت کر کے اللہ کے غضب کو دعوت دیتے رہے۔

یقیناً یہ لوگ اسی لائق ہیں کہ انہیں ایسے سخت عذابوں میں مبتلا کیا جائے کیونکہ انہوں نے دنیا میں ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مستفید ہونے کے باوجود اسی پروردگار کی مخالفت کی ، جس رب تعالیٰ نے انہیں رزق دیا انہوں نے اسی کے مقابلے میں معبود کھڑے کیے ، جس رب ذوالجلال نے انہیں صحت ، تندرستی اور خوشحالی کی ہر چیز مہیا کی انہوں نے اسی کی ایک نہ مانی ، جس پروردگار نے ان کی ہدایت و رہنمائی اور ہر مقام پر کامیابی و کامرانی کے لیے سنہری تعلیمات نازل فرمائیں انہوں نے اسی کے پیغمبروں کو قتل اور داعیوں کو سزاؤں سے دو چار کیا۔ انہیں دنیا میں نصیحت کی گئی لیکن انہوں نے کسی بھی خیر خواہی پر توجہ نہ دی ، اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت ، جھوٹ ، فریب ، دھوکہ دہی ، بد دیانتی ، حق تلفی ، ظلم و زیادتی ، بدامنی ، دنگا فساد ، غرض انہوں نے ہر قسم کی برائی کا ارتکاب کیا۔ لیکن دنیا میں انہیں ان کے کیے کی مکمل سزا نہ مل سکی۔ تو بلا شبہ روزِ قیامت اللہ احکم الحاکمین کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہ کریں گے اور عدل و انصاف کا تقاضا یہی ہوگا کہ انہیں ان کے گناہوں کی پوری پوری سزا دی جائے ، چنانچہ پھر انہیں جہنم (اللہ کے قید خانے) میں مختلف قسم کے عذابوں سے دو چار کیا جائے گا۔

جہنم کی ہولناکی اور شدت کا ایک نمونہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے دن دوزخیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو (دنیا میں) سب سے زیادہ عیش و آرام کی زندگی بسر کرتا تھا ، اسے دوزخ میں ایک غوطہ دیا

جائے گا۔ اس کے بعد اس سے دریافت کیا جائے گا، اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے (دنیا میں) کبھی کوئی بھلائی دیکھی تھی؟ (کیا دنیا میں) تجھ پر کوئی نعمتوں کا دور گزرا تھا؟ وہ جواب میں کہے گا نہیں اے میرے پروردگار! اللہ کی قسم! (میں نے دنیا میں کبھی کوئی بھلائی اور نعمت نہیں دیکھی)۔''(۱)

جہنم میں داخلہ ابدی ہوگا؟

فرمانِ نبوی ہے کہ ''موت کو ایک مینڈھے کی صورت میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا اور یہ اعلان کر دیا جائے گا کہ جنتیو! تم ہمیشہ ہمیشہ رہو گے کبھی موت نہیں آئے گی اور جہنمیو! تم بھی ہمیشہ رہو گے کبھی موت نہیں آئے گی۔''(۲)

معلوم ہوا کہ جو جہنم میں جائے گا پھر ہمیشہ اس کی سزاؤں میں مبتلا رہے گا، کبھی مرے گا نہیں۔ البتہ یہاں یہ واضح رہے کہ جہنم میں ابدی داخلہ صرف کفار و مشرکین، مرتدین اور اعتقادی منافقین کا ہوگا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ﴾ [حم السجدة : ۲۸] ''اللہ کے دشمنوں (یعنی کفار و مشرکین) کی سزا یہی دوزخ کی آگ جس میں ان کا ہمیشگی کا گھر ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا ﴿ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴾ [النساء : ۱٤٥] ''منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پالے۔''

علاوہ ازیں گناہگار موحد مومن اپنے اپنے گناہوں کی سزا پا کر بالآخر جہنم سے نکال لیے جائیں گے اور جنت میں داخل کر دیے جائیں گے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ''جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے۔ اللہ پاک فرمائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر (بھی) ایمان ہو اس کو بھی دوزخ سے نکال لو۔''(۳) مزید اس سے متعلقہ چند احادیث پیچھے شفاعت کے بیان میں بھی ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

ہمیشہ جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے رہنا چاہیے

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ایسی دعائیں مذکور ہیں جن میں جہنم کی آگ سے پناہ مانگنے کے الفاظ موجود ہیں جیسا کہ مختلف مواقع پر یہ الفاظ مذکور ہیں ﴿ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾ ''(اے ہمارے رب!) ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔''(٤) ایک دوسرے مقام پر یہ الفاظ ہیں کہ ﴿ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ﴾ ''اے

---

(۱) [مسلم (۲۸۰۷) كتاب صفة القيامة والجنة والنار : باب صبغ انعم اهل الدنيا فى النار وصبغ اشدهم بؤسا فى الجنة ، بغوى (٤٤٠٤) عبد بن حميد (۱۳۱۳)]

(۲) [بخاری (٤٧٣٠) كتاب التفسير : باب قوله عزوجل "وانذرهم يوم الحسرة" ، مسلم (۲۸٤۹)]

(۳) [بخاری : كتاب الإيمان : باب تفاضل اهل الإيمان فى الاعمال ، مسلم (۱۸٤) ابن حبان (۱۸۲)]

(٤) [البقرة : ۲۰۱] ، [آل عمران : ۱۹۱]

ہمارے پروردگار! ہم سے جہنم کا عذاب پھیر دے۔''(۱) نبی کریم ﷺ ہر نماز میں تشہد کے آخر میں یہ دعا مانگا کرتے تھے ﴿ اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ... ﴾ ''اے اللہ! ہم جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔''(۲) ایک اور روایت میں نبی کریم ﷺ کی دعا کے یہ الفاظ بھی مذکور ہیں ﴿ رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ ﴾ ''اے پروردگار! جس روز تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا اس روز مجھے اپنے عذاب سے بچائے رکھنا۔''(۳) علاوہ ازیں ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تین مرتبہ جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے سے جہنم خود اللہ کے حضور سفارش کرتی ہے کہ ''اے اللہ! اسے آگ سے بچالے۔''(٤)

جہنم کے اوصاف

جہنم کے دروازے

(1) ﴿وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ﴾

[الحجر: ٤٣-٤٤] ''اور یقیناً ان سب (ابلیس کے پیروکاروں) کے وعدے کی جگہ جہنم ہے۔ اس کے سات دروازے ہیں، ان (گمراہوں) میں سے ہر دروازے کے لیے ایک تقسیم شدہ حصہ ہے (یعنی ہر دروازے سے داخل ہونے والے ابلیس کے پیروکاروں کو متعین کر دیا گیا ہے اور وہ اس دروازے سے ہر صورت میں داخل ہوں گے۔''

(2) فرمانِ نبوی ہے کہ جب رمضان آتا ہے ﴿ غُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ ﴾ ''جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔''(٥)

جہنم کے داروغے

(1) ﴿وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝﴾

[المومن: ٤٩] ''اور وہ (سب) لوگ، جو آگ میں ہوں گے جہنم کے داروغوں سے کہیں گے، تم اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ایک دن تو ہم سے کچھ عذاب ہلکا کر دے۔''

(2) ﴿عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝﴾

---

(۱) [الفرقان: ٦٥]

(۲) [مسلم (٥٨٨) کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ: باب ما یستعاذ منه فی الصلاۃ' أبو داود (٩٨٣)]

(۳) [صحیح: السلسلة الصحیحة (٢٧٠٣) ابو داود (٥٠٤٥) ترمذی (٣٣٩٩)]

(٤) [صحیح: صحیح الترغیب (٣٦٥٤) صحیح الجامع (٦٢٧٥) ترمذی (٢٥٧٢) ابن ماجه (٤٣٤٠)]

(٥) [بخاری (١٨٩٩) کتاب الصوم: باب هل یقال رمضان ...' مسلم (١٠٧٩)]

[التحریم : ٦] ''اس (جہنم) پر تندخو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں، اللہ ان کو جو حکم دے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انہیں دیا جاتا ہے وہ اسے بجالاتے ہیں۔''

(3) ﴿سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ ۝ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ۝ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝﴾ [المدثر : ٢٦ ـ ٣٠] ''عنقریب میں اسے سقر (جہنم) میں داخل کروں گا۔ اور کس نے آپ کو خبر دی کہ سقر کیا ہے؟ نہ وہ باقی رکھے گی اور نہ وہ چھوڑے گی۔ وہ چمڑے کو جھلسا دینے والی ہے۔ اس پر انیس (فرشتے داروغے مقرر) ہیں (معلوم ہوا کہ جہنم کے داروغوں کی تعداد انیس ہے)۔''

جہنم کی وسعت

(1) جہنم کی وسعت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ کی ساری مخلوق میں سے ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے (۹۹۹) افراد جہنم میں جائیں گے لیکن پھر بھی اس میں جگہ باقی ہوگی اور وہ مزید افراد کا مطالبہ کرے گی تب اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم مبارک رکھیں گے تو پھر وہ کہے گی، بس بس۔ (۱)

(2) ایک دوسری روایت سے بھی جہنم کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے جس میں ہے کہ قیامت کے روز جہنم (میدانِ حشر میں) لائی جائے گی تو اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی اور ہر باگ کو ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے (بالفاظ دیگر جہنم کو کھینچنے والے تمام فرشتے چار ارب نوے کروڑ ہوں گے)۔ (۲)

جہنم کی گہرائی

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک دھماکے کی آواز آئی، رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ کیا تمہیں معلوم ہے یہ کیسی آواز ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا، یہ ایک پتھر تھا جو آج سے ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا اور آگ میں گرتا چلا جا رہا تھا اور اب وہ جہنم کی تہ تک پہنچا ہے۔ (۳)

(2) ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر کوئی کنکر جہنم کے کنارے سے پھینکا جائے تو اس میں ستر سال تک گرتا چلا جائے تب بھی اس کی گہرائی تک نہ پہنچے۔ (٤)

جہنم کے درجات

---

(۱) [مسلم (٢٨٤٨) کتاب الجنة وصفة نعيمها : باب النار يدخلها الجبارون...]

(۲) [مسلم (٢٨٤٢) کتاب الجنة وصفة نعيمها : باب جهنم اعاذنا الله منها ، ترمذی (٢٥٧٣)]

(۳) [مسلم (٢٨٤٤) کتاب صفة المنافقين : باب جهنم اعاذنا الله منها]

(٤) [صحيح : صحيح الجامع الصغير (٥٢٤٨) مسند ابو يعلى (٤١٠٣)]

جہنم میں مختلف درجات ہیں جو مختلف گناہوں کے مطابق عذاب کے لیے خاص ہوں گے۔ جنت اور جہنم کے درجات میں یہ فرق ہے کہ جنت کے درجات اوپر کی طرف جاتے ہیں جب کہ جہنم کے درجات نیچے کی جانب جاتے ہیں اور سب سے نچلے درجے والوں کو سب سے زیادہ عذاب دیا جائے گا اور وہ (اعتقادی) منافق ہوں گے۔

(1) ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا﴾ [النساء : ١٤٥] ''منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نچلے طبقے (درجے) میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پالے۔''

(2) ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے اہل جنت اور اہل جہنم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ﴿هُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ اللَّهِ﴾ [آل عمران : ١٦٣] ''ان کے لیے اللہ کے پاس درجے ہیں۔''

(3) ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی سفارش کی وجہ سے آپ کے چچا ابو طالب جہنم کے سب سے اوپر والے درجے میں ہوں گے اور اگر آپ کی سفارش نہ ہوتی تو وہ جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوتے۔ (١)

⇦ یہاں یہ واضح رہے کہ بعض کتب میں چند قرآنی آیات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جہنم کے درجات کے نام یوں ذکر کیے گئے ہیں: جهنم ، لظیٰ ، الحطمة ، السعير ، سقر ، الجحيم اور الهاوية وغیرہ۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ درجاتِ جہنم کے نام نہیں بلکہ جن جن آیات میں ان الفاظ کا ذکر ہوا ہے وہاں ان سے جہنم ہی مراد ہے۔ مزید برآں کسی قرآنی مقام پر یا کسی بھی حدیث میں یہ وضاحت بھی موجود نہیں کہ یہ جہنم کے درجات ہیں، اس لیے ان الفاظ کو درجاتِ جہنم کے ناموں سے موسوم کرنا مناسب نہیں۔ (واللہ اعلم)

جہنم کا ایندھن

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ [التحريم : ٦] ''اس (جہنم) کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔''

اہل علم کا کہنا ہے کہ لوگوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو جہنمی ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ایک دوسرے مقام پر ہے کہ ''اور جو ظالم ہیں وہ دوزخ کا ایندھن ہیں۔'' (٢) اسی طرح ایک اور مقام پر ہے کہ ''بے شک تم اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو دوزخ کا ایندھن ہو گے اور تم (سب) اس میں داخل ہو کر رہو گے۔'' (٣)

پتھروں سے یہاں گندھک کے بڑے بڑے سیاہ اور سخت بدبودار پتھر مراد ہیں، گرم ہونے کے بعد دیگر تمام پتھروں کی نسبت ان کی حرارت سب سے زیادہ تیز ہوتی ہے (اللہ ہمیں ان سے محفوظ رکھے!)۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان پتھروں سے مراد بتوں اور مجسموں کے وہ پتھر ہیں جن کی پوجا پاٹ کی جاتی تھی۔ (٤)

(١) [بخاری (٣٨٨٣) كتاب مناقب الانصار: باب قصة ابی طالب ، مسلم (٢٠٩)]
(٢) [الجن : ١٥] (٣) [الانبياء : ٩٨] (٤) [دیکھیے : تفسیر ابن كثير (١٥٩/١)]

جہنم کی آگ کی شدت

(1) ﴿ اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ۝ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ۝ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ۝ ﴾[المرسلات : ۳۰۔۳۳] ''چلو تین شاخوں والے سائے (دھوئیں) کی طرف ۔ نہ ٹھنڈک پہنچانے والا اور نہ شعلوں سے بچاؤ کرے۔ بے شک جہنم (آگ کی اتنی بڑی) چنگاریاں پھینکے گی جیسے محل (یعنی اس کے شعلوں سے محلات جتنی بڑی بڑی چنگاریاں اڑیں گی)۔گویا وہ (چنگاریاں سیاہی مائل) زرد اونٹ ہیں (یعنی وہ سیاہ اونٹوں کی طرح ہوں گی)۔''

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ نَارُ بَنِيْ آدَمَ الَّتِيْ تُوْقِدُوْنَ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ ﴾ ''بنو آدم کی یہ آگ جسے تم جلاتے ہو، یہ جہنم کی آگ کے ستر اجزا میں سے ایک جز ہے۔'' صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! دنیا کی آگ جلانے کے لیے کافی تھی؟ آپ نے فرمایا ''بے شک اس آگ کو دنیا کی آگ سے انہتر (۶۹) گناہ زیادہ فضیلت دی گئی ہے۔''(۱)

(3) جہنم کا سب سے ہلکا عذاب یہ ہے کہ آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے اور ان کی شدتِ حرارت کی وجہ سے آدمی کا دماغ (چولہے پر رکھی ہنڈیا کی طرح) کھولے گا۔(۲)

(3) موسم گرما وسرما کی شدید گرمی وسردی محض جہنم کا ایک ایک سانس ہے۔(۳)

جہنم کی آواز اور کلام

کتاب وسنت کے متعدد دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ جہنم چیختی چلاتی ہے، بولتی ہے اور شکایت بھی کرتی ہے۔

(1) ﴿ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝ ﴾[الفرقان : ۱۲] ''جس وقت وہ (جہنم) ان (مجرموں) کو دور سے دیکھے گی تو وہ اس کے جوشِ (غضب) اور چیخنے چلانے کو سنیں گے۔''

(2) ایک روایت میں ہے کہ ﴿ اشْتَكَتِ النَّارُ اِلَى رَبِّهَا ﴾ ''دوزخ نے اپنے رب سے شکایت کی۔''(۴)

(3) ایک اور روایت میں ہے کہ ﴿ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَ النَّارُ ... ﴾ ''جنت اور دوزخ نے آپس میں جھگڑا کیا تو دوزخ نے کہا کہ مجھے متکبر اور جابر لوگوں کے لیے مخصوص کیا گیا ہے۔''(۵)

---

(۱) [بخاری (۳۲۶۵) کتاب بدء الخلق : باب صفة النار و انها مخلوقة ، مسلم (۲۸۴۳) مؤطا (۳۸۸/۲)]

(۲) [مسلم (۲۱۳) کتاب الایمان : باب اهون اهل النار عذابا ، مسند احمد (۴۳۲/۲)]

(۳) [بخاری (۳۲۶۰) کتاب بدء الخلق : باب صفة النار و انها مخلوقة ، مسلم (۶۱۷)]

(۴) [بخاری (۳۲۶۰) کتاب بدء الخلق : باب صفة النار و انها مخلوقة ، مسلم (۶۱۷)]

(۵) [بخاری (۴۸۵۰) کتاب التفسیر : باب قوله " و تقول هل من مزید "]

اہل جہنم

جہنم میں جانے والے عام لوگ

جہنم میں جانے والے بالعموم کفار ومشرکین، منافقین، یومِ آخرت کو جھٹلانے والے، بے نماز اور متکبر قسم کے لوگ ہوں گے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ ''بے شک مجرم لوگ ہمیشہ عذابِ جہنم میں مبتلا رہیں گے۔''(۱) اور فرمایا کہ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے جہنم کی آگ ہے۔''(۲) ایک اور مقام پر ہے کہ ''اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا تو یہی لوگ دوزخی ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''(۳) منافقین کے متعلق فرمایا کہ ''منافق مردوں، منافق عورتوں اور کفار سے اللہ تعالیٰ نے آتشِ جہنم کا وعدہ کر رکھا ہے۔''(٤) اور بے نمازیوں کے جہنم میں داخلے کے متعلق سورۂ مدثر میں ہے کہ اہل جنت جہنمیوں سے پوچھیں گے کہ ''تمہیں کس چیز نے جہنم میں داخل کر دیا؟ تو وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔''(٥) متکبرین کے متعلق ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کیا میں تمہیں اہل جہنم کے متعلق نہ بتاؤں (کہ وہ کون لوگ ہیں، پھر آپ نے فرمایا) ''ہر اجڈ، سخت دل اور متکبر (اہل جہنم میں سے ہے)۔''(٦)

جہنم میں جانے والے چند خاص لوگ

قرآن کریم میں فرعونِ موسیٰ کے متعلق مذکور ہے کہ وہ جہنم میں جائے گا اور اپنے ساتھ اپنی قوم کو بھی جہنم میں لے کر جائے گا۔(۷) قرآن کریم میں ہی حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویوں(۸) اور ابولہب اور اس کی بیوی(۹) کے جہنمی ہونے کا بھی تذکرہ ہے۔

علاوہ ازیں کچھ لوگوں کے جہنمی ہونے کا ذکر بعض احادیث میں بھی ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ''میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو جہنم میں اپنی آنتیں گھسیٹتے دیکھا۔''(۱۰) ایک اور روایت کے مطابق عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل جہنمی ہے۔(۱۱)

---

(۱) [الزخرف : ۷٤] (۲) [فاطر : ۳٦]
(۳) [الاعراف : ۳٦] (٤) [التوبة : ٦۸]
(٥) [المدثر : ٤۲-٤۳]
(٦) [بخاری (٤۹۱۸، ٦٦٥۷) كتاب التفسير : باب "عتل بعد ذلك زنيم"، مسلم (۲۸٥۳) احمد (۳۰٦/٤)]
(۷) [هود : ۹۸] (۸) [التحريم : ۱۰]
(۹) [تبت : ۱-٥] (۱۰) [بخاری (٤٦۲۳) مسلم (۲۸٥٦) احمد (۷۷۱٤)]
(۱۱) [صحیح : صحيح الجامع الصغير (٤۱۷۰)]

سب سے پہلے جہنم میں جانے والے تین لوگ

قیامت کے دن سب سے پہلے فیصلہ کر کے جن تین اشخاص کو جہنم میں پھینکا جائے گا وہ ریا کار مجاہد، قاری اور سخی ہوں گے۔ اس حوالے سے طویل حدیث پیچھے ''قصاص اور حساب وجزا'' کے بیان میں گزر چکی ہے۔

اہل جہنم کی اکثریت عورتوں پر مشتمل ہوگی

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ اطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ ﴾ ''میں نے جہنم میں جھانکا تو اہل جہنم کی اکثریت خواتین پر مشتمل تھی۔''(۱)

(2) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ ! تَصَدَّقْنَ وَ أَكْثِرْنَ الْإِسْتِغْفَارَ فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ ﴾ ''اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو اور کثرت سے استغفار بھی کیا کرو، میں نے دیکھا ہے کہ جہنم میں اکثریت تمہاری تھی۔'' ایک عورت نے اس کا سبب دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَ تَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ ﴾ ''(اس لیے کہ) تم بہت لعنت بھیجتی ہو اور خاوند کی نافرمانی کرتی ہو۔''(۲)

اہل جہنم کی جسامت بہت بڑی کر دی جائے گی

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ فِي النَّارِ مَسِيرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ ، وَ فِي رِوَايَةٍ : ضِرْسُ الْكَافِرِ مِثْلُ أُحُدٍ وَ غِلَظُ جِلْدِهِ مَسِيرَةُ ثَلَاثٍ ﴾ ''دوزخ میں کافر شخص کے دونوں کندھوں کے درمیانی فاصلے کو ایسا (موٹا اور چوڑا) بنا دیا جائے گا کہ تیز رفتار سوار کے لیے تین دن کی مسافت ہوگی اور ایک روایت میں ہے کہ دوزخ میں کافر شخص کی داڑھ اُحد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی جلد کی موٹائی تین رات کی مسافت کے برابر ہوگی۔''(۳)

(2) ایک دوسری روایت میں ہے کہ'' کافر کے جسم کی جلد کا موٹاپا بیالیس (۴۲) ہاتھ کے برابر ہوگا اور اس کی داڑھ اُحد پہاڑ کے برابر ہوگی اور دوزخ میں اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیانی فاصلے کے برابر ہوگی۔''(٤)

(امام نووی رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ ان کے جسموں کو اتنا بڑا اس لیے کیا جائے گا تاکہ ان کی تکلیف میں مزید اضافہ کیا جا سکے۔ بلاشبہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے اس لیے اس پر من وعن ایمان لانا واجب ہے۔(٥)

---

(١) [بخاری تعلیقا (٦٤٤٩) مسلم (٢٧٣٧) عبد بن حمید (٦٩١) نسائی فی السنن الکبری (٩٢٦٢)]

(٢) [مسلم (٧٩) کتاب الایمان : باب بیان نقصان الایمان بنقص الطاعات]

(٣) [بخاری (٦٥٥١) مسلم (٢٨٥٢)]

(٤) [صحیح : صحیح الجامع (٢١١٤) السلسلة الصحیحة (تحت الحدیث : ١١٠٥) ترمذی (٢٥٧٧)]

(٥) [شرح مسلم للنووی (١٨٦/١٧)]

جہنم کے عذاب

جہنم کے عذاب کی شدت

جہنم کا عذاب اس قدر شدید ہوگا کہ آدمی اپنی ہر چیز قربان کر کے اور زمین بھر سونا فدیہ میں دے کر بھی اس سے بچنے کی خواہش کرے گا حتی کہ وہ خود کو عذاب سے بچانے کے لیے اپنے بیوی بچوں تک کو فدیے میں دینے کے لیے تیار ہو جائے گا جیسا کہ قرآن کریم میں یہ صراحت کے ساتھ موجود ہے۔(۱) علاوہ ازیں ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دوزخیوں میں سے سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا شخص سے دریافت کرے گا کہ اگر تیرے پاس زمین کی اشیاء میں سے کوئی چیز ہوتی تو کیا اسے بدلے میں دیتا اور اس کے عوض عذاب سے چھٹکارا پا لیتا)؟ وہ جواب دے گا، ہاں (بڑی سے بڑی چیز بھی بدلہ میں دے کر دوزخ کے عذاب سے چھٹکارا پا لیتا)۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں نے تجھ سے اس وقت بہت ہی معمولی مطالبہ کیا تھا، جب تو ابھی آدم (علیہ السلام) کی پشت میں تھا کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا لیکن تو نے انکار کیا اور میرے ساتھ شریک ٹھہراتا رہا۔(۲)

سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہوگا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ وَ هُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ ﴾ ''دوزخیوں میں سے سب سے ہلکا عذاب، (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) ابو طالب کو ہوگا اور وہ آگ کے دو جوتے پہنے ہوگا، جن کی وجہ سے اس کا دماغ جوش مارتا رہے گا۔''(۳)

اہل جہنم کا کھانا پینا

اہل جہنم کی خوراک کانٹے دار درخت، زخموں کی پیپ اور اُبلتا کھولتا پانی ہوگا۔

(1) ﴿لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِن ضَرِيعٍ ۝ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِن جُوعٍ ۝﴾ [الغاشية : ٦۔٧]

''ان کا کھانا صرف خاردار جھاڑیاں ہوگا۔ جو نہ موٹا کرے گا اور نہ بھوک مٹائے گا (یعنی نہ اس سے مقصود حاصل ہو گا اور نہ وہ کسی تکلیف دہ چیز ہی کو دور کرے گا)۔''

(2) ﴿إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ۝ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ﴾

(۱) [المعارج : ١١۔١٥]
(۲) [بخاری (٦٥٥٧) مسلم (٢٨٠٥)]
(۳) [مسلم (٢١٢) كتاب الايمان : باب اهون اهل النار عذابا]

[الدخان : ٤٣-٤٦] ”بے شک تھوہر کا درخت۔ گناہگار کا کھانا ہے۔ پگھلے تانبے (یا تلچھٹ) کے مانند، وہ پیٹوں میں کھولے گا۔ تیز گرم پانی کے کھولنے کی طرح۔“

(3) ﴿ أَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ﴿٦٢﴾ إِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِينَ ﴿٦٣﴾ إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيٓ أَصْلِ الْجَحِيمِ ﴿٦٤﴾ طَلْعُهَا كَأَنَّهُۥ رُءُوسُ الشَّيٰطِينِ ﴿٦٥﴾ فَإِنَّهُمْ لَاٰكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِـُٔونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿٦٦﴾ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ﴾[الصافات : ٦٢-٦٨] ”کیا یہ (جنت کی) مہمانی بہتر ہے یا (دوزخ میں) تھوہر کا درخت؟ بلاشبہ ہم نے اسے ظالموں کے لیے آزمائش بنایا ہے۔ بے شک وہ ایک درخت ہے جو دوزخ کی تہہ میں اُگتا ہے۔ اس کا پھل گویا کہ وہ شیطانوں کے سر ہیں۔ تو بلاشبہ وہ (دوزخی) اس میں سے کھائیں گے، پھر اس سے (اپنے) پیٹ بھریں گے۔ پھر اس پر بے شک ان کے لیے (پینے کو) گرم کھولتے پانی کا آمیزہ ہوگا۔ پھر یقیناً ان کی واپسی بھڑکتی آگ کی طرف ہوگی۔“

(4) ﴿ ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّآلُّونَ الْمُكَذِّبُونَ ﴿٥١﴾ لَاٰكِلُونَ مِن شَجَرٍ مِّن زَقُّومٍ ﴿٥٢﴾ فَمَالِـُٔونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿٥٣﴾ فَشٰرِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ﴿٥٤﴾ فَشٰرِبُونَ شُرْبَ الْهِيمِ ﴿٥٥﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ ﴾ [الواقعة : ٥١-٥٦] ”پھر یقیناً تم اے گمراہو! جھٹلانے والو! تھوہر کے درخت سے ضرور کھانے والے ہو۔ پھر اس سے اپنا پیٹ بھرنے والے ہو۔ پھر اس پر کھولتے پانی کو پینے والے ہو۔ پیاسے اونٹوں کی طرح پینے والے ہو۔ روزِ قیامت یہ ان کی مہمانی ہوگی۔“

(5) ﴿ وَسُقُوا مَآءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَآءَهُمْ ﴾[محمد : ١٥] ”اور انہیں گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا تو وہ ان کی آنتیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔“

(6) ﴿ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيمٌ ﴿٣٥﴾ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ﴿٣٦﴾ لَّا يَأْكُلُهُۥٓ إِلَّا الْخٰطِـُٔونَ ﴾ [الحاقة : ٣٥-٣٧] ”آج یہاں کوئی اس کا غم خوار دوست نہیں۔ اور (زخموں کی) پیپ کے سوا کوئی کھانا نہیں۔ خطا کاروں کے سوا اسے کوئی نہیں کھاتا۔“

(7) ﴿ هٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾ ﴾[صٓ : ٥٧] ”یہ کھولتا ہوا پانی اور پیپ ہے تو وہ اس کو چکھیں۔“

(8) ﴿ مِّن وَرَآئِهِۦ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِن مَّآءٍ صَدِيدٍ ﴿١٦﴾ يَتَجَرَّعُهُۥ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُۥ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۖ وَمِن وَرَآئِهِۦ عَذَابٌ غَلِيظٌ ﴿١٧﴾ ﴾[ابراهيم : ١٦-١٧] ”اس کے آگے جہنم ہے اور (وہاں) اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ جسے وہ گھونٹ گھونٹ پئے گا مگر حلق سے نہ اتار سکے گا اور

ہر جگہ سے اس کو موت آئے گی جبکہ وہ مرے گا نہیں۔ اور اس کے آگے نہایت سخت عذاب ہوگا۔“

(9) ایک روایت میں ہے کہ ﴿ لَوْ اَنَّ دَلْوًا مِنْ غَسَّاقٍ يُهْرَاقُ فِي الدُّنْيَا لَاَنْتَنَ اَهْلَ الدُّنْيَا ﴾ ”اگر (جہنمیوں کے زخموں سے نکلنے والی) پیپ کا ایک ڈول دنیا میں بہا دیا جائے تو وہ ساری دنیا کے رہنے والوں کو بدبودار کر دے۔“(۱)

(10) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ جو (دنیا میں کوئی) نشہ آور مشروب پیئے گا اسے وہ (دوزخ میں) طينة الخبال پلائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! یہ طينة الخبال کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ عَرَقُ اَهْلِ النَّارِ ﴾ ”جہنمیوں کا پسینہ۔“(۲)

اہل جہنم کا لباس

اہل جہنم کا لباس آگ کا ہوگا۔

(1) ﴿ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ﴾ [الحج : ۱۹] ”جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے آگ کے کپڑے کاٹے جائیں گے۔“

(2) ﴿ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴾ [ابراهيم : ۴۹۔۵۰] ”ان کے لباس گندھک کے ہوں گے اور آگ ان کے چہروں پر بھی چڑھی ہوئی ہوگی۔“

اہل جہنم کے عذاب کی مختلف صورتیں

(1) ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ﴾ [النساء : ۵۶] ”بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا، ہم جلد انہیں آگ میں ڈالیں گے۔ جب ان کی کھالیں جل جائیں گی تو ہم ان کی جگہ دوسری کھالیں چڑھا دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھیں۔“

(2) ﴿ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴾ [الاسراء : ۹۷] ”اور ہم انہیں قیامت کے دن چہرے کے بل، اندھے، گونگے اور بہرے اٹھائیں گے، ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، جب بھی وہ بجھنے لگے گی ہم ان کے لیے اور بھڑکا دیں گے (یعنی اس کے شعلوں، حرارت اور انگاروں میں اور اضافہ کر دیں گے)۔“

---

(۱) [حسن لغيره : مسند احمد (۲۸/۳) ابو يعلى (۱۳۸۱) تفسير ابن جرير الطبرى (۱۷۸/۲۳) شیخ شعیب ارناؤوط نے اسے حسن لغیرہ کہا ہے۔ [الموسوعة الحديثية (۲/۱۱۲۳۰)]]

(۲) [مسلم (۲۰۰۲) كتاب الاشربة : باب بيان ان كل مسكر خمر ، مسند احمد (۳۶۰/۳)]

(3) ﴿تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ﴾[المومنون : ١٠٤] ”آگ ان کے چہرے جھلس دے گی اور وہ اس میں بدشکل ہوں گے۔“

(4) ﴿إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾﴾[القمر : ٤٧-٤٨] ”بلاشبہ مجرمین گمراہی اور دیوانگی میں (پڑے) ہیں۔ جس دن وہ آگ میں اپنے چہروں کے بل گھسیٹے جائیں گے (کہا جائے گا) تم جہنم (کے عذاب) کا چھونا چکھو۔“

(5) ﴿فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ﴿١٩﴾ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ﴿٢٠﴾ وَلَهُم مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ ﴿٢١﴾ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿٢٢﴾﴾[الحج : ١٩-٢٢] ”جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے آگ کے کپڑے کاٹے جائیں گے، ان کے سروں کے اوپر سے کھولتا پانی انڈیلا جائے گا۔ اس سے وہ سب کچھ گل جائے گا جو ان کے پیٹوں میں ہے اور (ان کی) کھالیں بھی۔ اور ان (کو مارنے) کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے۔ اور وہ جب بھی مارے غم کے اس سے باہر نکلنے کا ارادہ کریں گے، اسی میں لوٹا دیے جائیں گے اور (کہا جائے گا) بے شک جلانے والا عذاب چکھو۔“

(6) ﴿لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ﴾[الاعراف : ٤١] ”ان کے لیے (ان کے نیچے آتش) جہنم ہی کا بچھونا ہوگا اور ان کے اوپر (آتشِ جہنم کا ہی) اوڑھنا (لحاف) ہوگا۔“

(7) ﴿يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٥﴾﴾[العنكبوت : ٥٥] ”اس دن، ان کے اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے، عذاب انھیں ڈھانپ لے گا اور اللہ فرمائے گا، جو کچھ تم کرتے تھے اس (کے مزے اب) چکھو۔“

(8) ﴿إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾﴾[الكهف : ٢٩] ”بلاشبہ ہم نے ظالموں کے لیے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتوں نے ان کا احاطہ کر رکھا ہے اور اگر وہ پانی کے لیے فریاد کریں گے تو ایسے پانی کے ساتھ ان کی فریاد رسی کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ کے مانند ہوگا، وہ (ان کے) چہرے (شدت حرارت کی وجہ سے) بھون ڈالے گا، وہ برا مشروب ہے اور وہ بری آرام گاہ ہے۔“

(9) ﴿كَلَّا ۖ لَيُنبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ﴿٤﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ﴿٥﴾ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ ﴿٦﴾ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ ﴿٧﴾﴾[الهمزة : ٤-٧] ”ہرگز نہیں اسے ضرور حطمہ میں پھینکا جائے گا۔ اور آپ کو کیا معلوم کہ حطمہ کیا

ہے؟ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ جو دلوں تک پہنچے گی (یعنی دلوں تک جلا دے گی حالانکہ وہ زندہ ہوں گے)۔"

(10) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ الْحَمِيمَ لَيُصَبُّ عَلَى رُؤُوسِهِمْ فَيَنْفُذُ الْجُمْجُمَةَ حَتَّى يَخْلُصَ إِلَى جَوْفِهِ فَيَسْلُتَ مَا فِي جَوْفِهِ حَتَّى يَبْلُغَ قَدَمَيْهِ وَهِيَ الصَّهْرُ ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ ﴾ "بلاشبہ جب کھولتا ہوا پانی ان کے سروں پر ڈالا جائے گا تو وہ کھوپڑیوں سے ہوتا ہوا اس کے پیٹ کے اندر کی تمام چیزوں کو اکٹھا کر کے اس کے دونوں پاؤں تک لے جائے گا اور صھر کے یہی معنی ہیں، پھر اسے پہلی حالت میں لوٹا دیا جائے گا۔"(۱)

(11) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَيُلْقَى فِي النَّارِ ... ﴾ "قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا، اسے دوزخ میں گرا دیا جائے گا تو اس کی آنتیں دوزخ میں تیزی کے ساتھ باہر نکل آئیں گی، پس وہ شخص اپنی آنتوں کے گرد چکر لگاتا رہے گا جیسا کہ گدھا چکی کے اِرد گرد گھومتا رہتا ہے۔ اہل جہنم اس شخص کے پاس اکٹھے ہو جائیں اور کہیں گے، اے فلاں انسان! تیرا کیا حال ہے؟ کیا تو ہمیں نیک کاموں کا حکم نہیں دیا کرتا تھا اور برے کاموں سے نہیں روکتا تھا؟ وہ جواب دے گا۔ میں تمہیں اچھے کاموں کا حکم دیتا تھا اور خود وہ کام نہیں کرتا تھا اور میں تمہیں برے کاموں سے روکتا تھا اور خود برے کام کرتا تھا۔"(۲)

اہل جہنم کو طوق اور زنجیروں میں جکڑا جائے گا

(1) ﴿ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ﴿٣١﴾ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ﴾ [الحاقة : ۳۰-۳۲] "(جہنمی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا) اسے پکڑو، پھر طوق ڈال دو۔ پھر اسے جہنم (کی آگ) میں جھونک دو۔ پھر ایک زنجیر میں، جس کی پیمائش ستر گز ہے، اسے جکڑ (یا پرو) دو۔"

(2) ﴿ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلَ وَأَغْلَالًا وَسَعِيرًا ﴿٤﴾ ﴾ [الدھر : ٤] "بلاشبہ ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔"

(3) ﴿ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٣٣﴾ ﴾ [سبا : ۳۳] "اور ہم ان لوگوں کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے (اور زنجیروں کے ساتھ ان کے ہاتھوں کو گردنوں کے ساتھ باندھ دیں گے) جنہوں نے کفر کیا، انہیں صرف اسی کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ عمل کرتے تھے۔"

---

(۱) [صحیح : السلسلة الصحيحة (۳٤۷۰) ترمذی (۲۵۸۲) کتاب صفة جهنم : باب ما جاء فی صفة شراب أهل النار ، تفسیر ابن جریر الطبری (۱۷/۱۷۵)]

(۲) [بخاری (۳۲٦۷) کتاب بدء الخلق : باب صفة النار وانها مخلوقة مسلم (۲۹۸۹)]

(4) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے سر کی کھوپڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا ﴿ لَوْ اَنَّ رَصَاصَةً مِثْلَ هٰذِهِ ... ﴾ "اگر اس طرح کا ایک پتھر آسمان سے زمین پر پھینکا جائے اور یہ پانچ سو سال کی مسافت ہے تو وہ پتھر رات سے پہلے پہلے زمین پر پہنچ جائے گا لیکن اسی پتھر کو اگر اس زنجیر (جس کے ساتھ جہنمی کو جکڑا جائے گا) کے ایک سرے سے پھینکا جائے تو اسے دوسرے سرے تک پہنچنے میں چالیس سال لگ جائیں گے۔"(۱)

اہل جہنم کی خواہشات

قیامت کے دن تو ساری عمر نیکیاں کرنے والے بھی مزید نیکیاں کرنے کی خواہش کریں گے جیسا کہ محمد بن ابوعمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَوْ اَنَّ عَبْدًا خَرَّ عَلٰی وَجْهِهٖ ... ﴾ "اگر کوئی شخص پیدا ہونے سے لے کر بوڑھا ہو کر مرنے تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سربسجود رہے تو وہ بھی اس (قیامت کے) دن اپنی اس عبادت کو حقیر جانے گا اور خواہش کرے گا کہ اسے دنیا میں (ایک بار پھر) لوٹا دیا جائے تا کہ وہ اور زیادہ اجر وثواب حاصل کر سکے۔"(۲)

تو پھر ان لوگوں کی کیا خواہشات اور حسرتیں ہوں گی جنہوں نے ساری عمر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کیں؟ چند نمونے ملاحظہ فرمائیے:

(1) ﴿ وَ هُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝ ﴾ [فاطر: ۳۷] "اور وہ (جہنمی کہیں گے) اے ہمارے رب! تو ہمیں (اس سے) نکال، (اب) ہم نیک عمل کریں گے نہ کہ وہ جو (پہلے) کرتے تھے، (اللہ فرمائے گا) کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو شخص نصیحت حاصل کرنا چاہتا تو نصیحت حاصل کر لیتا؟ اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا، اب تم (عذاب کا مزہ) چکھو، پس ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں۔"

(2) ﴿ قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ ﴾ [المومن: ۱۰] "وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! تو نے ہمیں دو بار موت دی اور تو نے ہمیں دو بار زندہ کیا، تو ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں، پھر کیا (اس عذاب سے) نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟"

(۱) [حسن: مسند احمد (۲/۱۹۷) شیخ شعیب ارناؤوط نے اسے حسن کہا ہے۔ [الموسوعة الحديثية (۶۸۵۶)]

(۲) [صحیح: صحيح الترغيب (۳۵۹۷) مسند احمد (۴/۱۸۵) شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ [الموسوعة الحديثية (۱۷۶۵۰)]

(3) ﴿وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ﴿١٠﴾ فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ فَسُحْقًا لِّأَصْحَابِ السَّعِيرِ ﴿١١﴾﴾ [الملك : ١٠۔١١] ''اور وہ (جہنمی) کہیں گے، کاش! ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو ہم دوزخ والوں میں نہ ہوتے۔ پھر وہ اپنے گناہ کا اعتراف کریں گے، چنانچہ دوزخ والوں پر لعنت ہے۔''

(4) ﴿قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ﴿١٠٧﴾ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ﴿١٠٨﴾﴾ [المومنون : ١٠٦۔١٠٨] ''وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! ہماری بدبختی ہم پر غالب آ گئی اور (واقعی) ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال، پھر اگر ہم لوٹیں (یعنی دوبارہ وہی کریں) تو بلاشبہ ہم ظالم ہوں گے۔ اللہ فرمائے گا، اسی (جہنم) میں ذلیل وخوار (پڑے) رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔''

(5) ﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ﴿١٢﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٣﴾ فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا إِنَّا نَسِينَاكُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾﴾ [السجدة : ١٢۔١٤] ''اور کاش! آپ دیکھیں جب مجرم اپنے رب کے حضور سر جھکائے (پیش) ہوں گے، (وہ کہیں گے) اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور ہم نے سن لیا، لہٰذا ہمیں واپس بھیج کہ ہم نیک عمل کریں، بے شک ہم یقین کرنے والے ہیں۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہم ہر شخص کو اس کی ہدایت دے دیتے اور لیکن میری طرف سے بات ثابت ہو گئی کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں، سب سے ضرور بھروں گا۔ پس تم (عذاب) چکھو اس لیے کہ تم نے اپنے اس دن کی ملاقات بھلائے رکھی، بے شک (آج) ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا، اور جو (برے) عمل تم کرتے تھے، ان کی وجہ سے تم ہمیشہ کا عذاب چکھو۔''

(6) ﴿وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿٤٩﴾ قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلَىٰ قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ﴿٥٠﴾﴾ [المومن : ٤٩۔٥٠] ''اور وہ (سب) لوگ، جو آگ میں ہوں گے جہنم کے داروغوں سے کہیں گے، تم اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ایک دن تو ہم سے کچھ عذاب ہلکا کر دے۔ وہ کہیں گے، کیا تمہارے رسول تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے؟ وہ (جواب میں) کہیں گے، کیوں نہیں! وہ (دربان) کہیں گے، پھر تم (خود ہی) دعا کرلو اور کافروں کی دعا تو بے کار ہی جائے گی۔''

(7) ﴿يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا﴾ [الاحزاب

: ٦٦] ”جس دن آگ میں ان کے چہرے الٹ پلٹ کیے جائیں گے تو وہ کہیں گے، اے کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔“

اہل جہنم جنتیوں سے پانی مانگیں گے انہیں وہ بھی نہیں دیا جائے گا

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَنَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ ۚ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٥٠﴾ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنسَاهُمْ كَمَا نَسُوا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هَٰذَا وَمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿٥١﴾﴾ [الاعراف : ٥٠ ـ ٥١] ”اور جہنمی اہل جنت کو پکار کر کہیں گے کہ تم کچھ پانی ہم پر انڈیل دو یا اس رزق میں سے، جو اللہ نے تمہیں دیا ہے، (کچھ ہمیں عطا کر دو) جنتی کہیں گے، بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں چیزیں کافروں پر حرام کر دی ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا لیا، اور انہیں دنیوی زندگی نے دھوکے میں ڈالے رکھا، چنانچہ آج ہم انہیں اسی طرح بھلا دیں گے جس طرح انہوں نے اپنی اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا اور جیسے کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔“

(2) ایک روایت میں ہے کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ بندے سے فرمائے گا ”کیا میں نے تیری عزت افزائی نہیں کی تھی؟ کیا میں نے تجھے سردار نہیں بنایا تھا؟ کیا میں نے تجھے بیوی نہیں دی تھی؟ کیا میں نے گھوڑے اور اونٹ تیرے لیے مسخر نہیں کر دیے تھے اور تجھے چھوڑ نہیں دیا تھا کہ تو عزت و وقار کے ساتھ جس طرح چاہے کھائے اور پیے؟ بندہ عرض کرے گا۔ ہاں! یہ سب کچھ درست ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تجھے یقین تھا کہ تو ایک دن میرے ساتھ ملاقات کرے گا؟ وہ بندہ جواب دے گا نہیں میرے پروردگار! مجھے یہ یقین نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج میں بھی تجھے بھلا دوں گا جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا تھا۔“(١)

اہل جہنم موت مانگیں گے لیکن انہیں موت بھی نہیں ملے گی

(1) ﴿وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ﴿١٠﴾ فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا ﴿١١﴾ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ﴿١٢﴾﴾ [الانشقاق : ١٠ ـ ١٢] ”اور جس شخص کو اس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ پیچھے دیا گیا (یعنی اس کے ہاتھ کو دوہرا کر کے پیچھے کی طرف لایا جائے گا اور پھر اس کے اس بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا)۔ تو عنقریب وہ ہلاکت (موت) کو دعوت دے گا۔ اور وہ بھڑکتی آگ میں جا پڑے گا۔“

(١) [مسلم (٢٩٦٨) کتاب الزهد و الرقائق : باب الدنيا سجن المومن و جنة للكافر، مسند احمد (٤٩٢/٢)]

(2) ﴿وَإِذَآ أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ﴿١٣﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ﴿١٤﴾﴾ [الفرقان : ١٣۔١٤] ''اور جب وہ زنجیروں میں جکڑے اس (جہنم) کی کسی تنگ جگہ میں جھونکے جائیں گے، تو وہ وہاں ہلاکت (موت) کو پکاریں گے۔ (کہا جائے گا) تم آج ایک ہلاکت (موت) کو مت پکارو، بلکہ بہت سی ہلاکتوں (موتوں) کو پکارو۔''

(3) ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿٣٦﴾﴾ [فاطر : ٣٦] ''اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے جہنم کی آگ ہے، ان کے متعلق یہ فیصلہ نہیں کیا جائے گا کہ وہ مر جائیں اور نہ ان سے اس (جہنم) کا عذاب ہلکا کیا جائے گا، ہم ہر ناشکرے کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔''

جہنم میں لے جانے والے اعمال

آئندہ سطور میں چند ایسے اعمال کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو جہنم میں لے جانے والے ہیں۔ اس لیے ایسے اعمال سے ہر ممکن طریقے سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

- شرک کی ہر قسم (غیر اللہ سے مدد طلب کرنا، قبروں پر سجدے کرنا اور شرکیہ تعویذات پہننا وغیرہ) سے بچنا چاہیے کیونکہ قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرک کو ہرگز معاف نہیں فرمائیں گے اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔[١]
- رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری سے اعراض نہیں کرنا چاہیے کیونکہ فرمانِ نبوی کے مطابق جو آپ کی اطاعت نہیں کرتا وہ خود ہی جنت میں جانے سے انکار کر دیتا ہے (اور پھر وہ یقیناً جہنم میں ہی جائے گا)۔[٢]
- رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے سے بچنا چاہیے یعنی کوئی بھی ایسی بات آپ کی طرف منسوب نہیں کرنی چاہیے جو آپ نے نہیں فرمائی کیونکہ جو ایسا کرتا ہے اس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔[٣]
- حاکم وقاضی کو ہمیشہ عدل وانصاف سے کام لینا چاہیے کیونکہ جو بھی قاضی عدل سے کام نہیں لیتا وہ جہنم میں جانے والا ہے۔[٤]

---

(١) [النساء : ٤٨]، [المائدة : ٧٢]

(٢) [بخاری (٧٢٨٠) مستدرك حاكم (٥٥/١) مسند احمد (٣٦١/٢)]

(٣) [بخاری (١٠٧) مسلم (٢۔٤) ابن ماجه (٣٦) بزار (٩٧٠) طيالسی (١٩١)]

(٤) [**صحيح لغيره** : صحيح الترغيب (٢١٧٢) ابو داود (٣٥٧٣) كتاب الاقضية : باب فی القاضی يخطیء]

- صرف دنیوی اغراض ومقاصد کے لیے کفار ومشرکین کے علاقوں میں رہائش اختیار نہیں کرنی چاہیے کیونکہ جو ایسا کرے گا وہ یقیناً دین کے معاملے میں کسی نہ کسی فتنے میں ضرور مبتلا ہوگا اور پھر ایسے لوگوں کو جب فرشتے فوت کریں گے تو انہیں کہیں گے کہ اللہ کی زمین وسیع نہ تھی، تم نے دیارِ کفر سے دیارِ اسلام کی طرف ہجرت کیوں نہ کی؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ (١)
- کسی کو ناحق (ظلم وزیادتی سے) ہرگز قتل نہیں کرنا چاہیے۔ قرآن میں ہے کہ ایسے شخص کی جزا جہنم ہے۔ (٢)
- خود کو ہمیشہ تکبر سے بچانا چاہیے اور کبھی بھی خود کو بڑا اور دوسروں کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے، فرمانِ نبوی کے مطابق جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (٣)
- سود کی لعنت سے بچنا چاہیے کیونکہ سود خوری ایسا عمل ہے جو جہنم میں لے جانے والا ہے۔ (٤) اور ایک حدیث کے مطابق تو سود سات ہلاک کرنے والی اشیاء میں سے ایک ہے۔ (٥)
- یتیموں کا مال ناحق کھانا بھی جہنم میں داخلے کا موجب ہے۔ (٦)
- جانداروں کی تصاویر بنانے سے بچنا چاہیے کیونکہ فرمانِ نبوی ہے کہ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب تصویریں بنانے والوں کو ہوگا۔ (٧)
- دین کا علم خالص رضائے الٰہی کے لیے حاصل کرنا چاہیے کیونکہ جو دنیوی اغراض کے لیے دین کا علم حاصل کرتا ہے وہ روزِ قیامت جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ (٨)
- جانوروں کو سزا دینا یا انہیں اذیت پہنچانا بھی جہنم میں داخلے کا ذریعہ بن سکتا ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت نے بلی کو باندھے رکھا، نہ اسے خود کچھ کھانے کو دیا اور نہ ہی اسے کھلا چھوڑا کہ وہ خود کسی کیڑے مکوڑے کو کھا سکے، بالآخر وہ مرگئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اسی عمل کی وجہ سے جہنم میں بھیج دیا۔ (٩)
- خواتین کو ایسا لباس ہرگز زیب تن نہیں کرنا چاہیے جس سے ان کے جسمانی خدوخال نمایاں ہوں اور وہ لباس

---

(١) [النساء : ٩٧_٩٨]　(٢) [النساء : ٩٣]

(٣) [**صحيح** : السلسلة الصحيحة (١٦٢٦) ترمذى (١٩٩٩) كتاب البر والصلة : باب ما جاء فى الكبر]

(٤) [البقرة : ٢٧٥]

(٥) [بخارى (٢٧٦٦) مسلم (٨٩)]

(٦) [النساء : ١٠]

(٧) [مسلم (٢١٠٩) بخارى (٥٩٦٣)، (٤٩٥١) ابو يعلى (٥١٠٧)]

(٨) [**صحيح** : صحيح ابن ماجه (٢٠٤) صحيح الجامع (٦١٥٩) ابو داود (٣٦٦٤)]

(٩) [**صحيح** : ارواء الغليل (٢١٨٢) مسند احمد (٣١٧/٣)]

پہننے کے باوجود عریاں ہوں، چنانچہ فرمانِ نبوی کے مطابق ایسی عورتیں جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی۔ (۱)

- خواہ کیسے بھی حالات ہوں خودکشی ہرگز نہیں کرنی چاہیے کیونکہ خودکشی کرنے والا جہنم میں بھی اسی آلے کے ساتھ بار بار خودکشی کرتا رہے گا جس کے ساتھ اس نے دنیا میں خودکشی کی تھی۔ (۲)
- سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا بھی جہنم میں داخلے کا ایک ذریعہ ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ جو سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھاتا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔ (۳)

جہنم سے بچانے والے اعمال

ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ خود بھی جہنم سے بچنے کی کوشش کرے اور اپنے اہل وعیال کو بھی جہنم سے بچانے کے لیے بھرپور جدوجہد کرے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے کہ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ [التحريم : ٦] ''اے ایمان والو! تم خود کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ سے بچاؤ (یعنی خود بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے عمل کرو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو اور اپنے اہل وعیال کو بھی حکم دو کہ وہ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھیں اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں، انہیں ہر قسم کی نافرمانی سے منع کرو، اللہ کے احکام کی بجا آوری کے لیے ان کی نگرانی کرو، نہ صرف انہیں اللہ کی اطاعت و بندگی کا حکم دو بلکہ اس سلسلے میں ان کا تعاون بھی کرو اور اگر انہیں اللہ کی کسی نافرمانی میں مبتلا دیکھو تو انہیں زجر و توبیخ کرو، یقیناً ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ تم سب کو آتشِ جہنم سے نجات عطا فرما دے گا)۔''

آئندہ سطور میں چند ایسے اعمال کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جن کی پابندی سے انسان آتشِ جہنم سے بچ سکتا ہے۔

- آتشِ جہنم سے بچنے کے لیے اولین چیز تو ایمان اور عمل صالح ہے جیسا کہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے جہنم سے بچنے اور جنت میں داخلے کا یہی فارمولا بتایا ہے۔ (٤)
- روزہ انسان کے لیے جہنم سے بچاؤ کی ایک ڈھال ہے۔ (٥) اور ایک روایت کے مطابق جو اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے اور آتشِ جہنم کے درمیان ستر (۷۰) سال کی دوری پیدا فرما دیتے ہیں۔ (٦) اس لیے بطورِ خاص ماہ رمضان کے روزوں کی پابندی کرنی چاہیے، بلاوجہ ایک روزہ بھی ترک نہیں کرنا چاہیے اور بالعموم نفلی روزے بھی کثرت سے رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

---

(۱) [مسلم (۲۱۲۸) كتاب اللباس والزينة : باب النساء الكاسيات العاريات]
(۲) [مسلم (۱۰۹) كتاب الايمان : باب غلظ تحريم قتل الانسان نفسه ، ترمذى (۲۰٤۳)]
(۳) [بخارى (٥٦٣٤) كتاب الاشربة : باب آنية الفضة ، مسلم (۲۰٦٥)]
(٤) [البقرة : ۲٥] ، [البقرة : ۸۲] ، [البقرة : ۲۷۷] ، [النساء : ٥٧] ، [المائدة : ۹]
(٥) [بخارى (۱۹۰٤) مسلم (۱۱٥۱) ابن خزيمة (۱۸۹٦) ابن حبان (۳٤۲۳)]
(٦) [بخارى (۲۸٤۰) كتاب الجهاد والسير : باب فضل الصوم فى سبيل الله ' مسلم (۱۱٥۳)]

- جہادِ فی سبیل اللہ میں بھی ضرور شرکت کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ فرمانِ نبوی کے مطابق کافر اور اسے قتل کرنے والا مومن جہنم میں کبھی اکٹھے نہیں ہوں گے (یعنی کافر جہنم میں جائے گا جبکہ مومن جنت میں جائے گا)۔(۱) ایک دوسری روایت میں ہے کہ جن قدموں پر جہادِ فی سبیل اللہ کی مٹی پڑ جاتی ہے انہیں جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔(۲)
- ہمیشہ اپنے دل میں اللہ کا ڈر رکھنا اور اللہ کے ڈر کی وجہ سے آنسو بہہ پڑنا بھی جہنم سے بچاؤ کا ایک ذریعہ ہے، چنانچہ فرمانِ نبوی کے مطابق اللہ کے خوف سے آنسو بہانے والی آنکھ کو آتشِ جہنم نہیں چھو سکتی۔(۳)
- جہنم سے بچاؤ کے لیے صدقہ وخیرات بھی کرتے رہنا چاہیے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے خواتین سے فرمایا تھا کہ تمہاری اکثریت جہنم میں جائے گی اس لیے صدقہ وخیرات کیا کرو۔(٤) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جہنم سے بچو خواہ ایک کھجور کی گٹھلی (صدقہ میں) دے کر ہی۔(٥)
- آتشِ جہنم سے پناہ مانگتے رہنا بھی جہنم سے بچاؤ کا ایک بہترین ذریعہ ہے، چنانچہ اس کے لیے کتاب وسنت میں موجود ایسی دعائیں پڑھتے رہنا چاہیے جن میں جہنم سے بچاؤ کا ذکر ہے، اسی طرح یہ بھی یاد رہے کہ کم از کم تین مرتبہ جہنم سے پناہ مانگنی چاہیے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ جو مسلمان شخص تین مرتبہ جہنم سے پناہ مانگتا ہے، تو جہنم خود سفارش کرتی ہے کہ اے اللہ! اسے مجھ سے بچالے۔(٦)

---

(۱) [مسلم (۱۸۹۱) کتاب الامارۃ : باب من قتل کافرا ، ابو داود (۲٤۹٥) مسند ابو یعلی (٦٥۰٥)]
(۲) [بخاری (۲۸۱۱) کتاب الجھاد : باب من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ]
(۳) [**صحیح** : صحیح الجامع الصغیر (٤۱۱۳) ترمذی (۱٦۳۹) کتاب فضائل الجھاد]
(٤) [مسلم (۷۹) کتاب الایمان : باب بیان نقصان الایمان بنقص الطاعات]
(٥) [مسلم (۱۰۱٦) ابن خزیمۃ (۲٤۲۸) ابو نعیم فی الحلیۃ (۱٦۹/۷) طیالسی (۱۰۳٥) دارمی (۱٦۷٥)]
(٦) [**صحیح** : صحیح الترغیب (۳٦٥٤) صحیح الجامع (٦۲۷٥) ترمذی (۲٥۷۲) ابن ماجہ (٤۳٤۰)]



باب المسائل المتفرقة متفرق مسائل کا بیان

کیا روزِ قیامت کفار کا حساب ہوگا؟

قیامت کے دن کفار سے حساب لیا جائے گا کہ نہیں اس میں اختلاف تو ہے لیکن زیادہ درست رائے یہ ہے کہ کفار کا بھی حساب ہوگا اور وہ تمام آیات اس کا ثبوت ہیں جن میں مذکور ہے کہ روزِ قیامت جن لوگوں کا برائیوں کا پلڑا بھاری ہوگا انہیں بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دے کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ تاہم یہاں ایک اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کفار کے تو تمام اعمال باطل ورائیگاں ہیں تو پھر ان کے اعمال کا وزن کرنے یا ان سے حساب لینے کا کیا فائدہ؟ تو اس کا جواب چند نکات کی روشنی میں ملاحظہ فرمایئے۔

❁ کفار سے اس لیے حساب لیا جائے گا تا کہ ان پر حجت قائم ہو جائے، ان کے پاس کوئی عذر باقی نہ رہے اور سب پر یہ واضح ہو جائے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کے متعلق یہ فیصلہ کیا ہے کہ اسے ہمیشہ ہمیشہ آتشِ جہنم میں جلنا ہے اور ابدی طور پر جہنم کا ایندھن بننا ہے تو یہ فیصلہ کسی قسم کے ظلم پر مشتمل نہیں بلکہ پورے عدل وانصاف پر مبنی ہے اور اسے اسی کا بدلہ دیا گیا ہے جو وہ دنیا میں اعمال کر کے آیا ہے۔ چنانچہ امام قرطبی رحمہ اللہ نے بھی یہی وضاحت فرمائی ہے کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اقامتِ حجت کی غرض سے مخلوق سے باز پرس کریں گے۔ (۱)

❁ کفار کا حساب اس لیے ہوگا تا کہ انہیں ان کے گناہوں کے مطابق جہنم کے مختلف درجات میں بھیجا جا سکے۔ جیسا کہ کتاب وسنت کے واضح دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ جہنم کے مختلف درجات ہیں اور ہر درجے میں لوگوں کو ان کے گناہوں کے مطابق کم یا زیادہ عذاب ہوگا، چنانچہ منافقین کے متعلق قرآن کریم میں ہے کہ انہیں جہنم کے سب سے نچلے درجے میں رکھا جائے گا۔ (۲) اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ جہنم کا سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہوگا۔ (۳) تو انہی درجات کے تعین کے لیے کفار کا حساب ہوگا۔ چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی فرمایا ہے کہ جس (کافر ومشرک) کی برائیاں زیادہ ہوں گی اسے اُس شخص سے زیادہ سخت عذاب دیا جائے گا جس کی برائیاں کم ہوں گی۔ (۴)

❁ کفار سے اس لیے حساب لیا جائے گا تا کہ انہیں ان کے گناہوں پر سرزنش اور زجر وتوبیخ کی جائے اور ساری

(۱) [التذكرة للقرطبي (ص: ۲۲۵)]

(۲) [النساء: ۱٤٥]

(۳) [مسلم (۲۱۲) كتاب الايمان: باب اهون اهل النار عذابا]

(٤) [مجموع الفتاوى لابن تيمية (٤/٣٠٥)]

مخلوق کے سامنے انہیں رسوا کیا جائے۔ چنانچہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگرچہ کفار کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی لیکن ان کے اعمال کا وزن اس لیے کیا جائے گا تا کہ ساری مخلوق کے سامنے ان کی بدبختی کا اظہار ہو اور ان کی خوب ذلت و رسوائی ہو۔[1] اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر حساب سے یہ مراد لیا جائے کہ کفار کے سامنے ان کے کرتوت پیش کیے جائیں اور پھر ان پر انہیں خوب ڈانٹا جائے اور زجر و توبیخ کی جائے تو بلاشبہ اس اعتبار سے ان کا ضرور حساب لیا جائے گا۔[2]

❁ کفار کا حساب اس وجہ سے ہوگا کیونکہ وہ بھی مکلّف ہیں۔ شیخ صالح الفوزان[3] نے فرمایا ہے کہ کفار اسلام لانے کے مکلّف ہیں (یعنی انہیں یہ حکم ہے کہ وہ اسلام قبول کریں) اس پر تو سب کا اتفاق ہے، البتہ اختلاف اس بات میں ہے کہ آیا کفار فروعِ شریعت (یعنی نماز پڑھنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور روزہ رکھنے وغیرہ جیسے احکام کے) بھی مکلّف ہیں کہ نہیں تو دلائل کی رو سے زیادہ قوی موقف یہ ہے کہ کفار فروعِ شریعت کے بھی مکلّف ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ اہل جنت جہنمیوں سے سوال کریں گے کہ تمہیں کس چیز نے جہنم میں داخل کیا تو وہ جواب میں کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔[4] معلوم ہوا کہ جیسے کفار اسلام لانے کے مکلّف ہیں اسی طرح نماز پڑھنے کے بھی مکلّف ہیں، اسی لیے ان سے روزِ قیامت اس کے متعلق باز پرس ہوگی (البتہ یہ الگ بات ہے کہ جب تک وہ اسلام قبول نہ کریں ان کا کوئی نیک عمل یعنی نماز، روزہ وغیرہ قبول نہیں ہوتا)۔

اصحاب الاعراف

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ ۚ وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَن سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۚ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ﴿٤٦﴾ وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤٧﴾﴾ [الاعراف: ٤٦-٤٧] ”اور ان دونوں (اہل جنت اور اہل جہنم) کے درمیان پردہ ہوگا، اور اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے جو ہر ایک (جنتی و دوزخی) کو ان کی خاص علامتوں سے پہچانتے ہوں گے اور وہ جنتیوں کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلام ہو، اعراف والے (ابھی) جنت میں داخل نہ ہوئے ہوں گے جب کہ وہ اس کی امید رکھتے ہوں گے۔ اور جب ان کی آنکھیں دوزخیوں کی طرف

---

(١) [النهاية في الفتن لابن كثير (٢/٣٥)]

(٢) [مجموع الفتاوى لابن تيمية (٤/٣٠٥)]

(٣) [شرح الورقات (ص: ٥٢)]

(٤) [المدثر: ٤٢-٤٦]

پھیری جائیں گی تو کہیں گے، اے ہمارے رب! تو ہمیں ظالم لوگوں کے ساتھ نہ کر۔"

یعنی اہل جنت اور اہل جہنم کے درمیان ایک حجاب ہوگا جسے مقامِ "اعراف" کہا جائے گا۔ یہ مقام جنت میں شامل ہوگا نہ جہنم میں۔ اس مقام سے جنت اور جہنم دونوں میں جھانکا جا سکے گا اور جنتیوں اور جہنمیوں کے احوال کو دیکھا جا سکے گا۔ اس مقامِ اعراف میں کچھ لوگ ہوں گے جو اہل جنت اور اہل جہنم کو ان کی علامات کے ذریعے سے پہچانتے ہوں گے جو ان کی امتیازی علامات ہیں۔ جب وہ اہل جنت کی طرف دیکھیں گے تو پکار کر کہیں گے "تم پر سلامتی ہو"۔ وہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے البتہ وہ جنت میں داخلے کے امیدوار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں امید تب ہی جاگزیں کرتا ہے جب وہ ان کو اپنی تکریم سے نوازنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اور جب وہ اہل جہنم کی طرف دیکھیں گے تو انہیں بہت ہی قبیح منظر دیکھنے کو ملے گا تو وہ پکار اٹھیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کر۔ اہل اعراف جب اہل جنت کو دیکھیں گے تو وہ بھی جنت میں ان کی معیت کی خواہش کریں گے اور وہ ان کو تحیہ وسلام پیش کریں گے اور جب غیر اختیاری طور پر ان کی نظریں اہل جہنم کی طرف اٹھیں گی تو وہ عمومی طور پر ان کی حالت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کریں گے۔

اہل علم اور مفسرین کے مابین اس بارے میں اختلاف ہے کہ اصحاب اعراف سے کون لوگ مراد ہیں اور ان کے اعمال کیا ہیں۔ اس بارے میں صحیح مسلک یہ ہے کہ اصحابِ اعراف وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔ نہ تو ان کی برائیاں زیادہ ہوں گی جس کی بنا پر وہ جہنم میں داخل ہو جائیں اور نہ ان کی نیکیاں زیادہ ہوں گی کہ جنت میں داخل ہو جائیں۔ پس جب تک اللہ چاہے گا یہ لوگ مقامِ اعراف میں قیام کریں گے پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں جنت میں داخل کرے گا کیونکہ اس کی رحمت اس کے غضب پر سبقت کرتی اور غالب آتی ہے اور اس کی رحمت ہر چیز پر سایہ کناں ہے۔[1]

سدرۃ المنتہیٰ

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿١٣﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿١٤﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿١٥﴾ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿١٦﴾﴾ [النجم: ١٣-١٦] "اور بلاشبہ اس (پیغمبر ﷺ) نے اس (جبریل) کو (شب معراج) ایک بار اور بھی اترتے دیکھا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے قریب۔ اس کے نزدیک ہی جنت الماویٰ ہے۔ اس وقت بیری پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔"

---

(١) [ماخوذ از: تفسیر ابن کثیر (٢/٦١٩-٦٢٠) تفسیر السعدی (١/٨٧٨-٨٧٩)]

"سدرة المنتهیٰ" کا معنی ہے "آخری حد کی بیری"۔ یہ ساتویں آسمان پر بیری کا ایک بہت بڑا درخت ہے اور اسے سدرۃ المنتہیٰ اس لیے کہا جاتا ہے کہ زمین سے جو چیز اوپر کی طرف چڑھتی ہے، اس کے پاس آ کر رک جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحی وغیرہ نازل ہوتی ہے یہاں آ کر ٹھہر جاتی ہے۔ یا اس بنا پر اسے سدرۃ المنتہیٰ کہا جاتا کہ یہ مخلوقات کے علم کی انتہائی حد ہے، نیز اس نام سے موسوم کیے جانے کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ یہ آسمانوں اور زمین کے اوپر واقع ہے اور سدرۃ المنتہیٰ اس کی بلندی کی انتہا ہے، اس کے علاوہ بھی کوئی سبب ہو سکتا ہے (واللہ اعلم)۔ چنانچہ اس مقام پر جو پاک، خوبصورت اور بلند مرتبہ ارواح کا مقام ہے، جہاں شیطان اور دیگر ارواحِ خبیثہ نہیں ٹھہر سکتیں، حضرت محمد ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا۔ اسی کے پاس جنت الماویٰ ہے یعنی وہ جنت جس میں ہر نعمت جمع ہے۔ اس وقت سدرۃ المنتہیٰ پر کیا چیز چھا رہی تھی، اس کے متعلق مفسرین کا کہنا ہے کہ احادیثِ معراج کے مطابق اس درخت کو فرشتوں نے ڈھانپ رکھا تھا۔ ایک روایت کے مطابق اس درخت کو بعض ایسے رنگوں نے ڈھانپ رکھا تھا جن کا نبی ﷺ کو بھی علم نہ ہوا اور کچھ کا کہنا ہے کہ اس درخت کو ڈھانپنے والے سونے کے پتنگے تھے۔ (واللہ اعلم)[1]

(2) حدیثِ معراج میں ہے کہ ﴿ ثُمَّ رُفِعَتْ اِلَى سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَإِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ وَ إِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيلَةِ فَقَالَ هٰذِهِ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى ﴾ "پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے جایا گیا، اس کے پھل مقامِ ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے اور پتے ہاتھیوں کے کانوں کی طرح، جبریل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔"[2]

بعض دنیوی نعمتیں جنت میں بھی ہوں گی

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوا هٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا ﴾

[البقرة : ٢٥] "انہیں (اہل جنت کو) اس میں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہمیں اس سے پہلے دیا گیا تھا اور ان کو اس سے ملتا جلتا (پھل بھی) دیا جائے گا۔"

اس آیت کی تفسیر میں اہل علم کا کہنا ہے کہ اہل جنت کو جو پھل دیے جائیں گے وہ کوئی اجنبی پھل نہیں ہوں گے بلکہ انہی پھلوں سے ملتے جلتے ہوں گے جو انہیں دنیا میں دیے گئے تھے مثلاً آم، کیلا، سیب اور انگور وغیرہ۔ اور جنتی جب جنت میں ان پھلوں کو دیکھیں گے تو پہچان لیں گے کہ یہ آم ہے اور یہ کیلا ہے، البتہ ان پھلوں کا مزا دنیوی

---

(۱) [ماخوذ از، تفسیر ابن کثیر (٦١٥/٥۔٦١٦) تفسیر السعدی (٢٦٤٣/٣)]

(۲) [بخاری (٣٠٧) كتاب بدء الخلق : باب ذكر الملائكة ، مسلم (١٦٤) مسند احمد (٢٠٨/٤)]

پھلوں کے مقابلے میں بہت اعلیٰ ہوگا اور ذائقے میں ان کی دنیوی پھلوں سے کوئی نسبت نہ ہوگی۔ کیونکہ حدیثِ نبوی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے (ایسی ایسی) نعمتیں تیار کی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہیں، کسی کان نے سنا نہیں اور کسی انسان کے دل میں ان کا تصور تک نہیں آیا۔''(۱)

(2) ایک روایت میں ہے کہ عجوہ کھجور جنت کا پھل ہے۔(۲)

(3) ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بکری جنتی جانوروں میں سے ایک ہے۔(۳)

(4) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ سَيِّدُ رَيْحَانِ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْحِنَّاءُ ﴾ ''اہل جنت کی خوشبوؤں کی سردار مہندی کی خوشبو ہے۔''(۴)

جنت اور دوزخ کا باہم جھگڑا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَ النَّارُ ... ﴾ ''جنت اور دوزخ نے آپس میں جھگڑا کیا، تو دوزخ نے کہا کہ مجھے متکبر اور جابر لوگوں کے لیے مخصوص کیا گیا ہے، جنت نے کہا، مجھے کیا ہوا ہے کہ مجھ میں کمزور و ناتواں لوگ ہی داخل ہوتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے، اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں تیرے ذریعے سے رحمت کروں اور دوزخ سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں تیرے ذریعے سے عذاب دوں، البتہ تم دونوں میں سے ہر ایک کو بھر دیا جائے گا، دوزخ اس وقت تک نہیں بھرے گی جب تک اللہ جل شانۂ اپنا قدم مبارک اس میں نہ رکھیں گے تو وہ پکار اٹھے گی، بس بس۔ اس وقت دوزخ بھر جائے گی اور اس کے بعض حصے بعض کی طرف سمٹ جائیں گے اور اللہ عزوجل اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں فرمائے گا جبکہ جنت (کو بھرنے) کے لیے اللہ عزوجل اور مخلوق پیدا فرما دے گا۔''(۵)

کیا فرقہ ناجیہ سارا جنتی ہے؟

سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا فرقہ ناجیہ سارا جنتی ہے؟ تو کمیٹی نے جواب دیا کہ

---

(۱) [بخاری (۴۷۷۹) کتاب التفسیر : باب قوله تعالى " فلا تعلم نفس ما اخفى لهم من قرة اعين "، مسلم (۲۸۲۴) ترمذی (۳۱۹۷)]

(۲) [صحیح : مسند احمد (۶۵/۵) شیخ شعیب ارناؤوط نے اسے صحیح کہا ہے۔ [الموسوعة الحديثية (۲۰۶۵۰)]

(۳) [حسن : السلسلة الصحيحة (۲۰۲/۳)، (۱۱۲۸) السنن الكبرى للبيهقي (۴۵۳۴)]

(۴) [صحیح : السلسلة الصحيحة (۱۴۲۰) صحيح الجامع الصغير (۳۶۷۷)]

(۵) [بخاری (۴۸۵۰) کتاب التفسیر : باب قوله " وتقول هل من مزيد "]

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ثابت ہے کہ ''یہودی اکہتر (۷۱) اور عیسائی بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور عنقریب یہ امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، (جو) سب کے سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے۔ صحابہ نے دریافت کیا کہ وہ کون سا فرقہ ہو گا (جو جہنم میں نہیں جائے گا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''جو اُس (دین) پر ہو گا جس پر آج میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔''(۱)

پس یہ حدیث فرقہ ناجیہ (کامیاب ہونے والے گروہ) کی وضاحت کرتی ہے کہ وہ ایسا فرقہ ہو گا جو قولاً، عملاً اور اعتقاداً شریعت کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہو گا اور یقیناً جو اسی چیز پر فوت ہو گا وہ قطعی طور پر جنت میں جائے گا (یعنی فرقہ ناجیہ کی ایک خاص صفت ہے اور وہ یہ کہ وہ مکمل طور پر شریعت کا پابند ہو گا اور بلاشبہ جب کوئی کامل طور پر شریعت کا پابند ہو گا تو یقیناً اس کا ٹھکانہ جنت ہی ہو گا خواہ وہ ایک فرد ہو یا جماعت)۔(۲)

کیا زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ جنت میں داخل ہو گا؟

سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اگر کوئی شخص مسلمان فوت ہوتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو گا، اسے جنت میں داخلے سے یہ چیز نہیں روک سکتی کہ وہ زنا کی پیداوار ہے۔ زنا کا بوجھ زانی پر ہو گا نہ کہ اس پر جو زنا کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ﴾ [الانعام: ۱٦٤] ''اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔''(۳)

کیا دنیوی آگ جہنمی آگ کا دھواں ہے؟

سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی نے اس سوال کا جواب یوں دیا ہے کہ یہ بات درست نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ نے تو صرف یہ فرمایا ہے کہ ''جب گرمی سخت ہو تو نماز (ظہر) کو ذرا ٹھنڈا کر لو (یعنی کچھ تاخیر سے ادا کرو) کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کا اخراج (باہر کی سانس) ہے۔''(٤)

---

(۱) [صحیح: صحیح الجامع (۱۰۸۲) مسند احمد (۳۳۲/۲)، (۱۲۰/۳) ابو داود (٤٥۹٦) ترمذی (۲٦٤۲) ابن ماجہ (٤۰۲۹) مستدرك حاكم (۱۲۸/۱)]

(۲) [فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (۲۳۳/۲)]

(۳) [فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (٤۸۳/۳)]

(٤) [مسلم (٦۱۷) نسائی (۵۰۰) ابو داود (٤۰۲) ابن ماجه (٦۷۸) موطا (۲۹) دارمی (۱۲۰۷)] فتویٰ کے لیے دیکھئے: [فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (٤۹۳/۳)]



باب الاحاديث الضعيفة — چند ضعیف احادیث کا بیان

(1) ﴿ عَنْ يَمِينِهِ جِبْرَئِيلُ عَنْ يَسَارِهِ مِيكَائِيلُ ﴾ ''اس (صور پھونکنے والے فرشتے) کے دائیں جانب جبرائیل علیہ السلام اور اس کے بائیں جانب میکائیل علیہ السلام ہوں گے۔''(۱)

(2) ﴿ أَرْضٌ بَيْضَاءُ لَمْ يُسْفَكْ عَلَيْهَا دَمٌ وَلَمْ يُعْمَلْ عَلَيْهَا خَطِيئَةٌ ﴾ ''وہ (محشر کی) زمین سفید ہوگی جس پر نہ تو کوئی خون بہایا جائے گا اور نہ ہی کوئی گناہ کیا جائے گا۔''(۲)

(3) ﴿ إِنَّ الرَّجُلَ لَيُلْجِمُهُ الْعَرَقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ يَا رَبِّ أَرِحْنِي وَلَوْ إِلَى النَّارِ ﴾ ''روزِ قیامت آدمی کو پسینے کی لگام لگی ہوگی (یعنی منہ تک پسینے میں ڈوبا ہوگا) اور کہے گا اے پروردگار! مجھے اس مصیبت سے چھٹکارہ دے دے خواہ جہنم میں ہی پھینک دے۔''(۳)

(4) قرآن کریم کی آیت ﴿ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ﴾ ''جس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی'' کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے دریافت کیا کہ ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ زمین کی خبروں سے کیا مراد ہے؟ تو صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ﴿ فَإِنَّ أَخْبَارَهَا أَنْ تَشْهَدَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ وَ أَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلَى ظَهْرِهَا أَنْ تَقُولَ: عَمِلَ كَذَا وَ كَذَا (يَوْمَ) كَذَا وَ كَذَا ، قَالَ: فَهٰذِهِ أَخْبَارُهَا ﴾ ''اس کی خبروں سے مراد یہ ہے کہ زمین ہر بندے اور بندی کے بارے میں یہ گواہی دے گی کہ انہوں نے اس کی پشت پر کیا عمل کیے تھے، زمین ان میں سے ہر ہر شخص سے کہہ دے گی کہ اس نے فلاں فلاں یہ یہ اعمال کیے تھے۔ فرمایا، تو یہ ہیں زمین کی خبریں (جو وہ بیان کرے گی)۔''(٤)

---

(۱) [**ضعیف**: ضعيف ابو داود ، ابو داود (۳۹۹۹) كتاب الحروف و القراءات ، اس کی سند میں عطیہ عوفی راوی ضعیف ہے۔[هداية الرواة (۱٦۰/۵) ، (۵٤٦۳)]

(۲) [**ضعیف**: طبرانی كبير (۱۰۰۰۹) ، (۲۰۵/۹) مسند بزار میں ہے کہ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے صرف جریر بن ایوب نے ہی بیان کی ہے اور وہ قوی نہیں۔[البحر الزخار (۲۵۹/۵) مسند بزار] حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے اس سے ملتی جلتی ایک روایت کے متعلق فرمایا ہے کہ اسے ابو یعلی موصلی نے روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں کوثر بن حکیم راوی ضعیف ہے۔[اتحاف الخيرة المهرة (۱٦٤/۸)]

(۳) [**ضعیف**: ضعيف الترغيب (۲۰۹۳) السلسلة الضعيفة (۳۰٤۲) مسند ابو يعلى (٤۹۸۲) ابن حبان (۷۳۳۵) شیخ شعیب ارناؤوط نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔[التعليق على ابن حبان (۳۳۰/۱٦)]

(٤) [**ضعیف**: ضعيف الترغيب (۲۱۰٤) ضعيف ترمذی (٤۲۸) ترمذی (۳۳۵۳) كتاب تفسير القرآن: باب و من سورة اذا زلزلت الارض ، مسند احمد (۳۷٤/۲)] شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔ [الموسوعة الحديثية (۸۸٦۷) التعليق على ابن حبان (۳٦۰/۱٦)]

(5) ﴿ حَاسِبُوْا اَنْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا ﴾ ''اپنے نفسوں کا حساب لیتے رہو اس سے پہلے کہ (روزِ قیامت) تمہارا حساب لے لیا جائے۔''(۱)

(6) ﴿ يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ : الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ ﴾ ''قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے؛ پہلے انبیاء پھر علماء اور پھر شہداء۔''(۲)

(7) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا آپ قیامت کے دن اپنے اہل وعیال کو بھی یاد رکھیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین مقامات ایسے (کٹھن) ہوں گے کہ کوئی بھی کسی دوسرے کو یاد نہ رکھ پائے گا: ① میزان کے پاس حتی کہ آدمی کو پتہ چل جائے کہ اس (کے اعمال) کا وزن ہلکا ہے یا بوجھل۔ ② نامہ اعمال وصول ہونے کے مقام پر حتی کہ آدمی کو یہ علم ہو جائے کہ اسے اس کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملتا ہے یا پیٹھ پیچھے سے۔ ③ پل صراط کے پاس' جب وہ جہنم کے اوپر رکھا جائے گا' حتی کہ آدمی اسے عبور کر لے۔(۳)

(8) ﴿ اِنَّكَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ ﴾ ''اے ابوبکر! یقیناً تو ہی میری امت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔''(٤)

(9) ﴿ اَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ : شَهِيْدٌ وَعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ وَعَبْدٌ اَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ وَنَصَحَ مَوَالِيْهِ ﴾ ''جنت میں داخل ہونے والے پہلے تین آدمی یہ ہیں: شہید، پاکباز شخص اور ایسا غلام جس نے اللہ کی عبادت بھی احسن انداز میں کی اور اپنے مالکوں کا بھی خیر خواہ رہا۔''(٥)

(10) ﴿ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا نَزَعَ ثَمَرَةً مِّنَ الْجَنَّةِ عَادَتْ مَكَانَهَا اُخْرَى ﴾ ''آدمی جب بھی کوئی پھل جنت کے درختوں سے کھینچے (توڑے) گا تو اس کی جگہ فوراً دوسرا پھل لگ جائے گا۔''(٦)

(11) ﴿ لِسُرَادِقُ النَّارِ اَرْبَعَةُ جُدُرٍ ... ﴾ ''جہنم کی چار دیواری کی وسعت چالیس چالیس سال کی راہ کی ہے۔''(۷)

---

(۱) [**ضعیف** : ضعیف الجامع (٤٣٠٥) الضعيفة (١٢٠١) ضعیف ترمذی (٤٣٦) ترمذی (٢٤٥٩)]

(۲) [**موضوع** : السلسلة الضعيفة (١٩٧٨) اس کی سند میں عنبسہ بن عبدالرحمن راوی کے متعلق امام ابوحاتم ؒ نے فرمایا ہے کہ وہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ [هداية الرواة (٥٥٣٩)]

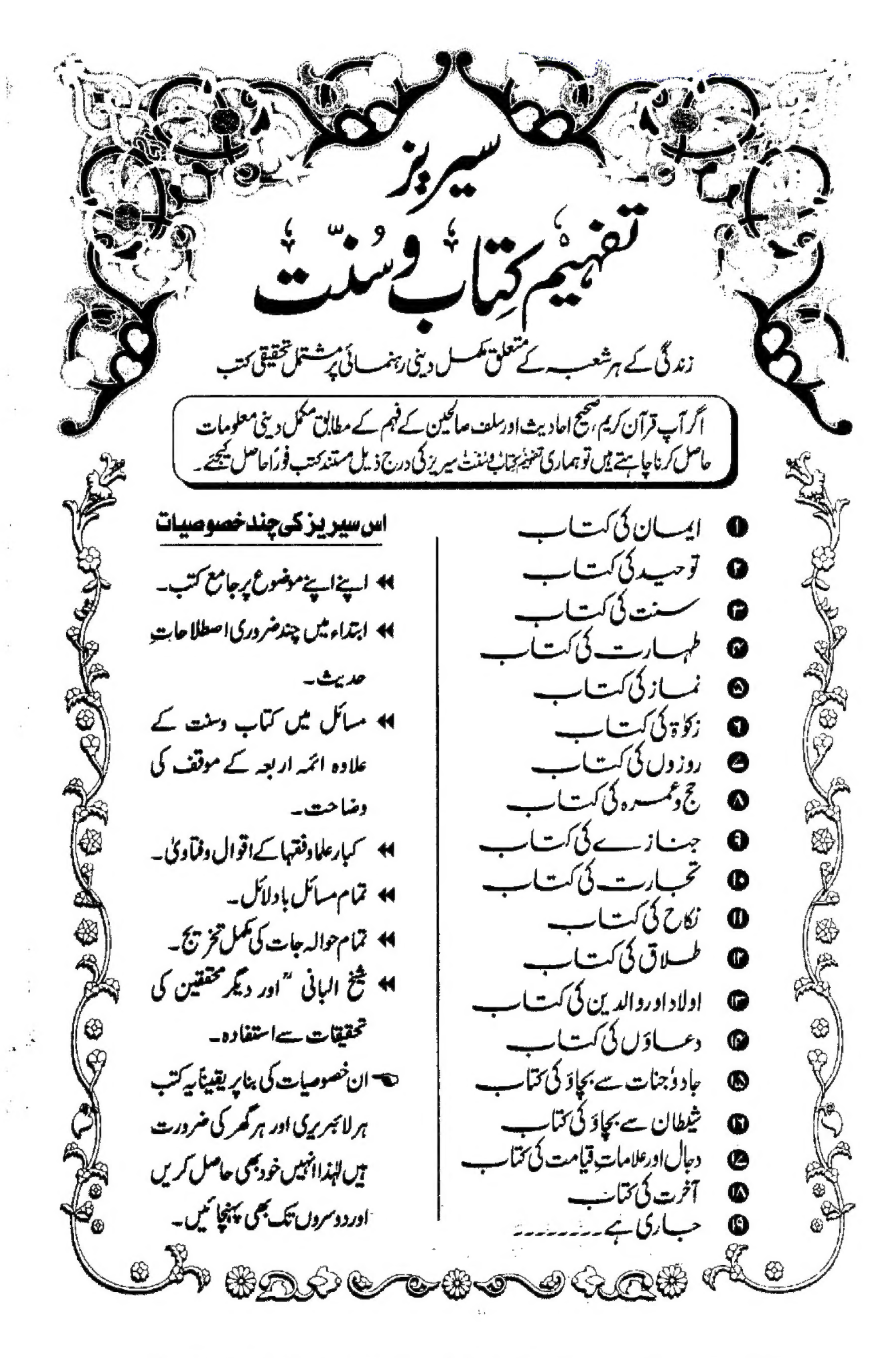
(۳) [**ضعیف** : ضعیف ابوداود (١٠١٨) المشكاة (٥٥٦٠) ضعيف الترغيب (٢١٠٨) ابوداود (٤٧٥٥) كتاب السنة : باب في ذكر الميزان]

(٤) [**ضعیف** : ضعیف ابوداود (١٠٠٨) المشكاة (٦٠٢٤) السلسلة الضعيفة (١٧٤٥) ابوداود (٤٦٥٢)]

(٥) [**ضعیف** : ضعیف ترمذی (٢٧٨) ضعيف الترغيب (١٢٢١) ضعيف الجامع (٣٧٠٢) ترمذی (١٦٤٢) مسند احمد (٤٢٥/٢)] شیخ شعیب ارناؤوط نے بھی اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔ [الموسوعة الحديثية (٩٤٨٨)]

(٦) [**ضعیف** : السلسلة الضعيفة (٣١٤٦) طبرانی كبير (١٤٤٩) مجمع الزوائد (٧٦٥/١٠)]

(۷) [**ضعیف** : ضعیف ترمذی ، ترمذی (٢٥٨٤) مسند احمد (٢٩/٣)]



سیریز تفہیم کتاب وسنت

زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق مکمل دینی رہنمائی پر مشتمل تحقیقی کتب

اگر آپ قرآن کریم، صحیح احادیث اور سلف صالحین کے فہم کے مطابق مکمل دینی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہماری تفہیم کتاب وسنت سیریز کی درج ذیل مستند کتب فوراً حاصل کیجیے۔

1. ایمان کی کتاب
2. توحید کی کتاب
3. سنت کی کتاب
4. طہارت کی کتاب
5. نماز کی کتاب
6. زکوۃ کی کتاب
7. روزوں کی کتاب
8. حج وعمرہ کی کتاب
9. جنازے کی کتاب
10. تجارت کی کتاب
11. نکاح کی کتاب
12. طلاق کی کتاب
13. اولاد اور والدین کی کتاب
14. دعاؤں کی کتاب
15. جادو، جنات سے بچاؤ کی کتاب
16. شیطان سے بچاؤ کی کتاب
17. دجال اور علامات قیامت کی کتاب
18. آخرت کی کتاب
19. جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔

اس سیریز کی چند خصوصیات

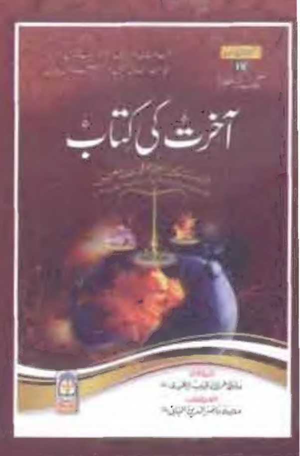
- اپنے اپنے موضوع پر جامع کتب۔
- ابتداء میں چند ضروری اصطلاحات حدیث۔
- مسائل میں کتاب وسنت کے علاوہ ائمہ اربعہ کے موقف کی وضاحت۔
- کبار علماء وفقہا کے اقوال وفتاویٰ۔
- تمام مسائل بادلائل۔
- تمام حوالہ جات کی مکمل تخریج۔
- شیخ البانی " اور دیگر محققین کی تحقیقات سے استفادہ۔

ان خصوصیات کی بنا پر یقیناً یہ کتب ہر لائبریری اور ہر گھر کی ضرورت ہیں لہٰذا انہیں خود بھی حاصل کریں اور دوسروں تک بھی پہنچائیں۔

تفہیم کتاب وسنت

18

کتاب الآخرۃ



- اُخروی زندگی ہی ابدی زندگی ہے جو وہاں کامیاب ہوگیا وہ ہمیشہ جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا رہے گا اور جو وہاں ناکام ہوا وہ ابدالآباد تک دوزخ میں جلے گا۔ اگر چہ دنیا میں اللہ کا قانون مختلف ہے اور وہ کافر و مومن سب کو زندگی کے آخری لمحہ تک روزی پہنچاتا ہے لیکن موت کے بعد دونوں کے احوال مختلف ہو جائیں گے، جس کا مقصدِ حیات صرف دنیا طلبی ہوگا اُسے جہنم کا ایندھن بنا دیا جائے گا اور جو آخرت کا طلب گار ہوگا اسے جنت کا وارث بنا دیا جائے گا۔ اس لیے دنیا میں رہتے ہوئے ہمیشہ اپنی آخرت، موت اور حساب کتاب کو یاد رکھنا چاہیے اور اسی فکر میں رہنا چاہیے کہ میں نے جہنم سے بچاؤ اور جنت میں داخلے کے لیے کیا عمل کیے ہیں۔
- پیش نظر کتاب میں انہی آخرت کے مختلف مراحل کا ذکر ہے جن سے بالآخر سب کو گزرنا ہے۔ اس کے مرتب ہمارے نوجوان فاضل دوست **حافظ عمران ایوب لاہوری** ہیں، جو اس سے پہلے صرف کتاب وسنت کی تفہیم کے اسی سلسلہ کی سترہ (17) کتب تالیف کر چکے ہیں اور ان کے علاوہ بھی بیسیوں کتب کے مصنف ہیں۔
- اس کتاب میں موصوف نے نفخ صور، روزِ جزا حساب کتاب، قصاصِ مظالم، نامہ اعمال، میزان، شفاعت، حوضِ کوثر، پل صراط، جنت کی صفات، جنت کی نعمتیں، جنت میں لے جانے والے اعمال، عذابِ جہنم، جہنم کے اوصاف اور آتشِ جہنم سے بچانے والے اعمال، جیسے مضامین کو موضوعِ بحث بنایا ہے۔ اس کتاب کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں تخریج و تحقیق کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے اور تمام دلائل کو حوالہ جات کے ساتھ مزین کیا گیا ہے جبکہ شیخ البانی کی تحقیق سے بھی کما حقہ استفادہ کیا گیا ہے۔
- امید ہے کہ یہ خدمت مصنف کے لیے توشۂ آخرت اور امتِ مسلمہ کے لیے اپنی آخرت کو بہتر بنانے کا ایک مفید ذریعہ ثابت ہوگی۔

حافظ ذوالفقار علی حفظہ اللہ
شیخ الحدیث، ابوہریرہ اکیڈمی، لاہور



تفہیم کتاب وسنت کا تحقیقی وطباعتی ادارہ
لاہور ـ پاکستان